انوار الحدیث
تالیف
مفتی جلال الدین احمد امجدی
اویسی بک سٹال
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

۵۵۴ احادیث اور ۴۷۴ مسائل کا مستند ذخیرہ

انوار الحدیث

تالیف

مفتی جلال الدین احمد امجدی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مصطفیٰ

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب ——— انوار الحدیث

تالیف ——— مفتی جلال الدین احمد امجدی

کمپوزنگ ——— محمد طارق لاہور

ملنے کے پتے

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی
والضحیٰ پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دارالعلم پبلیکیشنز
ہجویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دارلنور
صراط مستقیم پبلی کیشنز (دربار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان
مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،
مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفےٰ
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلی کیشنز دینہ
مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن
اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ مہتیویہ بہاولپور

شرفِ انتساب

اُن محدثینِ کرام اور ائمۂ اسلام

کے نام

جن کے قلمدان کی روشنائی

قیامت کے دن

شہیدوں کے لہو کے ساتھ

وزن کی جائے گی

جلال الدین احمد الامجدی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	نگاہِ اولیں	13
2	مقدمہ از علامہ ارشد القادری	16
3	**کتاب الایمان**	38
4	جنتی اور جہنمی فرقہ	46
5	بدمذہب	54
6	سنت اور بدعت	56
7	علمائے کرام	61
8	تقدیر کا بیان	67
9	قبر کا عذاب حق ہے	71
10	قیامت کی نشانیاں	78
11	حوضِ کوثر اور شفاعت	83
12	جنت کا بیان	92

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
13	دوزخ کا بیان	94
14	**کتاب الطہارۃ**	98
15	وضو کا بیان	98
16	وضو کرنے کا مسنون طریقہ	99
17	وضو توڑنے والی چیزیں	104
18	استنجا کا بیان	106
19	غسل کا بیان	108
20	**کتاب الصلوٰۃ**	111
21	اذان و اقامت کا بیان	111
22	نماز کا بیان	115
23	تراویح کا بیان	118
24	بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہے	119
25	قراۃ خلف الامام	123
26	آمین بالسر	126
27	رفع یدین	127
28	درود شریف	128

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
131	درود گنج عاشقاں	29
131	جماعت کا بیان	30
134	مسجد کا بیان	31
136	جمعہ کا بیان	32
138	خطبہ کی اذان کہاں دی جائے؟	33
139	عیداور بقرعید کا بیان	34
142	**کتاب الجنائز**	35
142	بیماری کا بیان	36
144	بیمار کی مزاج پرسی	37
146	دوا کا بیان	38
147	دُعا وتعویذ کا بیان	39
148	موت کا بیان	40
151	غسل وکفن کا بیان	41
153	جنازہ کا بیان	42
156	دفن میت کا بیان	43
158	میت پر رونے کا بیان	44

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
45	شہید کا بیان	161
46	قبروں کی زیارت	163
47	ایصالِ ثواب	166
48	**کتاب الزکوٰۃ**	168
49	زکوٰۃ کا بیان	168
50	صدقہ فطر کا بیان	171
51	سخی اور بخیل کا بیان	176
52	بھیک مانگنا کیسا ہے؟	181
53	**کتاب الصوم**	183
54	روزہ کا بیان	183
55	رویت ہلال	190
56	شبِ قدر کا مہینہ	197
57	اعتکاف کا بیان	199
58	تلاوت قرآن مجید کا بیان	201
59	**کتاب الحج**	208
60	مدینہ طیبہ کی حاضری	213

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
61	انبیائے کرام زندہ ہیں	214
62	کتاب البیوع	218
63	حلال روزی	218
64	اچھے تاجر کا بیان	220
65	سود کا بیان	222
66	رہن اور بیع سلم کا بیان	224
67	قرض دار کو مہلت دینے کا بیان	225
68	زمین پر ناجائز قبضہ کا بیان	226
69	**کتاب النکاح**	228
70	خطبہ نکاح	230
71	دعا بعد نکاح	230
72	مہر کا بیان	231
73	دعوتِ ولیمہ کا بیان	233
74	میاں بیوی کے باہمی برتاؤ	234
75	پردہ کی باتیں	235
76	دیکھنا جائز نہیں	236

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
77	اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی کا بیان	238
78	زنا اور لواطت کا بیان	239
79	**کتاب الطلاق**	242
80	عدت کا بیان	244
81	حلال اور حرام جانوروں کا بیان	246
82	شکار اور ذبح کا بیان	248
83	قربانی کا بیان	252
84	عقیقہ کا بیان	255
85	اچھے برے ناموں کا بیان	256
86	کھانے کا بیان	258
87	پینے کا بیان	261
88	لباس کا بیان	262
89	جوتے پہننے کا بیان	264
90	انگوٹھی کا بیان	265
91	حجامت کا بیان	267
92	داڑھی اور مونچھ کا بیان	268

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
93	خضاب کا بیان	270
94	سونے اور لیٹنے کا بیان	271
95	خواب کا بیان	272
96	فال گوئی کا بیان	273
97	چھینک اور جماہی کا بیان	274
98	اجازت لینے کا بیان	275
99	سلام کا بیان	276
100	مصافحہ کا بیان	278
101	ماں باپ کے حقوق کا بیان	281
102	اولاد کے حقوق کا بیان	283
103	بھائی وغیرہ کے حقوق کا بیان	285
104	چوری اور شراب نوشی کا بیان	287
105	جھوٹ کا بیان	288
106	چغلی اور غیبت کا بیان	289
107	حفاظت زبان اور تنہائی کا بیان	291
108	بغض وحسد کا بیان	292

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
109	اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ	294
110	غصہ اور تکبر کا بیان	295
111	ظلم وستم کا بیان	297
112	مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص کا بیان	298
113	دنیا کی محبت کا بیان	299
114	عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے؟	300
115	ریا کاری کا بیان	302
116	تصویر سازی کا بیان	304
117	توقف وجلد بازی کا بیان	305
118	نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنے کا بیان	306
119	توکل کا بیان	310
120	نرمی، حیاء اور حسنِ خلق کا بیان	311
121	ہنسنے اور مسکرانے کا بیان	313
122	**فضائل سید المرسلین** علیہ الصلوٰۃ والسلام	314
123	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل کوئی نہیں	319
124	معراج کا بیان	322

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
125	معجزات کا بیان	330
126	کرامت کا بیان	338
127	علم غیب کا بیان	341
128	ماخذ و مراجع	349

نگاہِ اوّلیں

لَکَ الْحَمْدُ یا اللّٰہ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

میری دیرینہ تمنا تھی کہ آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ سے دو مختصر رسالے لکھے جائیں جو عام فہم ہوں تا کہ عوام بھی بآسانی سمجھ سکیں لیکن وقت گزرتا رہا اور مجھے سکون میسر نہ ہوسکا کہ ان کیلئے قلم اٹھاتا۔ آخر، ذی الحجہ سن 1375ھ میں دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کی خدمات پر مامور ہوا تو بانی فیض الرسول حضرت شاہ محمد یار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کرم کے سایہ میں سکون کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ پہلے ہم نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف کا مختصر انتخاب بنام گلدستہ مثنوی سن 1378ھ میں لکھا پھر آیات قرآنیہ سے ایک عام فہم اور مختصر رسالہ معارف القرآن محرم سن 1380ھ میں مرتب کیا اور اعلان کیا کہ گلدستہ مثنوی کے دوسرے حصے گلزار مثنوی کی ترتیب سے فارغ ہو کر معارف القرآن کے نہج پر احادیثِ کریمہ کا ایک مختصر انتخاب پیش کیا جائے گا۔ گلزار مثنوی شعبان سن 1380ھ میں مرتب ہو کر چھپ گئی اور کئی سال گزر گئے لیکن درمیان میں دارالافتاء کی خدمت سپرد ہوئی پھر رسالہ فیض الرسول کے اجراء کے سبب استفتاء کی زیادتی ہوگئی جس نے مجھے کچھ لکھنے کا موقع نہ دیا مگر جب رسالہ فیض الرسول بند ہوگیا اور وقت میں کچھ گنجائش ہوئی تو ہم نے اللہ و رسول جل جلالہ المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لے کر لکھنا شروع کیا جب کبھی درس و تدریس اور دارالعلوم کی دیگر خدمات فتاویٰ نویسی وغیرہ سے کچھ اوقات بچتے تو دو چار صفحات لکھ ڈالتا۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہوا کہ اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے یہ کتاب مکمل ہوگئی۔

کتاب کی تصنیف کے بعد چونکہ طباعت کے اخراجات کا سوال پیدا ہوتا ہے اس لیے

ہم نے شروع میں اپنی مالی وسعت کے مطابق ایک مختصر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا تھا جب چند اوراق تیار ہو گئے تو عالی جناب سیٹھ محمد حنیف صاحب منیجر مدرسہ غوثیہ بڑھیا کھنڈسری ضلع بستی نے اوراق کا مطالعہ کیا، غایت درجہ محظوظ ہو کر ضخیم کتاب لکھنے کی تمنا ظاہر کی اور اپنے صرف خاص سے اس کے چھپوانے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر تو ہم نے بہت سے عنوان پر حدیثوں کا انتخاب کیا۔ ضرورت کے مطابق شارحین حدیث کی عبارتیں نقل کیں اور ہر مضمون کی مناسبت سے انتباہ کے تحت بعض عقائد دینیہ و مسائل شرعیہ کا اضافہ کیا اس طرح یہ کتاب تقریباً چار سو صفحات پر پھیل گئی۔

چونکہ سیٹھ حضرات کو کتاب کی اشاعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے جناب محمد حنیف صاحب کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے اور دوسرے سیٹھ حضرات کیلئے لائقِ تقلید بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ سیٹھ محمد حنیف صاحب کو دولت کی فراوانی کے ساتھ مذہب اہلسنّت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کا مزید جذبہ عطا فرمائے اور دوسرے مالداروں کو ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔ آمین۔

یہ کتاب عرق ریزی کے بعد تیار ہوئی ہے اس کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے کہ 113 عنوانات پر ہم نے 554 احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ پہلے پیراگراف میں اصل عربی عبارات کو عوام کی آسانی کے ساتھ اعراب کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے پیراگراف میں ترجمہ کو سلیس اردو زبان میں پیش کیا ہے۔ ہر حدیث کا ماخذ بتا دیا گیا ہے اور بعض احادیث کو کسی مصلحت سے جلد و صفحہ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ احادیث کے معانی کی وضاحت کے لئے جگہ جگہ شارحین حدیث کے اقوال، ترجمہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور ہر مضمون کی مناسب سے انتباہ کی سرخی کے تحت بہت سے اہم مسائل مستند کتابوں کے جلد و صفحہ کے حوالہ کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔ حتی الامکان کتابت اور پروف کی تصحیح کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پھر بھی اہل حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کوئی نظر آئے تو مطلع فرمائیں ہم مشکور ہوں گے۔

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے ہم دل کی

گہرائیوں سے ممنونِ کرم ہیں کہ اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اس کیلئے ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا جو علم حدیث پر بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے اور منکرین حدیث کیلئے دعوت غور وفکر کا سامان ہے۔

اور علامہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین دار العلوم براؤن شریف کے بھی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ خدائے تعالیٰ ان حضرات کے فیوض وبرکات کو ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین!

جلال الدین احمد الامجدی
خادم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی
۹ شعبان 1391ھ بمطابق 30 ستمبر 1971ء

مقدمہ

(از: حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جشید پور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد اللہ ھو المعین ایاہ نعبد ونستعین
معترفاً لہ بالا ختصاص ماحوتہ سورۃ الاخلاص
سلاطنہ فی الارض والسماء رب الجلال وعلی العلاء
ثم صلاتہ علی من ایدا باحسن الحدیث اعنی احمدا
قطب الوجود وکذا سلام لم یکتنہ لکنھہ الانام
ویدخل الال بزا اھل الشرف وصحبہ ومن تلامن السلف

اما بعد! ایک عرصہ دراز سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عامۂ مسلمین اہل سنت کیلئے اردو زبان میں احادیث مقدسہ کا کوئی مستند مجموعہ مرتب کیا جائے لیکن کسی بھی زبان کے مطالب و معانی کو دوسری زبان میں منتقل کرنا جتنا مشکل کام ہے وہ اہل بصیرت پر مخفی نہیں۔ خصوصیت کے ساتھ احادیث نبوی کا اردو ترجمہ تو اس لحاظ سے اور بھی مشکل ہے کہ ایمان و سلام کی تحقیقات اور شریعت کے احکام کا وہ اصل ماخذ بھی ہے اس لئے مطالب و معانی کی تعبیر میں الفاظ و بیان کی ذرا بھی لغزش ہوگئی تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے شارح کا مقصود و مدعا ادا ہونے سے رہ جائے گا بلکہ اسلامی دستور کی وہ روح متاثر ہو جائے گی جو عملی زندگی کے بے شمار گوشوں پر حاوی ہے۔ اس لئے ترجمہ احادیث کے سلسلے میں صرف ہر دو زبان کی واقفیت کافی نہیں ہے بلکہ مطالب و معانی کی تعبیر پر قدرت کے ساتھ ساتھ حدیث فہمی و فقہی بصیرت، شروح و تاویلات کا گہرا مطالعہ، اسلاف کے دینی و فکری مزاج اور ذات نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و عقیدت اور والہانہ جذبہ و احترام کا تعلق بھی نہایت ضروری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی ہم اس عظیم خدمت کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہو گئے اور سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد انہوں نے مستند حدیثوں کا ایک اردو مجموعہ مرتب کر کے قوم کے سامنے پیش کیا جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

میں اپنے علم و یقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ مولانا موصوف اپنے علم و تقویٰ بصیرت و ذکاوت، اور عشق و وجدان کی لطافتوں، طہارتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے قطعاً اس خدمت کے اہل ہیں اور بلاشبہ ان کی یہ خدمت احترام و اعتماد کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اہل حق کی طرف سے انہیں اس گراں مایہ خدمت پر اجر جزیل اور جزائے جلیل و بے مثیل عطا فرمائے اور احادیث صحیحہ کا یہ اردو مجموعہ بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سند قبول کی عزت سے سرفراز کرے۔

رسم معہود کے مطابق عزیز موصوف نے اس گراں قدر مجموعے کا پیش لفظ لکھنے کیلئے مجھ جیسے بے بضاعت و ناسزاوار کو اتنی بار مجبور کیا کہ اب معذرت کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ویسے یہ امر واقعہ ہے کہ اس عظیم منصب کا میں اہل نہیں ہوں لیکن صرف اس لالچ میں قلم اٹھا رہا ہوں کہ شاید محشر میں یہی چند سطریں میرے نامہ اعمال کی ارجمندیوں کا پیش لفظ بن جائیں۔

احادیث نبوی کی نشر و اشاعت کی خدمت بجا طور پر دونوں جہان کا سب سے بڑا اعزاز ہے لیکن حیات مستعار کے چند لمحوں کا یہ مصرف بھی کچھ کم قابلِ فخر نہیں کہ دشمنان حق کی طرف سے احادیث مقدسہ کی حرمت و ناموس پر کیے گئے حملوں کا دفاع کر کے دلوں کے تاریک ویرانوں میں حقیقت و یقین کا اجالا پھیلایا جائے۔

اسی جذبے کی تحریک پر میں نے اپنے پیش لفظ میں حدیث کی دینی حیثیت، تدوین حدیث کی علمی و تاریخی انفرادیت اور فتنۂ انکار حدیث اور اس کے اسباب و محرکات پر بے لاگ بحث کر کے بہت سے وہ حقائق بے نقاب کیے ہیں جن پر اب تک پردہ پڑا ہوا ہے۔

خدا کرے میرے قلم کی یہ کاوش اہل علم کی بارگاہوں سے وقعت واعتماد کی سند حاصل کرے اور عامہ مسلمین، دشمنان حق کی ان سازشوں سے باخبر ہو جائیں جو انکار حدیث کے جذبے کے پیچھے کارفرما ہیں۔

حدیث کی تعریف اور اس کی قسمیں

جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی تعریف یہ کی گئی ہے:

الحدیث یطلق علی قول النبی ﷺ تصریحا و حکما و علی فعله و تقریره و معنیٰ التقریر هو ما فعل بحضوره ﷺ ولم ینکره علیه او تلفظ به احد من الصحابة بمحضر النبی ﷺ ولم ینکره ولم ینهه عن ذلك بل سکت وقرر۔ (النخبة النبهانیة)

''حدیث کہتے ہیں حضور ﷺ کے قول کو وہ صراحۃً ہو یا حکماً اور حضور ﷺ کے فعل کو اور حضور ﷺ کی تقریر کو۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے روبرو کوئی کام کیا گیا اور حضور ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا یا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کوئی بات کہی اور حضور ﷺ نے اسے رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اور عملاً اسے ثابت فرمادیا''۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وکذا یطلق الحدیث علی قول الصحابة وعلی فعلهم وعلی تقریرهم والصحابی هو من اجتمع بالنبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مومنا ومات علی الاسلام۔ (النخبة النبهانیة)

''اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول وفعل اور ان کی تقریر پر بھی۔ اور صحابی کہتے ہیں اس محترم ہستی کو جسے بحالت ایمان حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا''۔

پھر فرماتے ہیں:

وکذلك یطلق الحدیث علی قول التابعین وفعلهم و تقریر هم و

التابعي هو من لقى الصحابي و كان مومنا بالنبي ﷺ ومات على الاسلام۔(النخبة النبهاتية)

''اوراسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تابعین کے قول وفعل اوران کی تقریر پر بھی اور تابعی کہتے ہیں اس معظم ہستی کو جس نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی اورایمان پراس کا خاتمہ ہوا''۔

حدیث کی بنیادی قسمیں

اس لحاظ سے حدیث کی تین قسمیں ہوگئیں جس کی تشریح حضرت شیخ محقق سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے۔

ما انتهى الى النبى صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقال له المرفوع۔

''جس حدیث کا سلسلۂ روایت نبی اکرم ﷺ تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث مرفوع'' کہتے ہیں''۔

وما انتهى الى الصحابى يقال له الموقوف۔

''اور جب حدیث کا سلسلۂ روایت کسی صحابی تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث موقوف'' کہتے ہیں''۔

وما انتهى الىٰ التابعى يقال له المقطوع۔(حوالہ:مصطلحات الاحادیث)

''اورجس حدیث کا سلسلہ روایت کسی تابعی تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث مقطوع'' کہتے ہیں''۔

حدیث کی دینی حیثیت

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن عظیم ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اورقرآن ہی کی صراحت و ہدایت کے بموجب رسول خدا ﷺ کی اطاعت واتباع بھی ہر مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے کہ بغیراس کے احکام الٰہی کی تفصیلات جاننا اورآیات قرآنی کا منشاومراد سمجھنا ممکن نہیں ہے اس لئے اب لامحالہ حدیث بھی اس لحاظ سے احکام شرع کا ماخذ قرار پاگئی کہ وہ رسول خدا ﷺ کے احکام وفرامین، ان کے اعمال، افعال

اور آیاتِ قرآن کی تشریحات اور مرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ ہے۔

اب ذیل میں قرآن مبین کی وہ آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری اور اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

1- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ۔ (سورہ نساء:20)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو"۔

(ترجمہ کنزالایمان)

2- اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا۔ (سورہ انفال:26)

"اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں۔ پھر بزدلی کرو گے"۔

(ترجمہ کنزالایمان)

3- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (سورۃ نساء:64)

"اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے"۔

(ترجمہ کنزالایمان)

4- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (سورۃ آل عمران:31)

"اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا"۔ (ترجمہ کنزالایمان)

5- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ (سورۃ نساء:65)

"تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں"۔ (ترجمہ کنزالایمان)

6- اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ (سورۃ نساء:59)

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رجوع کرو"۔ (ترجمہ کنزالایمان)

7- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ۔

(سورۃ محمد:۳۳)

''اے ایمان والوں اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل، باطل نہ کرو''۔

(ترجمہ کنزالایمان)

8- مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (سورۃ نساء:۸۰)

''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

9- قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔

(سورۃ آل عمران:۳۲)

''تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

10- وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (سورۃ الحشر آیت ۷)

''اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

11- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (سورۃ الاحزاب:۲۱)

''بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ایک بنیادی سوال

یہ بات ذہن نشین کر لینے کے بعد اب ایک بنیادی سوال پر غور فرمائیے اور وہ یہ کہ مذکورہ بالا آیات میں رسول خدا ﷺ کی اطاعت و اتباع کا جو بار بار حکم دیا گیا ہے تو آیا یہ حکم رسول پاک ﷺ کی صرف حیات ظاہری تک ہے یا قیامت تک کے لئے۔

اگر معاذ اللہ اس حکم الٰہی کو رسول کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو دوسرے لفظوں میں اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوگا کہ قرآن و اسلام پر عمل کرنے کا زمانہ بھی رسول خدا ﷺ کی حیات ظاہری ہی تک محدود ہے اس لئے کہ رسول خدا ﷺ کے فرمودات کی

اطاعت اوران افعال کی پیروی لازم ہی اس لئے تھی کہ بغیر اس کے قرآن واسلام کی تفصیلات کو سمجھنااوران پر عمل کرناممکن ہی نہ تھالیکن قرآن واسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کیلئے ہے تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کا حکم بھی قیامت تک کیلئے ہے۔

حدیث کے حجت ہونے پر عظیم استدلال

جب یہ بات طے ہوگئی کہ قرآن واسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کے لئے ہے اور یہ بھی طے ہوگئی کہ قرآن واسلام کی تفصیلات کا علم اوران پر عمل درآمد بغیر اطاعت رسول اللہ ﷺ کے ممکن نہیں ہے تو اس ضمن میں ایک دوسرا بنیادی سوال یہ ہے کہ۔

لغت وعرف اور شریعت وعقل کی رو سے اطاعت ہمیشہ احکام کی کی جاتی ہے پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آج رسول خدا ﷺ کے وہ احکام کہاں ہیں جن کی اطاعت کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے کیونکہ احکام کے بغیر اطاعت کا مطالبہ سراسر عقل وشریعت کے خلاف ہے۔ پس جب آج بھی قرآن ہم سے اطاعت رسول ﷺ کا طالب ہے تو لازماً آج ہمارے سامنے احکام رسول ﷺ کا ہونا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے رسول ﷺ کے احکام سے وہ احکام ہرگز نہیں مراد لئے جاسکتے جو خدا کی طرف سے قرآن میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ احکام خداوندی ہونے کی حیثیت سے ان کا واجب الاطاعت ہونا ہمارے لئے کافی ہے اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ رسول کریم ﷺ کے جن احکام کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے وہ قرآن مجید میں وارد شدہ احکام خداوندی کے علاوہ ہیں۔

اتنی تمہید کے بعد اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ رسول پاک ﷺ کے احکام و ارشادات اور قرآن واسلام کی تشریحات وتفصیلات کا مجموعہ احادیث ہے۔ یہیں سے حدیث کی دینی ضرورت اور اس کی اسلامی حیثیت اچھی طرح واضح ہوگئی حدیث کی دینی اہمیت سے وہی شخص انکار کرسکتا ہے ہے جو یک لخت اطاعت رسول کا منکر ہو۔

نقل وروایت کی ضرورت پر استدلال

ملت اسلام کی جن مقدس ہستیوں کو رسول انور ﷺ کے اعمال وافعال کو اپنی آنکھوں سے

دیکھنے اوران کے احکام وارشادات کواپنے کانوں سے سننے کے قابلِ رشک موقع حاصل تھا انہیں امور سے باخبر ہونے کے لئے نقل وروایت کے واسطوں کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں آنے والے جن افراد کو براہ راست اس کا موقع حاصل نہیں تھا انہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے باخبر ہونے کا ذریعہ سوائے نقل وروایت کے اور کیا تھا؟

یہیں سے یہ سوال بھی حل ہو گیا کہ سرکار والاتبار صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور کوائف واحوال سے آنے والی امت کو باخبر کرنے کیلئے سلسلہ نقل وروایت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

پس اس امت کے جس افضل ترین طبقے نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سرور کونین کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام نے جن لوگوں تک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اپنے مشاہدات، مسموعات اور معلومات کا ذخیرہ پہنچایا وہ ''تابعین'' کہلائے۔ اور اس معزز طبقے نے صحابہ کرام کے ذریعہ حاصل ہونے والے مشاہدات ومسموعات کا ذخیرہ جن لوگوں تک پہنچایا وہ تبع تابعین کے لقب سے ملقوب ہوئے پھر اس طبقہ نے تابعین کرام کے ذریعے حاصل کئے ہوئے اپنے زمانے کے لوگوں کو باخبر کیا یہاں تک کہ سینہ بہ سینہ سفینہ در سفینہ، نسل در نسل اور گروہ در گروہ نقل روایات کا یہ مقدس سلسلہ آگے بڑھتا رہا تا آنکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال، احوال وکوائف اور ارشادات وتقریرات کا وہ مقدس ذخیرہ احادیث کی ضخیم ضخیم کتابوں میں محفوظ ہو کر ہم چودہ سو برس بعد میں پیدا ہونے والے افراد امت تک پہنچا۔

پس رحمت ونور کی موسلا دھار بارش ہو، راویانِ خدمت کے اس مقدس گروہ پر جس کے اخلاص وایثار منت واحسان، محنت جفاکشی، جان نثاری وجگر سوزی۔ پیہم سفر، جنون انگیز مہم لگاتار قربانی اور سعی مسلسل کے ذریعہ آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ ریز وعطر بیز زندگی کا ایک شفاف آئینہ ہمیں میسر آیا۔

اتنا شفاف کہ چشم عقیدت وا (کھلتے) کرتے ہوئے اس عہد فرخندان فال میں پہنچ جایئے جہاں قدم قدم پر شہپر جبرائیل کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آفتاب نیم روز کی بات کیا کہیے کہ رات کو بھی جلووؤں کا سویرا ہے ہر طرف ملکوتیوں کا ڈیرا ہے آسمانوں کے پٹ کھلے اور بند

ہوئے افلاکیوں کے نورانی قافلے اترے اور چلے گئے عرش تک انوار و تجلیات کا تانتا بندھا ہوا ہے جلوؤں کی بارش سے طیبہ کی زمین اتنی نم ہوگئی ہے کہ نچوڑے تو کوثر کا دھارا پھوٹ پڑے۔ کشور رسالت کے سلطان اعظم کبھی صحن مسجد میں ہیں کبھی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں کبھی اپنے سرفروش دیوانوں کا قافلہ لئے ہوئے وادیوں، کہساروں اور ریگ زاروں سے گزر رہے ہیں۔ اور کبھی گریہ و مناجات کے خلوت کدوں میں امت کی فیروز بختی کا مقدر سنوار رہے ہیں۔ کبھی فرط غم سے آنکھیں نم ہوگئیں اور کبھی جان نواز تبسم سے غنچے کھلا دیئے۔ گلستانوں کی طرف نکل گئے تو خرام ناز کی نکہتوں سے راستے مہک اٹھے اور اب کاشانہ رحمت میں جلوہ فگن ہیں تو ہر طرف طلعت زیبا کا اجالا ہے۔ ابھی بزم عاشقان میں حقائق و معارف کے گوہر لٹا رہے ہیں اور اب دیکھیئے تو معرکہ کارزار میں جانثاروں کو عیش جاوداں کی بشارت دے رہے ہیں۔

غرض حدیث کی کتابوں میں جو ورق الٹئے نقوش و حروف کے آئینے میں سرکار والا تبار کی زندگی کا ایک ایک خدوخال نظر آتا ہے جن نامرادوں کے قلوب عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کبریٰ سے محروم کر دیئے گئے ہیں کہ جلوۂ محبوب کے اس آئینہ جمال و کمال کو توڑ بھی دیں تو انہیں اس کا قلق ہی کیا؟ کہ پہلو میں محبت آشنا دل ہی نہیں ہے لیکن ان دردمندان عشق اور وارفتگان آرزوئے شوق سے پوچھے جو خاک طیبہ کو صرف اس جذبہ محبت میں اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں کہ شاید پائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مس ہوگئی ہو۔ کہ احادیث کی کتابوں میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور تسکین قلب کے کیا کیا سامان ہیں۔

عاشق نہ شنیدی محنت الف نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشاید

داستانِ شوق کا آغاز اور اس کا اہتمام

روایت حدیث کا یہ سارا سلسلہ جن حضرات پر منتہی ہوتا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقدس طبقہ ہے۔ کیونکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے وہی مشاہد حقیقی، ناقل اول اور شب و روز کے حاضر باش ہیں۔ اگر ان بزرگوں نے اپنی معلومات و مشاہدات کا ذخیرہ دوسروں تک نہ

پہنچایا ہوتا تو روایت حدیث کے ایک عظیم فن کی بنیاد ہی کیوں پڑتی؟ بزم شوق کی اس داستانِ لذیذ سے چودہ سو برس کی دنیا تو کیا باخبر ہوتی کہ نرگس کی چشم محرم کو بھی جلووں کا سراغ نہ ملتا۔ معارف وتجلیات کا چشمہ فیض جہاں پھوٹا تھا وہیں منجمد ہو کے رہ جاتا۔ آخر ایک قرن (زمانے) کی بات دوسرے قرن تک پہنچی کیسے؟ اگر سننے اور دیکھنے والوں نے پہچانے کا اہتمام نہیں کیا تھا۔ اس راہ میں صحابہ کرام کے جذبہ اشتیاق کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد معمولی عقل وفہم کا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اس کام کو دین کا بنیادی کام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جب تک اس خاکدان گیتی کو سرکار پرانور کے وجود ظاہری کی برکتوں کا شرف حاصل رہا پروانوں کے دستے ہر وقت دربار گہر میں اشتیاق اور گوش برآواز رہا کرتے کہ کب وہ لب ہائے جاں نواز کھلیں اور ارشادات طیبات کے گل ہائے تو رسے دل کی انجمن کو معطر کریں اور اتنا ہی نہیں بلکہ حاضر باش رہنے والوں سے اس کا بھی عہد و پیمان لیا جاتا کہ وہ غیر حاضر رہنے والوں تک دربار نبوت کی ساری سرگزشت پہنچایا دیا کریں۔

جیسا کہ حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اسی سلسلے میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ صحابی موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

ما کل الحدیث سمعنا من رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کنا مستغلین فی رعایت الابل واصحاب رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یطلبون مایفوتھم سماعہ من رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فیسمعونہ من اقرانہ وممن ھو احفظ منھم۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص 14)

"ہم لوگوں کو تمام احادیث کی سماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہو پاتی تھی۔ ہم اونٹوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس حدیث کی سماعت فوت ہو جاتی تھی اس کو ہم اپنے ہم عصروں سے اور زیادہ یاد رکھنے والوں سے سن لیا کرتے تھے"۔

عہدِ صحابہ میں راویانِ حدیث کے مواقع

دین کو اپنی تفصیلات وتشریحات کے ساتھ اہل اسلام تک پہنچانے کیلئے صحابہ کے

درمیان احادیث کی نقل وروایت کا شب وروز یہ معمول تو تھا ہی اس کے علاوہ بھی بہت سے مواقع اس طرح پیش آتے تھے جب کسی خاص مسئلے میں قرآن کا کوئی صریح حکم نہ ملتا تو مجمع صحابہ سے دریافت کیا جاتا کہ اس مسئلے کے متعلق سرکار رسالت مآب ﷺ کی کوئی حدیث کسی کو معلوم ہو تو بیان کرے۔

چنانچہ یہی حافظ نیشاپوری حضرت قبیصہ ابن ذویب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

قَالَ جَائَتِ الْجَدَّةُ فِیْ عَهْدِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ تَلْتَمِسُ اَنْ تُوْرَثَ فَقَالَ اَبُوْبکر مَا اَجِدلك فی کتاب اللّٰه شیئا حتیٰ اسأل الناس العیشة فلما صلی الظهر قام فی الناس یسالهم فقال المغیرة بن شعبة سمعت رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یعطیها السدس۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

"انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دادی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ چاہتی تھی کہ اسے پوتے کی میراث میں سے کچھ حصہ دیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں تیرا کوئی حصہ میں نہیں پاتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تیرے بارے میں کچھ فرمایا ہے۔ جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اچھا ٹھہرو! میں شام کو لوگوں سے اس بارے میں دریافت کروں گا۔ جب ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے"۔

واقعہ کی تحقیق کا ایک عظیم نکتہ

بات اتنے ہی پر نہیں ختم ہو گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ حدیث بیان کر کے جب بیٹھ گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے۔ اب باقی حصہ راوی کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں:

قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَسَمِعَ ذٰلِكَ مَعَكَ اَحَدٌ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَه فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِیْهَا السُّدُسَ۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے۔ اس سوال پر حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے"۔

اللہ اکبر! جانتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال اسمع ذلك معك احد (یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے؟) کس سے ہے؟ یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جن کا شمار اجلہ صحابہ میں ہوتا ہے اور جن کی دیانت وتقویٰ اور امانت وراستی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہیں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کے لئے حجت اور وجوب احکام میں موثر نہ ہوتی تو حدیث کے لئے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ بیان کرنے والے ایک سے دو ہو جائیں تو بات کا ثبوت نقطہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

کسی واقعہ کی خبر ایک ہی آدمی کی زبانی سنی جائے اور وہی خبر متعدد آدمیوں کے ذریعہ موصول ہو تو دونوں میں یقین واعتماد کی کیفیت کا جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے متعلق اپنے علم ویقین اور نقل وروایت کے اعتماد کو نقطہ کمال پر پہنچانے کیلئے صحابہ کرام کے یہاں اس طرح کا اہتمام ہمیں قدم قدم پر ملتا ہے۔

ایک اور ایمان افروز واقعہ

حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے مشہور صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک نہایت رقت انگیز واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث انہوں نے سنی تھی اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ سننے والوں میں مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور مصر وشام اور روم وایران پر اسلامی اقتدار کا پرچم لہرانے لگا تو بہت سے صحابہ حجاز مقدس سے مفتوحہ ممالک میں منتقل ہو گئے۔ انہیں لوگوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی تھے جو مصر گئے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔

حضرت ابوایوب انصاری کو شدہ شدہ کسی طرح یہ معلوم ہو گیا کہ جو حدیث میں نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اس کے سننے والوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی ہیں۔ تو صرف اس بات کا جذبۂ اشتیاق کشاں کشاں انہیں مدینے سے مصر لے گیا کہ حضرت عقبہ بن عامر سے اس بات کی توثیق کر کے وہ یہ کہہ سکیں کہ اس حدیث کے دو راوی ہیں ایک میں ہوں دوسرے عقبہ بن عامر ہیں۔

ان کے اس والہانہ سفر کا حال بھی بڑا رقت انگیز اور روح پرور ہے کہ جذبہ شوق کی ترنگ میں کہساروں، وادیوں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے وہ مصر پہنچے۔ کبرسنی کا عالم دشوار گزار سفر لیکن وارفتگیِ شوق کی بے خودی میں نہ بڑھاپے کا اضمحلال محسوس ہوا نہ راستے کی دشواریاں حائل ہوئیں۔ شب و روز چلتے رہے۔ مہینے کی مسافت طے کر کے جب مصر پہنچے تو سیدھے مصر کے گورنر مسلمہ بن مخلد انصاری کی رہائش گاہ پر نزول اجلال فرمایا۔ امیر مصر نے مراسم ملاقات کے بعد دریافت کیا:

ماجاء لك يا ابا ايوب؟ کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابوایوب؟ جواب میں ارشاد فرمایا:

حديث سمعته من رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ سَمِعَهٗ مِنْ رَسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرِىْ وَغَيْرُ عَقْبَةَ بنِ عامرٍ فَابْعَثْ مَنْ يَدُلُّنِى عَلٰى مَنْزِلِهٖ۔

(معرفۃ علوم الحدیث)

"رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے ایک حدیث سنی ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کے سننے والوں میں میرے اور عقبہ بن عامر کے سوا اب کوئی اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پس میرے ساتھ ایک ایسا آدمی لگا دو جو مجھے ان کے گھر تک پہنچا دے"۔

یعنی مطلب یہ کہ تمہارے پاس اس لئے نہیں آیا ہوں کہ تم سے ملنا مقصود تھا بلکہ صرف اس لئے آیا ہوں کہ تم حضرت عقبہ بن عامر کے گھر تک میرے پہنچنے کا انتظام کر دو۔

ایک گدائے عشق کی ذرا شانِ استغناء ملاحظہ فرمایئے کہ گورنر کے دروازے پر گئے ہیں لیکن ایک لفظ بھی ان کے حق میں نہیں فرماتے۔

راوی کا بیان ہے کہ والیٔ مصر نے ایک جانکار آدمی ان کے ساتھ کر دیا جو کہ انہیں

حضرت عقبہ بن عامر کے دولت کدے تک لے گیا۔ معانقہ کے بعد انہوں نے بھی پہلا سوال یہی کیا۔

ماجاء ك يا ابا ايوب؟ کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابوایوب؟ جواب میں فرمایا حَدِيْثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ فِيْ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ قَالَ عُقْبَةُ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا عَلٰى خَزِيَةٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ صَدَقْتَ۔

''ایک حدیث میں نے رسول پاک ﷺ سے سنی ہے اور اس کا سننے والا میرے اور آپ کے سوا اب کوئی دنیا میں موجود نہیں ہے اور وہ حدیث مومن کی پردہ پوشی کے بارے میں ہے۔ حضرت عقبہ نے جواب دیا کہ ہاں حضور اکرم ﷺ سے میں نے یہ حدیث سنی ہے کہ جو کسی رسوائی کی بات پر مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ حضرت ابوایوب نے فرمایا آپ نے سچ کہا یہی میں نے سنا ہے''۔

اس کے بعد بیان کرتے ہیں۔

ثُمَّ انْصَرَفَ اَبُوْ اَيُّوْبَ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَرَكِبَهَا رَاجِعًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

''اتنا سن کر حضرت ابوایوب اپنی سواری کے پاس آئے۔ سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹ گئے''۔

گویا مصر کے دور دراز سفر کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اپنے کان سے سنی ہوئی بات دوسرے کی زبان سے سن لیں۔ حدیثِ دوست کی لذت شناسی کا یہی وہ جذبہ شوق تھا جس نے مذہب اسلام کو مذہب عشق بنا دیا۔ حضرت امام حافظ نیشاپوری نے واقعہ کے خاتمہ پر رقت وگداز میں ڈوبا ہوا اپنا تاثر سپرد قلم کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

فهذا ابو ايوب الانصاری علی تقدم صحبته و كثرة سماعه من رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رحل الی صحابی من اقرانه فی حدیث واحد۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

''یہ ابو ایوب انصاری ہیں جو صحابیت کے اقدام اور حضور ﷺ سے کثیر الروایۃ ہونے کے باوجود صرف ایک حدیث کے لئے اپنے معاصر سے ملنے گئے اور دور دراز کا سفر کیا''۔

ایک اور دیوانہ شوق

اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام نیشاپوری نے نقل کیا ہے۔

بات یہاں سے چلی ہے کہ اپنے وقت کے ایک عظیم محدث حضرت عمرو بن ابی سلمہ، امام الحدیث حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چار سال رہے اور اس طویل عرصے میں انہوں نے صرف تیس حدیثیں ان سے سماعت فرمائیں ایک دن وہ حضرت امام اوزاعی سے بڑی حسرت سے کہنے لگے۔

انا الزمك منذ اربعة سنوات ولم اسمع منك الا ثلاثين حديثا۔

''آپ کی خدمت میں رہتے ہوئے مجھے چار سال ہو گئے لیکن اس طویل عرصے میں صرف تیس (۳۰) حدیثیں آپ سے حاصل کر سکا''۔

امام اوزاعی نے جواب میں ارشاد فرمایا:

وتستقل ثلاثين حديثا في اربعة سنوات ولقد سار جابر بن عبد الله الى مصر واشترى راحلته فركبها حتى سئال عقبة بن عامر عن حديث واحد وانصرف الى المدينة۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۹)

''چار سال کی مدت میں تیس حدیثوں کا ذخیرہ تم کم سمجھ رہے ہو حالانکہ حضرت جابر بن عبداللہ نے صرف ایک حدیث کیلئے مصر کا سفر کیا۔ سواری خریدی اور اس پر سوار ہو کر مصر گئے اور حضرت عقبہ بن عامر سے ملاقات کر کے مدینہ واپس لوٹ گئے''۔

مطلب یہ ہے کہ چار سال کی مدت میں تیس احادیث کی سماعت کو بھی غنیمت جانو کہ ایک عظیم نعمت تمہیں کم سے کم مدت میں حاصل ہو گئی ورنہ عہد صحابہ میں تو صرف ایک حدیث کیلئے لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کرتے تھے پس ایک حدیث پر دو مہینے کی مدت بھی اگر صرف

ہوتی تو آپ حساب لگالو کہ تین احادیث کیلئے کتنی مدت چاہیے تھی۔

بلکہ حافظ نیشاپوری کی تصریح کے مطابق عہد صحابہ میں طلب حدیث کے لیے سفر لازم تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: لطالب العلم یتخذ نعلین من حدید۔ (معرفۃ ص۹) طالب علم کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے لوہے کے جوتے تیار کرائے تا کہ بغیر کسی زیر باری کے ساری عمر وہ طلب حدیث میں سفر کرتا رہے۔

سلسلۂ روایت کی تقویت کے اسباب

عہد صحابہ میں سلسلہ روایت کی تقویت کیلئے جہاں راویوں کی کثرت تعداد کو اہمیت دی جاتی تھی وہاں نقل و روایت کی صحت جانچنے اور اسے یقین کی حد تک پہنچانے کے لئے اور بھی طریقے رائج تھے۔ مثال کے طور پر حضرت مولائے کائنات علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔

اذا فاته عن رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حديث ثم سمعه من غيره يحلف المحدث الذي يحدث به۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

"جب ان کو کسی حدیث کی سماعت حضور ﷺ سے فوت ہو جاتی تو دوسرے راوی سے حدیث کی سماعت فرماتے لیکن اس سے قسم لیا کرتے تھے"۔

یہ بیان کرنے کے بعد حضرت حافظ نیشاپوری تحریر فرماتے ہیں:

وكذلك جماعة من الصحابت و التابعين و ابتاع التابعين ثم عن ائمته المسلمين كانوا يبحثون وينقرون عن الحديث الى ان يصح لهم۔ (معرفۃ ص۱۵)

"یہی حال صحابہ، تابعین تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کا تھا کہ وہ حدیث کے بارے میں بحث و کرید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو حدیث کی صحت کا یقین ہو جاتا"۔

روایت حدیث کا فن اپنی جس عظیم خصوصیت کے باعث سارے جہان میں منفرد ہے وہ یہ ہے کہ کسی واقعہ کے نقل و روایت کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ نفس واقع بیان کر دیا جائے بلکہ بیان واقعہ سے پہلے ناقل کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس واقعہ کا علم اسے

کیونکر ہوا۔ کتنے واسطوں سے وہ بات اس تک پہنچی ہے اور وہ لوگ کون ہیں۔ ان کے نام نشان کیا ہیں۔ ان کی عمر کیا ہے۔ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ دیانت، تقویٰ، راست گفتاری، حسن اعتقاد۔ قوت حافظہ عقل وفہم اور فکر وبصیرت کے اعتبار سے ان کے حالات کیا ہیں۔ اسی کو اصطلاح حدیث میں اسناد کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصحاب حدیث کے یہاں اسناد اتنی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر ان کے یہاں کوئی بات قابل اعتماد نہیں ہوتی......!

یہاں تک کہ حضرت حافظ نیشاپوری نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْ لَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَا شَاءَ۔

''اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہتا''۔

اسی ضمن میں حضرت حافظ نیشاپوری نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابن ابوفروہ نامی شخص نے حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ سے بغیر کسی اسناد کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اس پر امام زہری نے آزردہ ہو کر فرمایا۔

قاتلك الله یا ابن فروة ما اجراك علی الله ان لاتسند حدیثك تحدثنا باحادیث لیس لها خطم ولا انمة۔ (معرفۃ الحدیث ص ۶)

''اے ابوفروہ! تجھ کو اللہ تعالیٰ تباہ کرے تجھ کو کس نے اللہ (عزوجل) پر جری کر دیا ہے کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں ہے تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے کہ جن کیلئے نہ نکیل ہیں نہ لگام''۔

اصول نقل حدیث

اس سلسلے میں حاکم الحدیث حضرت امام نیشاپوری نے احادیث کی صحت کو پرکھنے کے لئے جو ضابطہ نقل فرمایا ہے وہ قابل مطالعہ ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ احادیث کو اغلاط کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کیلئے کیسی کیسی منصوبہ بند تدبیریں عمل میں لائی گئی ہیں۔ فرماتے ہیں:

وما یحتاج طالب الحدیث فی زماننا ان یبحث عن احوال المحدث

اولاهل یعتقد الشریعۃ فی التوحید وھل یلزم نفسہ طاعۃ الانبیاء والرسل علیہم السلام ثم یتامل حالہ ھل صاحب ھویٰ یدعوا الناس الی ھواہٗ فان الداعی الی البدعۃ لا یکتب عنہ ثم یتعرف سنہ ھل یحتمل سماعہ من شیوخہ الذین یحدث عنہم ثم یتامل اصولہ۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص ۲)

''ہمارے زمانے میں ایک طالب حدیث کیلئے ضروری ہے کہ پہلے وہ محدث کے حالات کی تفتیش کرے کہ آیا وہ توحید کے بارے میں شریعت کا کیا مقصد ہے؟ اور کیا انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے۔ پھر اس کی حالت پر غور کرے کہ وہ بدمذہب تو نہیں ہے کہ لوگوں کو اپنی بدمذہبی کی طرف دعوت دے رہا ہو کیونکہ بدعت کی طرف بلانے والے سے کوئی حدیث نہیں لی جائے گی۔ پھر اس محدث کی عمر معلوم کرے کہ اس کی سماع ان مشائخ سے ممکن ہے کہ جن سے وہ حدیث بیان کر رہا ہے پھر اس کے اصول پر غور کرے''۔

تاریخ تدوین حدیث

فن حدیث کے محاسن وفضائل اور اس کے متعلقات اور موجبات پر قلم اٹھانے سے پہلے یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک حدیثوں کی تدوین اور جمع و ترتیب کا کام کیونکر عمل میں آیا......؟

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد پرنور جو نزول قرآن کا زمانہ ہے۔ اس عہد پاک میں چونکہ آیات قرآنی کے تحفظ کا کام سب سے اہم تھا اس لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ وہ صرف آیات قرآنی کو قلمبند کیا کریں۔ احادیث کو قید تحریر میں نہ لائیں تاکہ آیات قرآنی کے ساتھ کسی طرح کا التباس نہ ہو۔ البتہ اس امر کی اجازت تھی کہ زبانی طور پر احادیث روایت ونقل میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیْ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ﷺ لَا تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنِّي وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میری حدیث نہ لکھے اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو تو اس کو مٹا دے اور میری حدیثیں زبانی بیان کرے کوئی حرج نہیں اور جس نے میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی تو اُس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے''۔

لیکن اسی کے ساتھ بعض وہ صحابہ جنہیں اپنے اوپر اعتماد تھا کہ وہ قرآنی آیات کے ساتھ احادیث کو مخلوط نہیں ہونے دیں گے وہ اپنے طور پر حدیثوں کو بھی قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا كَانَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَأَنَا لَا أَكْتُبُ۔

(بخاری شریف)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی مجھ سے زیادہ حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا مگر عبداللہ بن عمرو، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا''۔

جب کاغذ کے ٹکڑوں، ہرن کی جھلیوں، کھجور کے پتوں اور الواح قلوب میں بکھری ہوئی قرآن مجید کی آیتیں عہد فاروقی سے لے کر عہد عثمان تک کتابی شکل میں ایک جگہ جمع کر دی گئیں اور ساری دنیا میں اس کے نسخے پھیلا دیئے گئے اور احادیث کے ساتھ آیات قرآنی کے التباس واختلاط کا کوئی اندیشہ نہیں رہ گیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے ایماء پر احادیث کی تدوین اور تصنیف وکتابت کا کام باضابطہ شروع ہوا۔

جیسا کہ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی الفیہ کی شرح میں مقدمہ نویس نے لکھا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

فلما افضت الخلافة الى عمر بن عبد العزيز رضی اللہ عنہ فی عام ٩٩ تسع و

تسعین من الھجرۃ کتب الی ابی بکر بن حزم وھو شیخ معمر و اللیث والازاعی ومالك و ابن اسحق و ابن ابی ذئب وھو نائب عمر بن عبدالعزیز فی القضاء علی المدینۃ یقول له انظر ماکان من حدیث رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فاکتبه فانی خفت دروس العلوم و ذھاب العلماء۔

(مقدمہ شرح الفیہ ص ۵)

''۹۹ھ میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو آپ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا جو معمر لیث اوراوزاعی ، مالک ، ابن اسحاق اور ابن ابوذئب کے شیخ تھے۔ اور مدینہ منورہ محکمہ قضا میں خلیفہ کے نائب تھے ان سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جو حدیث بھی حضور کی ملے اسے لکھ لو اور اس لئے مجھ کو علم کے مٹنے اور علماء کے چلے جانے کا خوف ہے''۔

اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں تک نقل کیا گیا ہے:

انه کتب الی اھل الاٰفاق انظر والی حدیث رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فاجمعوہ۔

(تاریخ اصفہان لابی النعیم)

''انہوں نے اطراف جوانب میں لکھا کہ حضور ﷺ کی کوئی حدیث پاؤ تو اسے جمع کرلو''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تحریک پر فن حدیث میں سب سے پہلی کتاب حضرت ابن حزم رضی اللہ عنہ نے تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد حدیث کی کتابوں کی تصنیف وتالیف اور جمع و ترتیب کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا مختلف شہروں میں مختلف بزرگوں نے حدیث میں سے کتابیں تصنیف فرمائیں:

صاحب شرح الفیہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ بقید مقام ان بزرگوں کے نام لکھے ہیں:

منھم ابن جریح بمکۃ وابن اسحاق و مالك بالمدینۃو الربیع بن صبیح وسعید بن عروہ وحماد بن سلمۃ بالبصرۃ وسفیان الثوری بالکوفۃ والا وزاعی بالشام و ھشام بواسط و معمر بالیمن وجریر بن عبد اللّٰہ بالرّی وابن المبارك بخراسان۔ (مقدمہ شرح الفیہ)

"ان میں ابن جریج مکہ میں ابن اسحاق اور مالک مدینہ میں، ربیع بن صبیح، سعید بن عروہ اور حماد بن سلمہ بصرہ میں، سفیان ثوری کوفہ میں، اوزاعی شام میں ہشام واسط میں، معمر یمن میں، جریر بن عبداللہ رے میں اور ابن المبارک خراسان میں تھے"۔ (رضی اللہ عنہم)
اس کے بعد لکھتے ہیں:

کلهم فی عصر واحد ومن طبقة واحدة واکثرهم من تلامذة ابی بکر بن حزم وابن شهاب الزهری۔ (مقدمہ شرح الفیہ)

"یہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ایک ہی طبقہ کے تھے اور ان میں اکثر ابوبکر بن حزم اور ابن شہاب زہری کے شاگرد تھے"۔

اس کے بعد تصنیف و تالیف اور مختلف حلقہائے درس کے ذریعہ احادیث کی نشر واشاعت کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا، روایتوں کے قبول ورد کے اصول، راویوں کے اوصاف و شرائط اور اس فن کے آداب ولوازم پر ضوابط ودساتیر کی تشکیل عمل میں آئی اور اصول حدیث کے نام سے علم وفکر کی دنیا میں ایک نئے فن کا آغاز ہوا۔

اصول وشرائط کے سخت سے سخت معیار پر احادیث کی نئی نئی کتابیں لکھی گئیں یہاں تک کہ آج اس فن کی جملہ تصنیفات میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی بہت مشہور اور متداول بین الناس ہیں۔

سطور بالا میں حدیث کی دینی ضرورت، اس کی علمی اور فنی ثقاہت اور اس کی تاریخ عظمت وانفرادیت پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ جن پاک طینت مسلمانوں کو اسلام وقرآن عزیز ہے اور جو اپنے آپ کو اسی امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے ہیں جو چودہ سو برس سے اپنی متوارث روایات اور مربوط دینی وفکری تہذیب کے ساتھ زندہ تابندہ ہے تو انہیں حدیث پر اعتماد کرنے کے لئے کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

البتہ جو لوگ کہ ازراہ نفاق حدیث کا انکار کرتے ہیں اور اپنی شقاوت کو چھپانے کے لئے قرآن کا نام لیتے ہیں، اگر مجھے وقت کی تنگی کا عذر نہ پیش آجاتا تو میں قابلِ وثوق شہادتوں کے ساتھ آفتاب نیم روز کی طرح یہ ثابت کر دکھاتا کہ ان کے یہاں احادیث کا انکار

قرآن کی پیروی کے جذبے میں نہیں بلکہ قرآن کی پیروی سے بچنے کے لئے ہے۔

حدیث کے انکار سے ان کا اصل مدعا یہ ہے کہ کلام خداوندی کے مفہوم کا تعین ان کی ذاتی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تا کہ آیات الٰہی کا مفہوم مسخ کر کے بھی وہ قرآن کی پیروی کا دعویٰ کر سکیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ منکرین حدیث کے فتنے سے اہل ایمان کو محفوظ رکھے اور انہیں توفیق دے کہ وہ حدیث کی روشنی پھیلا کر عالم کا اندھیرا دور کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔

ارشد القادری
مہتمم مدرسہ فیض العلوم۔ جمشید پور (بہار)
۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

کتاب الایمان

1۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَیُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْئَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ۔ نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دوزانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور عرض کی اے محمد ﷺ مجھ کو اسلام کی (حقیقت) کے بارے میں آگاہ فرمایئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس امر کی کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز ادا کرے زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا آپ نے سچ فرمایا (راوی کہتے ہیں کہ) ہم

لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے) کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نیز اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھے اور تقدیر کی بھلائی و بُرائی کو دل سے مانے"۔

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تحت فرماتے ہیں کہ

اسلام اسم ظاہر اعمال ست و ایمان نام باطن اعتقاد و دین عبارت از مجموع اسلام و ایمان ست و آنکہ در عقائد مذکور ست کہ اسلام و ایمان یکے ست بآں معنی ست کہ ہر مومن مسلم است و ہر مسلم مومن و نفی یکے مومن دو اسم از مسلمان نہ توان کرد۔ و بہ حقیقت اسلام ثمرۂ ایمان و فرع ست و علماء را درین مسئلہ کلام بسیار ست و تحقیق ایں است کہ گفتہ شد۔

"اسلام ظاہری اعمال (مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے وغیرہ) کا نام ہے اور ایمان نام ہے اعتقادِ باطن کا (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے) اور اسلام اور ایمان کے مجموعہ کا نام دین ہے اور جو عقائد (کی کتابوں) میں مذکور ہے کہ اسلام و ایمان دونوں ایک ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن مسلمان ہے اور ہر مسلمان مومن ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی نفی مسلمان سے نہیں کر سکتے اور حقیقت میں اسلام ایمان کا نتیجہ اور اس کی فرع ہے۔ علمائے کرام کے کلام اس مسئلہ میں بہت ہیں لیکن تحقیق یہی ہے جو بیان کیا گیا"۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۸)

پھر حضرت شیخ محقق نے اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ کے تحت فرمایا ہے کہ

حقیقت ایمان اینست کہ بگروی بخدائے تعالیٰ بذات و صفات ثبوتیہ و سلبیہ و تنزیہ و تقدیس وے تعالیٰ کنی از جمیع نقائص و امارت حدوث۔

"ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدائے تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ثبوتیہ و سلبیہ کو دل سے مانے اور تمام عیبوں اور حدوث کی علامتوں سے اس کو پاک ومنزہ یقین کرے"۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱، صفحہ۴۰)

اور وَرُسُلِہٖ کے تحت فرمایا کہ

واجب ست ایمان آوردن ہمہ انبیاء بے فرق دراصل نبوت واجب ست احترام و تنزیہہ ساحت عزت ایشاں از وصمت نقص و عصمت ایشان از جمیع گناہاں خرد و بزرگ پیش از نبوت و پس از وے ہمیں ست قول مختار و آنچہ در قرآن با آدم (علیہ السلام) نسبت عصیاں کردہ و عتاب نمودہ مبنی بر علو شان قرب اوست و مالک رامی رسد کہ برترک اولیٰ و افضل اگرچہ بحد معصیت نہ رسد بہ بندۂ خود ہرچہ خوہد بگوید و عتاب نماید دیگرے را مجال نہ کہ تد اند گفت۔ و اینجا ادبیست کہ لازم است رعایت آں و آں اینست کہ اگر از جانب حضرت بعض انبیاء مقربان درگاہ اند عتابے و خطابے رو دیا از جانب ایشاں کہ بندگانِ خاص اویند تواضعے وذلتے وانکسار صادر گردد کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ دراں دخل کنیم و بداں تکلم نمائیم۔ و مجمل اعتقاد درحق سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہرچہ جز مرتبۂ الوہیت وصفات اوست حضرت اورا ثابت ست دوے ہمہ فضائل و کمالات بشری را شامل و در ہمہ راسخ و کامل"۔

"انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا واجب ہے (اس طرح کہ کسی کے درمیان) اصل نبوت میں تفریق نہ کرے اور تعظیم وتوقیر کرنا نیز نقص کے عیب سے ان حضرات کی بارگاہ عزت کو پاک سمجھنا اور قبل نبوت و بعد نبوت چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے انہیں معصوم جاننا واجب ہے۔ یہی قول مختار ہے۔ اور جو قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیان کی نسبت کی گئی اور عتاب فرمایا گیا تو وہ ان کی شانِ قرب کی بلندی پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ اور افضل کے ترک پر اگرچہ وہ گناہ کی حد تک نہ پہنچے ہوں ان پر جو اپنے بندہ کو جو چاہے کہے اور عتاب فرمائے دوسرے کی مجال نہیں کہ کچھ کہہ سکے اور اس مقام پر ایک معیارِ ادب ہے جس کی

رعایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء علیہم السلام جو کہ بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں کوئی عتاب یا خطاب نازل ہو یا ان حضرات کی جانب سے جو کہ خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندے ہیں کوئی تواضع، عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو جس سے نقص کا وہم ہوتا ہو تو ہم کو جائز نہیں ہے کہ اس میں دخل دیں اور ان (کلمات عتاب یا تواضع) کو (ان کے حق میں) بولیں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اجمال اعتقادیہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور خدا کی صفات کے علاوہ جو کچھ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل وکمالات بشری کے جامع اور راسخ وکامل ہیں"۔(اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۴۰)

2- عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔(مسلم شریف)

"حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے"۔

واضح ہو کہ توحید و رسالت کی گواہی کے باوجود اگر آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل پایا گیا جو کفر کی نشانی ہو تو بحکم شریعت مطہرہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اشعۃ اللمعات جلد اول کتاب الایمان کے شروع میں ہے۔"باوجود تصدیق واقرار چیزے کنند کہ شارع آں را امارت و علامت کفر ساخت مثل سجدۂ صنم وشد زنار وامثال آں پس مرتکب ایں امور نیز بحکم شرح کافر است اگرچہ فرضاً تصدیق واقرار داشتہ باشد"۔ یعنی (توحید و رسالت کی تصدیق) تصدیق واقرار کے باوجود اگر کوئی ایسا کام کرے جس کو شارع علیہ السلام نے کفر کی نشانی ٹھہرائی ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا اور زنار (یعنی جنیو) باندھنا وغیرہ تو ایسے کاموں کو کرنے والا بھی بحکم کافر ہے۔ اگرچہ بظاہر (توحید و رسالت کی) تصدیق واقرار کرتا ہو۔

3- عن اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ

اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں''۔

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

''نشان ایمان مومن کامل آنست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ترو معظم از ہمہ چیز و ہمہ کس باشد نزد مومن'' پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ ''مراد با محبت ایں جا ترجیح جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درادائے حق بالتزام دین واتباع سنت دررعائت ادب وایثار رضائے وے صلی اللہ علیہ وسلم بر ہر کہ وہر چہ غیر اوست از نفس وولدہ ووالدہ اہل ومال منال چنانکہ راضی شود بہلاکہ نفس خود وفقدان ہر محبوب نہ فوات حق وے صلی اللہ علیہ وسلم''۔

ترجمہ: ''یعنی مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں گے۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچا مانے اس طرح کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تعظیم و ادب کو بجالائے ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز واقارب اور اپنے مال واسباب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشی کو مقدم رکھے جس کے معنی یہ ہے کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو دبتا ہوا گوارا نہ کرے''۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا، صفحہ ۴۷)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

لیس المراد الحب الطبیعی لانہ لا یدخل تحت الاختیار و لا یکلف

الله نفسا الا وسعها بل المراد الحب العقلی الذی یوجب ایثار ما یقتضی العقل رجحانه و یستدعی اختیاره و ان کان علی خلاف الھوی کحب المریض الدواء فانه یمیل الھیه باختیاره و یتناول بمقتضی عقله علمه وظن ان صلاحه فیه و ان نفر عنه طبعه مثلا لو امره ﷺ بقتل ابو یه و اولاده الکافرین او بان یقاتل الکفار حتی یکون شھید الاحب ان یختار ذالك لعلمه ان السلامة فی امتثال امره ﷺ او المراد الحب الایمانی الناشی عن الاجلال و التوقیر و الاحسان و الرحمة و ھو ایثار جمیع اغراض المحبوب علی جمیع اغراض غیره حتی القریب و السیرة و کمال الفضل و الاحسان ما لم یبلغه غیره استحق ان یکون احب الی المومن من نفسه فضلا عن غیره سیما و ھو الرسول من عند المحبوب الحقیقی الھادی الیه و الدال علیه و المکرم لدیه۔

''یعنی اس حدیث میں حضور ﷺ سے جو محبت رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد محبت طبعی نہیں اس لئے کہ وہ اختیار سے باہر ہے (اور انسان ایسی چیز کا مکلّف نہیں بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو) (کما قال اللہ تعالیٰ) لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا بلکہ اس سے مراد محبت عقلی ہے جو اس امر کی تقدیم کو ضروری قرار دیتی ہے جس کی ترجیح کا عقل تقاضا کرے اور جس کے اختیار کر لینے کا عقل مطالبہ کرے اگرچہ وہ امر خواہش نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مثلاً بیمار آدمی کا (کڑوی) دوا سے محبت رکھنا (یہ محبت عقلی ہے) چنانچہ وہ دوا کو پسند کر کے اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کو بر بنائے تقاضائے عقل پیتا ہے اس لئے وہ یقین رکھتا ہے یا اندازہ کرتا ہے کہ میری تندرستی اس (دوا کو پینے) میں ہے اگرچہ اس دوا سے اس کی طبیعت متنفر رہتی ہو۔ مثلاً اگر حضور ﷺ کسی کو حکم دیں کہ اپنے کافر والدین اور اولاد کو قتل کر دے۔ یا یہ حکم دیں کہ کفار سے لڑائی کرے اور لڑتے ہوئے شہید ہو جائے تو وہ اس

کے کر گزرنے کا ضرور شیدائی رہے کیونکہ از روئے عقل وہ اتنا بہر حال جانتا ہے کہ آپ کی اطاعت ہی میں عافیت ہے"۔

یا اس حدیث میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو آپ کی بزرگی قدر و عظمت اور آپ کے احسان و مہربانی کے سبب (قلب مومن میں) پیدا ہوتی ہے محبت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کے اغراض پر ترجیح دے۔ اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبت کیے جانے کے تمام اسباب یعنی خوب صورتی، خوش خلقی، کمال بزرگی اور کمال احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا ہر کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا لہٰذا آپ ہر مومن کے نزدیک اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں۔ تو مومن کے تئیں اس کے غیر سے بدرجۂ اولیٰ آپ محبوب ہوں گے خاص کر اس صورت میں کہ آپ اس محبوب حقیقی یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تک پہنچانے والے اور اس تک رسائی دلانے والے اور ان کی بارگاہِ جبروت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۶۴)

انتباہ

1- خدائے تعالیٰ زمان و مکان سے پاک ہے اس کیلئے زمان و مکان ثابت کرنا کفر ہے۔

2- خدائے تعالیٰ کو اللہ پاک یا اللہ تعالیٰ کہنا چاہئے۔ اللہ میاں کہنا ممنوع و ناجائز ہے۔

3- اگر کسی نے خدائے تعالیٰ کے بارے میں بڑھو (بڈھے) کا لفظ استعمال کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

4- کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بڈھا ہے مرتا نہیں اس کیلئے یہ نہ کہا جائے کہ اللہ (عزوجل) اسے بھول گئے ہیں۔

5- جو بطور تمسخر اور ٹھٹھے کے کفر کرے گا وہ بھی کافر مرتد ہو جائے گا۔ اگرچہ کہتا ہو کہ میں ایسا اعتقاد نہیں رکھتا جیسا کہ درمختار باب المرتد میں ہے۔ من هزل بلفظ كفر ارتدو ان لم يعتقده للاستخفاف اور شامی جلد سوم صفحہ ۲۹۳ پر بحر الرائق سے ہے والحاصل ان من تكلم بكلمة الكفر هازلا اولا عبا كفر عند الكل و لا اعتبار

باعتقادہ کما صرح بہ فی الخیانیۃ۔

6- کسی نبی کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا یا ان کیلئے کوئی عیب ثابت کرنا کفر ہے۔

7- قرآن مجید کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے۔ مثلاً اکثر داڑھی منڈے کہتے ہیں۔ کلا سوف تعلمون جس کا مطلب ہے کہ صاف کردو۔ یہ قرآن مجید کے ساتھ کھلی ہوئی تحریف ہے اور اس کے ساتھ مذاق دل لگی بھی۔ اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ (بہار شریعت جلد نہم)

8- کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اس قسم کی بات کرنا کہ جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔ (بہار شریعت)

9- کسی سے روزہ رکھنے کو کہا اس نے جواب دیا کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا یہ کہا کہ جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک وتحقیر ہو کہنا کفر ہے۔ (بہار شریعت)

10- ماہِ رمضان میں اعلانیہ دن میں کھانے سے منع کرنے پر یہ لفظ بولنا کہ "جب اللہ کا ڈر نہیں ہے تو لوگوں کا کیا ڈر"؟ کفر ہے۔

11- علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ وہ عالم، علم دین ہے کفر ہے۔ (بہار شریعت)

12- ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادات غیر اللہ ہے، کفر کے میلوں، تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور مذہبی جلوس کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی کے میلوں میں شریک ہونا، یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں، یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔ (بہار شریعت جلد ۹، بحوالہ بحر الرائق)

13- الکفر فی الشرع انکار ما علم بالضرورۃ مجئی الرسول بہ و انما

عدمنہ لبس الغیار و شد زنار و نحوھما کفرا الانھما تدل علی التکذیب فان من صدق رسول اللہ ﷺ لا یجتری علیھا ظاھر!۔

''جن باتوں کا پیش کرنا رسول اللہ ﷺ سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا اصطلاح شرع میں کفر ہے۔ غیار[1] اور زنار یعنی جنیو وغیرہ کے استعمال کو اس لئے کفر کہا گیا ہے کہ یہ امر (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تکذیب کا نشان ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو مانے گا وہ ایسی چیزوں کے استعمال کی جرأت نہیں کرسکتا''۔ (بیضاوی صفحہ ۲۳)

14-**الاشراک هو اثبات الشریك فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام۔**

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا کسی غیر خدا کو لائق عبادت سمجھنا جیسا کہ بت پرستوں کا اعتقاد ہے یہ شرک ہے''۔ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۶۱)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''شرک سہ قسم ست در وجود و در خالقیت و در عبادت''۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۷۲)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ٹھہرائے، دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق جانے تیسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے یا اسے مستحق عبادت سمجھے۔

جنتی و جہنمی فرقہ

1- **عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَّكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى**

1- غیار ایک کپڑے کا ٹکڑا جو ذمی کافر اپنے شانے پر لگاتے تھے۔ ۱۲ منہ

ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق، یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہو گی تو میری امت میں ضرور کوئی ہو گا جو ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب وملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ وَ قَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا اِلَيْهِ وَقَرَأَ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ۔ (الایۃ) (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کیلئے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ (عزوجل) کا راستہ ہے پھر اسی سیدھے خط کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی و ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ و لا مستقیما فاتبعوہ تتبعوا السبل فتبفرق بکم عن سبیلہ۔ (پارہ۸، رکوع ۶) یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کر دیں گی۔

شرح حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت علم کلام کی مشہور کتاب مواقف کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ

اگر گویند چگونہ معلوم شود کی فرقۂ ناجیہ۔ اہلسنت و جماعت اند وایں فرقۂ ناجیہ" اہلسنت و جماعت اند وایں راہ راست ست وراہِ خداست و دیگر ہمہ راہ ہائے نا درست۔ و ہر فرقہ دعوٰی ے کند کہ براہ راست ست و مذہب وے حق۔ جوابش آنست کہ ایں چیزے نیست کہ بمجرد دعوٰی تمام شود برہان بایذ و برہان حقانیت اہلسنت و جماعت آنست کہ ایں دینِ اسلام بنقل آمدہ است و مجرد عقل باآں وافی نیست۔ و بہ تواتر اخبار معلوم شدہ وتتبع وتفحص احادیث وآثار متقین گشتہ صالح از صحابہ وتابعین باحسان ومن بعدہم ہم ہمہ بریں اعتقاد و بریں طریقہ بودہ اند وایں بدع وہوا در مذاہب واقوال بعد از صدر اول حادث شدہ واز صحابہ وسلف متقدمین ہیچ کس برآن نہ بودہ وایشاں مبتری بودہ اند و بعد از حدوث ایں رابطہ صحبت ومحبت کہ باآں قوم داشتند قطع کردہ ورد نمودہ۔ ومحدثین اصحاب کتب ستہ وغیرہا از کتب مشہورۂ معتمدہ کہ بنی ومدار احکام اسلام برآنہا افتادہ وائمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ وغیرہم از آنہا کہ درطبقۂ ایشاں بودہ اند ہمہ بریں مذہب و بودہ اند واشاعرہ و ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند تائید مذہب سلف نمودہ و بدلائل عقلیہ آنرا اثبات کردہ و آنچہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم واجماع سلف برآں رفتہ بودہ موکد ساختہ اند ولہذا نام ایشاں اہلسنت و جماعت افتادہ۔ اگرچہ ایں نام حادث ست اما مذہب واعتقاد ایشاں قدیم است وطریقہ ایشاں...... اتباع احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واقتدا باآثار سلف ومشائخ صوفیہ از متقدمین ومحققین ایشاں کہ استادوان طریقت وزہاد وعباد ومرتاض ومتورع ومتقی ومتوجہ بجناب حق ومبری از حول وقوت نفس بودہ اند۔ ہمہ بریں مذہب بودہ اند چنانکہ از کتب معتمدۂ ایشاں معلوم گردد و در تعرف کہ معتمدترین کتابہائے ایں قوم ست وشیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی درشانِ او گفتہ است لولا التعرف ماعرفنا

التصوف عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند برآں آوردہ کہ ہمہ عقائد اہلسنت و جماعت ست بے زیادت ونقصان۔ ومصداق ایں سخن کہ گفتیم آنست کہ کتابہائے حدیث و تفسیر وکلام وفقہ وتصوف وسیر وتواریخ معتبرہ کہ درد یار مشرق ومغرب مشہور و مذکور اند جمع کنند وتفحص نمایند ومخالفان نیز کتابہار ابیارند تا رند ظاہر شود کہ حقیقت حال چیست وبالجملہ سواداعظم در دین اسلام مذہب اہلسنت و جماعت ست۔

''نجات پانے والا فرقہ اہلِ سنت و جماعت کا ہے۔ اگر اعتراض کریں کہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور یہی سیدھی راہ اور خدائے تعالیٰ تک پہنچانے والی راہ ہے اور دوسرے سارے راستے جہنم کے راستے ہیں اور جب کہ ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہ راست پر ہے۔ اس کا مذہب حق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی بات نہیں ہے جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے (اس کیلئے) ٹھوس دلیل چاہیئے۔ اور اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دین اسلام (سرکار اقدس ﷺ) سے منقول ہو کر (ہم لوگوں تک) پہنچا ہے۔ عقائد اسلام معلوم کرنے کیلئے صرف عقل کا ذریعہ ہی کافی نہیں ہے۔ اخبار متواترہ سے معلوم ہوا کہ آثار صحابہ واحادیث کریمہ کی تلاش وتتبع سے یقین حاصل ہوا کہ سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین اور ان کے بعد کے تمام بزرگان دین اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر رہے ہیں اقوال و مذہب میں بدعت ونفسانیت زمانہ اولین کے بعد (پیدا) ہوئی ہے۔ صحابہ کرام اور سلف متقدمین یعنی تابعین، تبع تابعین، مجتہدین میں کوئی اس مذہب پر نہیں تھا وہ لوگ اس نئے مذہب سے بیزار تھے بلکہ اس کے پیدا ہو جانے کے بعد محبت اور اٹھنے بیٹھنے کا جو لگاؤ اس قوم کے ساتھ تھا توڑ دیا اور (زبان وقلم سے) رد فرما دیا۔ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ (احادیث کریمہ کی) دوسری مشہور و معتمد کتابوں کی جن پر احکام اسلام کا مدار ومنبیٰ ہو ان کے محدثین اور حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے فقہاء وائمہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء جو ان کے طبقہ میں تھے سب اسی مذہب اہلِ سنت و جماعت پر

تھے۔ اور اشاعرہ و ماتریدیہ جو اصول کلام کے ائمہ ہیں انہوں نے سلف کے مذہب اہلسنت و جماعت کی تائید و حمایت فرمائی اور دلائل عقلیہ سے اس کا اثبات فرمایا۔ اور جن باتوں پر سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اجماع سلف و صالحین جاری رہا ان کو ٹھوس قرار دیا ہے اسی لئے اشاعرہ اور ماترید ماتریدیہ کا نام اہلسنت و جماعت پڑ گیا۔ اگرچہ یہ نام نیا ہے۔ لیکن مذہب و اعتقاد ان کا پرانا ہے۔ ان کا طریقہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سلف صالحین کے اقوال و اعمال کی اقتداء کرنا ہے۔ اور گروہ صوفیہ کے مشائخ متقدمین اور (زمانہ موجود کے) شیوخ محققین جو طریقت کے استاد، عابد و زاہد ریاضت کرنے والے پرہیزگار، خدا ترس، حق تعالٰی کی جانب متوجہ رہنے والے اور نفس کی حکومت سے الگ رہنے والے سب اسی مذہب اہلسنت و جماعت پر تھے جیسا کہ ان مشائخ کی معتمد کتابوں سے واضح ہے۔ اور صوفیائے کرام کی نہایت ہی قابل اعتماد کتاب "تعرف" ہے جس کے بارے میں سیدنا شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر تعرف نہ ہوتی تو ہم لوگ مسائل تصوف سے ناواقف رہ جاتے۔ اس کتاب میں صوفیاء کرام کے جو اجماعی عقائد بیان کیے گئے ہیں وہ سب کے سب بلاکم و کاست اہل سنت ہی کے عقائد ہیں۔ ہمارے اس بیان کی سچائی یہ ہے کہ حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، تصوف، سیر اور تواریخ معتبرہ کی کتابیں جو کہ مشرق و مغرب کے علاقہ میں مشہور و معروف ہیں جمع کی جائیں اور ان کی چھان بین کی جاوے اور مخالفین کی کتابوں کو بھی لائیں تاکہ آشکار ہو جائے کہ حقیقت حال کیا ہے خلاصہ کہ کہ دین اسلام میں سواد اعظم مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ (اشعۃ اللمعات باب الاعتصام ص ۱۴۰ ج ۱)

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَكُوْنُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَائُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔ (مسلم مشکوۃ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری

زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ یعنی جماعہ باشند کہ خود را بہ مکر و تلبیس در صورت علماء و مشائخ و صلحا از اہل نصیحت و صلاح نمانید تا در دعوہائے خود را ترویج دہند مردم را بہ مذہب یا ظلم و آرائے فاسدہ بخوانند۔

"یعنی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو مکاری و فریب سے علماء مشائخ اور صلحا بن کر اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیرخواہ اور مصلح ظاہر کرے گی تا کہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلائے اور لوگوں کو باطل عقیدوں فاسد خیالوں کی طرف راغب کرے"۔

(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۳۲)

انتباہ

مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دجالوں اور کذابوں کے آخری زمانہ میں پیدا ہونے کی خبر دی تھی زمانہ موجودہ میں ان کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد نے کبھی نہیں سنا ہے۔

ان میں ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایلچی سمجھتا ہے اور بس۔ کھلم کھلا سب حدیثوں کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی منکر ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے باپ، دادا نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ انہیں تو خدائے تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

4- یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (سورہ نساء:۵۹)

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا حکم مانو رسول کا"۔

ان میں ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ یہ گروہ مرزا کو مہدی، مجدد، نبی اور رسول

مانتا ہے، حضور ﷺ کے بعد دوسرے نبی کا نبی پیدا ہونا جائز ٹھہراتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے آباء اجداد نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بتایا تھا کہ اَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مشکوۃ ص ۴۶۵) یعنی میں آخر الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہوگا۔ اور قرآن کریم نے انہیں بتایا تھا کہ

5۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔

(سورہ الاحزاب آیت ۴۱)

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی حضور ﷺ کی ذات پر نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے باب نبوت پر مہر لگا دی اب آپ کے بعد کوئی نبی ہرگز نہیں آئے گا۔

اور ان میں ایک گروہ وہ ہے جسے وہابی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور ﷺ کو حاصل ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص ۸ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ: اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید، عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ (مَعَاذَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)

اس گروہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضور ﷺ آخر الانبیاء نہیں ہیں۔ آپ کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس ص ۳ پر لکھا ہے کہ ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ ناسمجھ اور گنواروں کا خیال ہے۔ پھر اسی کتاب کے ص ۲۸ پر لکھا ہے۔ کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر

بھی خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان و ملک الموت کے علم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کم ہے۔ جو شخص شیطان و ملک الموت سے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وسیع اور زائد ماننے والا مشرک بے ایمان ہے، جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ص پر ۵۱ پر لکھا کہ شیطان و ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (معاذ اللہ رب العلمین)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

(رسالہ یکروزی ص ۱۴۵ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی)

ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۹)

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے بہت سے کفری عقیدے ہیں اس لئے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، ہند، بنگال، پنجاب، برما، مدارس، گجرات، کاٹھیاواڑ، بلوچستان، سرحد، اور دکن و کوکن کے سینکڑوں علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے ان لوگوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں:

2- مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا معاذ اللہ تعالیٰ کفر پر تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہیں ہوسکتا کہ جس نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنا بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ (بہار شریعت)

3- بعض ناواقف کہتے ہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرنا چاہئے خواہ وہ کیسا ہی بدعقیدہ رکھے اور کچھ بھی کرے۔ یہ خیال غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جب اہل قبلہ میں کفر کی کوئی علامت و نشانی پائی جائے یا اس سے کوئی بات موجب کفر صادر ہو تو اسے کافر کہا جائے۔ حضرت

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان المراد بعدم تکفیر احمد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا یکفر مالم یوجد شیء من امارات الکفر و علاماته ولم یصدر عنه شئی من موجباته۔

"یعنی اہلسنّت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو"۔ (شرح فقہ اکبر ۱۸۹)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و ان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔

"ضروریات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کرنے والا بالا جماع کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعت میں بسر کرے۔ جیسا کہ شرح تحریر امام ابن ہمام میں ہے"۔ (شامی جلد اول ص ۳۹۳)

اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الخراج میں فرمایا کہ

ایما رجل سب رسول اللہ ﷺ او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منه امرأته۔

"یعنی جو شخص مسلمان (اہل قبلہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام دے یا حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور ﷺ کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی"۔ (شامی جلد سوم ص ۳۰۰)

بد مذہب

۱- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ

بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِ سْلَامِ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ درتوقیر وے استخفاف و اہانت سنت ست واین می کشد بویران کردن بنائے اسلام۔

''بدمذہب کی تعظیم وتوقیر میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے۔ اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچادیتی ہے''۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۴۷)

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاكْفَهِرُّوْا فِيْ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ۔ (ابن عساکر)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ۔ اس لئے کہ خداتعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے''۔

3- عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلُ الْبِدْعِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ۔ (دار قطنی)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب، دوزخ والوں کے کتے ہیں''۔

4- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض۔ بدمذہب دین سے ایسے نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے

ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَ اِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْهِمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو''۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل وابن حبان نے حضرت انس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا۔

سنت اور بدعت

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا''۔

2- عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْیٰی سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا یَرْضَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا

يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری کسی ایسی سنت کو (لوگوں میں) رائج کیا جس کا چلن ختم ہو گیا ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر رائج کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو سیئہ ہے جسے اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) پسند نہیں فرماتے تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر نکالنے والے پر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی''۔

3- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو مذہب اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس رائج کرنے کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (غالباً ایک خطبہ میں) فرمایا:

بعد حمد الٰہی کے معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین راستہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

شرح حدیث

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قال النووی البدعۃ کل شیء عمل علی غیر مثال سبق و فی الشرح احداث مالکم یکن فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قوله کل بدعة ضلالة عام مخصوص قال الشيخ عز الدين بن عبدالسلام فی اخر کتاب القواعد البدعة اما واجبة کتعلم النحو لفهم کلام اللہ و رسوله۔ و کتدوین اصول الفقه و الکلام فی الجروح والتعدیل و اما محرمة کمذهب الجبریة و القدریة والمرجیة و المجسمة و الرد علی هؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشریعة من هذه البدع فرض کفایة و اما مندوبة کاحداث الربط و المدارس و کل احسان لم یعهد فی الصدر الاول کالتراویح ای بالجماعة العامة و الکلام فی دقائق الصوفیة۔ و اما مکروهة کزخرفة المساجد و تزویق المصاحف یعنی عند الشافعیة و اما عند الحنفیة فمباح و مباحة کالمصافحة عقیب الصبح و العصر ای عند الشافعیة ایضا و الا فعند الحنفیة مکروه و التوسع فی اللذائذ الماکل و المشارب او المساکن و توسیع الاکمام و قد اختلف فی کراهة بعض ذالك ای کما قدمنا قال الشافعی رحمة اللہ ما احدث مما یخالف الکتاب او السنة او الاثر و الاجماع فهو ضلالة و اما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئا من ذلك فلیس بمذموم۔ یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کام جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں۔ اور شرح میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کل بدعة ضلالة عام مخصوص ہے۔ (یعنی بدعت سے مراد بدعت

سیئہ ہے)

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا کہ بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ (ﷻ) اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو سمجھنے کیلئے علم نحو سیکھنا اور جیسے اصول فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا۔

اور بدعت یا تو حرام ہے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجۂ اور مجسمہ کا مذہب، اور ان مذہبوں کا رد کرنا بدعت واجبہ سے ہے اس لئے کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے۔

اور بدعت یا تو مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا اور جماعت کے ساتھ تراویح اور صوفیائے کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو۔

اور بدعت یا مکروہ ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کے تزئین اور مساجد کا نقش و نگار اور یہ حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

اور بدعت یا تو مباح ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا ورنہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (تحقیق یہ ہے کہ بلا کراہت جائز ہے اسی کتاب میں مصافحہ کا بیان دیکھئے) لذیز کھانے پینے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور کُرتے کی آستینوں کو لمبی رکھنا۔ اس میں سے بعض کی کراہت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی چیز ایجاد کرنا جو قرآنِ مجید، حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے ایسی اچھی بات ایجاد کرنا جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا، صفحہ ۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر ﷺ بدعت است از نچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ برآں آں را بدعت حسنہ گویند۔ وآنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت گویند وکلیت کل بدعۃ ضلالۃ محمول براین سنت۔ وبعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلم وتعلیم صرف

ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت ودیگر چیز ہائیکہ حفظ دین وملت برآں موقوف بود، وبعض مستحسن ومستحب مثل بنائے رباطہا ومدرسہا وبعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض۔ وبعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نہ شود ومباحات دیگر کہ در زمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودند چنانکہ بیری وغربال ومانند آں وبعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع واہوا بر خلاف سنت وجماعت وآنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ باآں معنی کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودہ بدعت ست ولیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ در حقیقت سنت ست۔

یعنی جاننا چاہئے کہ وہ چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے بعد ہوئی بدعت ہے۔ لیکن ان میں سے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ اصول وقواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور کل بدعة ضلالته (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیت بدعت کی اسی قسم پر محمول ہے یعنی ہر بدعت سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی کے مخالف ہو۔ اور بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف ونحو کا سیکھنا کہ اس سے آیات واحادیث کریمہ کا مفاہیم ومطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے کہ بعض قول پر قرآن مجید اور مسجدوں میں نقش ونگار کرنا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں کی زیادتی بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور ونخوت کا باعث نہ ہوں۔ اور دوسری مباح چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں نہ تھیں جیسے بیری اور چھلنی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے کہ اہل سنت وجماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذاہب۔ اور جو بات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی ہے اگرچہ اس معنی میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ کی اقسام میں سے ہے بلکہ حقیقت میں سنت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۱۲۸)

اور شامی جلد اول صفحہ ۳۹۳ میں ہے:

قد تکون (ای البدعة) واجبة کنصب الا دلة للرد علی اهل الفرق الضالة و تعلم النحوا المفهم للکتاب والسنة و مندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة و کل احسان لم یکن فی الصدر الاول و مکروهة کزخرفة المساجد و المباحة کالتوسع بلذید الماکل و المشارب و الثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تهذیب النووی و مثله فی الطریقة المحمدیة للبر کلی اھ۔

یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔

اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کو تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔

اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کو آراستہ ومزین کرنا۔

اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑے میں کشادگی اختیار کرنا جیسا کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی کی کتاب طریقہ محمدیہ ﷺ میں ہے۔

علمائے کرام

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوَاهِرَ وَ اللُّؤْلُؤَ وَ الذَّهَبَ۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر یعنی سور کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو"۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: قال الشراح

المراد بالعلم مالا مندوحة للعبد من تعلمه کمعرفة الصانع و العلم بو حدانیة و نبوة رسول و کیفیة الصلاة و فان تعلمه فرض عین و اما بلوغ رتبة الاجتهاد و الفتیا ففرض کفایة۔ یعنی شارحین حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کیلئے ضروری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا اس لئے کہ ان چیزوں کا علم فرضِ عین ہے اور فتویٰ و اجتہاد کے رتبہ کو پہنچانا فرض کفایہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا، صفحہ ۲۳۳)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بعلم دریں جا علمے ست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام درآمد واجب شد بروے معرفت صانع و صفات وے و علم بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جز آں از انچہ صحیح نیست وایمان بے آں۔ وچوں وقت نماز درآمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ وچوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم وہرگاہ مالک نصاب گردید واجب شد تعلیم احکام زکوٰۃ واگر پیش ازاں مرد و تعلم نہ کرد عاصی نہ باشد۔ وچوں زن خواست علم حیض ونفاس وجز آں متعلق باحکام زن وشوے ست واجب گردد علی ہذا القیاس۔

یعنی علم سے مراد اس حدیث میں وہ علم ہے کہ جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے مثلاً جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہِ رمضان آ گیا تو روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا اور جب مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے قبل مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گنہگار نہ ہو گا۔ اور جب عورت کو (عقد میں) لایا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا زن و شوہر سے تعلق ہے جاننا واجب ہو جاتا ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۱۶۱)

2- عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا) دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کرتے ہو۔''

3- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم۔ تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں''۔

4- عَنْ كَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّیْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِیْنَةِ الرَّسُوْلِ ﷺ لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَ اِنَّمَا

وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آ کر کہا کہ اے ابوالدرداء بیشک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آیا ہوں حضرت ابوالدرداء نے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم (دین) حاصل کرنے کیلئے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کیلئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کیلئے دعائے استغفار کرتی ہیں۔ اور علماء کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء، انبیائے کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیائے کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں۔ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا''۔

5- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''۔

6- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا۔

(دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے''۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى

الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے''۔

8- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَاحَدُّ الْعِلْمِ الَّذِی اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ کَانَ فَقِیْهًا فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِی اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰہُ فَقِیْهًا وَ کُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اس علم کی حد کیا ہے کہ جسے آدمی حاصل کرے تو فقیہ یعنی عالم دین ہو جائے تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت تک پہنچانے کیلئے دینی امور کی ۴۰ چالیس حدیثیں یاد کرلے گا تو خدائے تعالیٰ اسے قیامت کے دن عالم دین کی حیثیت سے اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہ رہوں گا''۔

9- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو باتیں میں نے معلوم کی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ہر صدی کے خاتمہ پر اس امت کیلئے اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نکھارتا رہے گا''۔

نوٹ

بالاتفاق علمائے عرب و عجم چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

10-عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ لَا یَتَعَلَّمُ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِہٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایسے علم کو سیکھا جس کے ذریعے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے (مگر) اس نے صرف اس لئے سیکھا کہ اس علم سے متاعِ دنیا حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی''۔

11-عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِکَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ اَلطَّمَعُ۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اہل علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے علم کے موافق عمل کریں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم (کے انوار و برکات) کو نکال لیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لالچ۔

12-عَنِ الْاَحْوَصِ ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بدترین علمائے سو ہیں۔ اور اچھوں میں سب سے بہتر علمائے حق ہیں''۔

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْہِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جسے بغیر علم کے

کوئی فتوی دیا گیا تو اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہوگا اور جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیا تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی"۔

ضروری انتباہ

1- حضور سید عالم ﷺ اکثر رات بھر عبادت فرماتے یہاں تک کہ پاؤں مبارک ورم کر جاتے اور صومِ وصال یعنی پے در پے روزے رکھتے رات میں افطار نہ فرماتے اور جو مال ملتا سب راہ خدا میں خرچ کر ڈالتے۔ چٹائیوں پر آرام فرماتے جو کی روٹی تناول فرماتے کبھی ایک دو مہینہ تک صرف کھجور اور پانی پر ہی اکتفا فرماتے، کبھی شکم اقدس پر پتھر باندھتے مگر ان باتوں کو اپنی کمزور ناتواں امت پر کرم فرماتے ہوئے لازم نہیں فرمایا، چاہے وہ جاہل ہو یا عالم مگر آج کل بعض جاہل جنہیں مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان باتوں کا علماء سے مطالبہ کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نافرمان سمجھتے ہیں اور شرم نہیں کرتے کہ حضور ﷺ نے لازم نہیں فرمایا تو ان بے عمل جاہلوں کو مطالبہ کرنے کا حق کہاں سے پہنچ گیا۔ خدائے تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

2 چٹائیوں پر سونے اور پیٹ پر پتھر کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسلام کو اس طرح کہ ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں آنا چاہتا ہے۔ جب اس کو معلوم ہوگا کہ اسلام میں چٹائی پر سونا اور پیٹ پر پتھر باندھنا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا گنہگار اور حضور پیغمبر اسلام ﷺ کا نافرمان ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ اسلام کی طرف ہرگز نہیں آسکتا۔ اور علماء کو نافرمان و گنہگار ٹھہرانے والا یہ گروہ مسلمانوں کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہتا ہے کہ جب مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ علماء خود نافرمان ہیں تو وہ عالموں کی نصیحت ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ نماز روزہ وغیرہ فرائض الٰہیہ کے قریب نہ آئیں گے۔ اور برائیوں میں مبتلا ہو کر مستحقِ عذابِ نار ہوں گے۔

تقدیر کا بیان

1- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ

الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

(مسلم مشکوۃ)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار قبل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوح محفوظ میں ثبت فرمادیا)''۔

2- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهٗ اُكْتُبْ قَالَ مَا اُكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ۔ (ترمذی، مشکوۃ)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بعد) سب سے پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی وہ قلم ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر۔ تو قلم نے لکھا جو کچھ ہو چکا تھا اور جو ابد تک ہونے والا تھا''۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

الاولیة اضافیة والاول الحقیقی هو النور المحمدی۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۹)

''قلم کی اولیت اضافی ہے اور اول حقیقی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے''۔

3 عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً۔ (ترمذی، مشکوۃ)

''حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کسی شخص کی موت کسی زمین پر مقدر کر دیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت پیدا کر دیتا ہے''۔

4 عَنْ اَبِیْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

''حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا فرماتے ہیں آپ منتر کے بارے میں جسے ہم پڑھتے ہیں اور دوا کے بارے میں جسے ہم استعمال کرتے ہیں اور بچاؤ کے بارے میں جسے ہم (جنگ وغیرہ میں) اختیار کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں خدائے تعالیٰ کی قضاء وقدر کو بدل دیتی ہیں؟ فرمایا کہ یہ چیزیں بھی خدائے تعالیٰ کی قضاو قدر سے ہیں''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰی کَاَنَّمَا فُقِیَ فِیْ وَجْنَتَیْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ اِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِیْهِ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ تقدیر کے مسئلہ میں بحث کر رہے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو شدت غضب سے آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا کہ گویا انار کے دانے آپ کے چہرہ اقدس پر نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ پھر فرمایا کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیا میں تمہاری طرف اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ تم سے پہلے قومیں ہلاک نہیں ہوئیں مگر جبکہ قضا وقدر کے مسئلہ میں انہوں نے مباحثہ کیا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ اور مکرر قسم دیتا ہوں آئندہ اس مسئلے میں کبھی بحث نہ کرنا''۔

انتباہ

1- تقدیر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ بدمذہب اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

2- خدائے تعالیٰ نے ہر بھلائی برائی اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے۔ جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم ازلی سے جان کر لکھ لیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا کہ ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید

بھلائی کرنے والا ہوتا تو خدائے تعالیٰ بھلائی لکھتا۔ خلاصہ یہ کہ خدائے تعالیٰ کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی شخص کو کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کر دیا۔ (بہارِ شریعت)

اور جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر ص ۴۹ میں فرماتے ہیں کہ

كَتَبَ اللّٰهُ فِيْ حَقِّ كُلِّ شَيْءٍ بِاَنَّهٗ سَيَكُوْنُ كَذَا كَذَا وَلَمْ يَكْتُبْ بِاَنَّهٗ لِيَكُنْ كَذَا كَذَا۔

3- قضا کی تین قسمیں:

(i) قضائے مبرم حقیقی۔

(ii) قضائے معلق محض۔

(iii) قضائے معلق شبیہ بہ مبرم۔

(i) قضائے مبرم حقیقی

وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں بھی کسی چیز پر معلق نہیں۔ اس قضا کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اولیاء کی اس قضا تک رسائی نہیں بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام بھی اگر اتفاقاً اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو انہیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب روکنے کیلئے بہت کوشش فرمائی یہاں تک کہ رب سے جھگڑنے لگے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ۔ (سورہ ھود: ۷۵)

''ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

''لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضائے مبرم حقیقی تھا اس لئے حکم ہوا''۔

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ۔ (سورۃ ھود: ۷۶)

''اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ بیشک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

(ii) قضائے معلق محض

وہ قضا ہے کہ فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز مثلاً صدقہ یا دوا وغیرہ پر معلق ہونا ظاہر کردیا گیا ہو۔ اس قضاء تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا اور توجہ سے یہ قضا ٹل جاتی ہے۔

(iii) قضائے معلق شبیہ بہ مبرم

وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں وہ کسی چیز پر معلق ہے لیکن فرشتوں کے صحیفوں میں اس کا معلق ہونا مذکور نہیں۔ اس قضا تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی قضا کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ

اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ۔

''بیشک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے''۔

4۔ قضاو قدر کے مسائل عام لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں اس میں زیادہ فکر کرنا دین وایمان کے تباہ ہونے کا سبب ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو پھر ہم لوگ کس گنتی میں ہیں۔ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کے مثل بے حس و حرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع و نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کردیئے کہ جب آدمی کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اس پر مواخذہ ہے اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ (بہار شریعت)

قبر کا عذاب حق ہے

1۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (الاية) قَالَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى وَاَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر فرشتے پوچھتے ہیں کون ہیں یہ جو تم میں مبعوث فرمائے گئے تھے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ تمہیں کس نے بتایا (کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) تو مردہ کہتا ہے میں نے خدائے تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا تو ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا) تو خدائے تعالیٰ کے اس قول یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ کا یہی مطلب ہے (یعنی مومن خدائے تعالیٰ کے فضل سے فرشتوں کو جواب دینے میں ثابت رہتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا پھر ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے تو اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور اس کو جنت کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور حد نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اب رہ گیا کافر، حضور ﷺ نے اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس آجاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں، کہ تیرا رب کون ہے تو کافر مردہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے تو وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اس کیلئے آگ کا ایک بچھونا بچھاؤ۔ اور آگ کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے دوزخ کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لپٹ آتی ہے۔ اور کافر کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ فرشتہ اس گرز سے کافر کو ایسا مارتا ہے کہ اس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہے۔ مگر انسان اور جن نہیں سنتے، تو وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس کے اندر روح لوٹائی جاتی ہے"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اشارت بہذا با آں حضرت یاز اجہت شہرت امر و حضور اوست در اذہان، اگرچہ غائب ست یا با حضار ذات شریف وے

درعیاں وباین طریق کہ در قبر مثالے از حضرت وے صلی اللہ علیہ وسلم حاضری ساختہ باشندت بمشاہدہ جمال جاں افزائے او عقدۂ اشکال کہ در کاہ افتادہ کشادہ شود وظلمت فراق بنور لقائے دل کشائے او روشن گردد۔

یعنی ہذا (یہ) کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مشہور ہے اور حضور کا تصور ہمارے دلوں میں موجود ہے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے رونق افروز نہیں اور یا تو اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کھلم کھلا پیش کی جاتی ہے اس طرح سے کہ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک لائی جاتی ہے۔ تاکہ ان کے جمال افزا سے ان مشکلات کی گرہیں، کہ جواب دینے میں پیش آئیں، کھل جائیں اور فراق کی تاریکی ان کی دل کشا ملاقات کے نور سے روشن ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۵۵)

2 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ﷺ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرُهُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ ذٰلِکَ وَاِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ یَقُوْلُ ذٰلِکَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا یَزَالُ فِیْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ۔ (ترمذی، مشکوۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام منکر (منکر کاف زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا) اور دوسرے کا

نکیر۔ دونوں فرشتے اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تو اس ذات گرامی کے بارے میں کیا کہتا تھا تو مردہ کہتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (یہ سن) کر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہم پہلے سے جانتے تھے کہ یہی کہے گا۔ پھر اس کی قبر ۷۰ گز لمبی اور ۷۰ گز چوڑی کر دی جاتی ہے اس کے بعد قبر میں روشنی کی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے (سوجا) تو مردہ کہتا ہے کہ میں اہل وعیال میں جا کر اس حال سے ان کو آگاہ کر دوں۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ (سو جیسے دولہا سوتا ہے) جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہو (تو وہ سو جاتا ہے) یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اس کی قبر سے اٹھائے گا۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اگر مردہ منافق ہوتا ہے تو فرشتوں کو جواب میں کہتا ہے میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا تھا اسی کی مثل میں بھی کہتا تھا کہ خود میں جانتا نہیں تھا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم لوگ جانتے تھے کہ تو ایسا ہی کہے گا۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو دبا دو تو وہ دبائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی تو اسی طرح وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے''۔

3- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَیُسَلَّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّیْنًا تَنْهَسُهٗ وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰی یَقُوْمَ السَّاعَةُ لَوْ اَنَّ تِنِّیْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے ۹۹ اژدھے مقرر کیے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہیں گے ان اژدھوں میں سے کوئی ایک اگر زمین پر پھنکار دے تو زمین سبزہ پیدا کرنے سے محروم ہو جائے گی''۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ملائکہ و مار کژدم گزیدن

ایشاں کہ دراحادیث واقع شدہ است ہمہ بحکم واقع موجود اند نہ محض مثال وخیال وآنکہ ما نہ جنیم ونہ دریابیم در وجود آں زیاں نہ دارد زیرا کہ عالم ملکوت را بچشم سر نہ تواں دید آنرا چشم دیگرست۔

یعنی فرشتوں اور سانپوں اور بچھوؤں کا مُردوں کا تکلیف پہنچانا جیسا کہ احادیث کریمہ میں بیان کیا گیا ہے سب حقیقت میں واقع اور موجود ہیں محض مثال وخیال نہیں۔ اور ہمارا دیکھنا اور معلوم نہ کر پانا ان کے موجود کو مضر نہیں اس لئے کہ عالم ملکوت کو سر کی آنکھوں نہیں دیکھ سکتے اس کیلئے ایک دوسری آنکھ چاہئے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۱۴)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ: **ان قیل نحن نشاهد الميت علی حاله فكيف يسائل ويقعد و يضرب ولا يظهر اثر فالجواب انه ممكن وله نظير في الشاهد وهو النائمُ فانه يجد لذة والمابحسه ولا نحسه و كذا يجد الليقطان لذة والما يسمعه ويتفكر فيه ولا يشاهد ذا ا كان جبرئيل ياتی النبی ﷺ فيوحی بالقران المجيد فلا يراه باصحابه......**

یعنی اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم لوگ مردہ کو اس کے حال پر دیکھتے ہیں پھر کیونکر بٹھا کر اس سے پوچھا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے حالانکہ کوئی بات نظر نہیں آتی۔ تو جواب یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے (کہ مردہ کے ساتھ سب کاروائیاں ہوں اور ہمیں نظر نہ آئیں) اور اس کی نظیر مشاہدہ کی دنیا میں موجود ہے چنانچہ سونے والا آدمی نیند میں راحت و رنج (کی چیزوں کو) دیکھ کر احساس کرتا ہے اور ہم (اس کے پاس رہ کر) نہیں معلوم کر پاتے (کہ سونے والے پر کیا واقعہ گزر رہا ہے) اور اسی طرح بیدار آدمی اچھی یا بری خبر سن کر سوچ کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے اور پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اور اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید کی وحی لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ (خود حضور ﷺ تو حضرت جبریل کو دیکھتے تھے) مگر صحابہ ان کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ا ص ۱۶۳)

انتباہ

1- مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں۔ بعض

کی قبر پر بعض کی چاہ زمزم میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی اوپر اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر پر، بعض کی چاہ برہوت میں کہ "ہوت" کہ یمن میں ایک نالا ہے بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس کے بھی نیچے سجین ہیں مگر کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے۔ (بہار شریعت)

2- قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ اس کا انکار کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر مع شرح للملا علی قاری ص ۱۲۱ میں فرماتے ہیں: سُوَالُ مُنْكَرٍ وَّ نَكِيْرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ۔ یعنی قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔

3- مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں کہیں ہوگا وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا یہاں تک کہ اگر کسی جانور نے کھالیا تو اس کے پیٹ میں سوال ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الباری فرماتے ہیں: اَلسُّوَالُ يَشْمَلُ الْاَمْوَاتَ جَمِيْعَهَا حَتّٰى اِنْ مَاتَ وَاَكَلَتْهُ السِّبَاعُ۔ یعنی سوال مردوں سے کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد درندے یا جانور کھالیں تو بھی سوال کیا جائے گا۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۶۸)

4- عذاب قبر اور تنعیم قبر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح فقہ اکبر ص ۱۲۲ میں فرماتے ہیں: عَذَابُهٗ (اَیِ الْقَبْرِ) حَقٌّ كَائِنٌ لِلْكُفَّارِ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَلِبَعْضِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَذَا تَنْعِيْمُ بَعْضِ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقٌّ۔ یعنی قبر کا عذاب حق ہے کہ جو سب کافروں اور بعض (گنہگار) مسلمانوں پر ہوگا اور ایسے ہی تنعیم قبر بعض مومنین کیلئے حق ہے۔

5- جسم اگرچہ گل جائے، جل جائے یا خاک ہو جائے مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے اور وہی مورد عذاب و ثواب ہوں گے۔ وہ اجزاء ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے ہیں اور اس قدر باریک ہوتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آتے ہیں، نہ

آگ انہیں جلاتی ہے اور نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے۔ یہی جسم کے تخم ہیں خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مردہ کے منتشر اجزاء کو پہلی ہیئت پر لا کر انہیں اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اس جسم سابق میں بھیجے گا۔ (بہارِ شریعت)

6- انبیائے عظام علیہم السلام اولیائے کرام، علمائے اعلام شہدائے اسلام، حفاظ قرآن جو قرآن پر عمل کرتے ہیں اور جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ کی ہو اور وہ لوگ جو اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ خبیث کلمے کہے کہ (مر کے مٹی میں مل گئے) تو وہ گمراہ بددین خبیث اور مرتکب توہین ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا ص ۲۹)

قیامت کی نشانیاں

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ يَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَاوَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت زیادہ ہوگی، زنا کاری اور شراب خوری کی کثرت ہوگی، مردوں کی تعداد کم ہوگی۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اتُّخِذَ الْفَئُ دِوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰيَاتٍ تُتَابِعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابِعُ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غنیمت (صرف امراء کی) دولت ٹھہرائی جائے، امانت کو مال غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے جبکہ علم کو دین کے لئے نہ حاصل کیا جائے، مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا جبکہ اپنے دوست سے قریب ہوگا اور اپنے باپ کو دور کرے گا۔ جب مسجدوں میں شور مچایا جائے گا، قوم کا سرداران کا فاسق ہوگا، اور جب قوم کا لیڈران میں سے کمینہ آدمی ہوگا اور آدمی کی عزت اس کی برائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ جب گانے والی عورتیں اور (قسم قسم) کے باجے ظاہر ہوں گے (اعلانیہ) شراب پی جائے گی، جب امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے تو اس وقت تم ان چیزوں کا انتظار کرنا۔ سرخ آندھی، زلزلہ، زمین کا دھنسنا، صورتیں مسخ ہونا پتھروں کا برسنا اور قیامت کی بڑی بڑی) نشانیوں کا پے در پے ظاہر ہونا کہ گویا وہ موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس سے لگاتار موتی گر رہے ہیں''۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب نہ ہوگا (یعنی وقت جلدی جلد گزرنے لگے گے) سال مہینہ کے برابر ہو جائے گا مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ ایک دن کے برابر اور اس وقت ایک دن ایک ساعت کے برابر ہوگا اور ساعت آگ کا ایک شعلہ (اٹھ کر ختم ہو جانے) کے برابر ہوگی''۔

4- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدِنِ الْغِفَارِيِّ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْنَا وَنَحْنُ

نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَاتَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشَرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

"حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کی گفتگو پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوئے تو فرمایا تم لوگ کیا بات کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ جب کہ تم ان دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو گے، پھر ان نشانیوں کا ذکر کیا اور فرمایا: (i) دھواں (ii) دجال (iii) دابۃ الارض (iv) پچھم سے سورج کا نکلنا (v) عیسیٰ ابن مریم کا نازل ہونا (vi) یاجوج و ماجوج، تین مقامات پر زمین کا دھنسنا (vii) ایک مشرق میں دوسرے مغرب اور تیسرے جزیرہ عرب میں اور (x) وہ آگ ہے جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر یعنی ملک شام کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ عدن کے علاقہ سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی ایک "ہوا" بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو دریا میں پھینک دے گی"۔

5- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال بائیں آنکھ کا کانا ہوگا بہت کثرت سے بال ہوں گے اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس

کی جہنم (حقیقت میں) جنت ہوگی اور جنت (حقیقت میں) جہنم ہوگی۔

6- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمَھْدِیُّ مِنِّیْ اَجْلَی الْجَبْھَۃِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَمْلِكُ سَبْعَ سِنِیْنَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے روشن وکشادہ پیشانی بلند ناک، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم وستم سے بھری تھی۔ اور وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا"۔

7- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی لَا یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہ جائے گا"۔

انتباہ

1- قیامت کی چند نشانیاں جو احادیث مذکورہ میں بیان کی گئیں ہے ان میں سے کچھ ظاہر ہو چکیں اور جو باقی ہیں وہ بھی یقیناً ظاہر ہوں گی۔ دجال کا فتنہ بہت سخت ہوگا، وہ خدائی کا دعوٰی کرے گا جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں (جو حقیقت میں دوزخ ہوگی) ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے دوزخ میں (جو در حقیقت جنت ہوگی) ڈالے گا، مردے جلائے گا زمین سے سبزہ اگائے گا اور آسمان سے پانی برسائے گا اسی قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا جو حقیقت میں جادو کے کرشمے ہوں گے۔ اس کی پیشانی پر ک، ا، ف، ر، لکھا ہوگا (یعنی کافر) جس کو ہر مسلمان پڑھے گا مگر کافر کو نظر نہ آئے گا۔ (بہار شریعت)

2- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کا مختصر واقعہ یہ ہے رمضان کا مہینہ ہوگا، ابدال کعبہ کے طواف میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے،

اولیائے کرام انہیں پہچانیں گے ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار فرمائیں گے تو غیب سے آواز آئے گی هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْهُ۔ یعنی یہ اللہ ﷻ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ سب لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ملک شام چلے جائیں گے۔ (بہار شریعت)

3- حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر آسمان سے اتریں گے، فجر کی نماز کا وقت ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام وہاں موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں امامت کا حکم دیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس وقت دجال لعین ملک شام میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا وہ بھاگے گا آپ اس کا پیچھا کریں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ مار کر جہنم میں پہنچادیں گے پھر بحکمِ الٰہی تمام مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر چلے جائیں گے۔ (بہار شریعت)

4- جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ساتھ پہاڑ پر محصور ہوں گے تو یاجوج و ماجوج کا خروج ہوگا۔ یہ دُنیا بھر میں فساد اور قتل و غارت کریں گے پھر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ان کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے وہ خوش ہوں گے۔ وہ لوگ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی ہلاکت کے لیے دعا کریں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا ایک دم میں وہ سب کے سب مر جائیں گے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں کے ہمراہ پہاڑ سے اتریں گے۔ دنیا بھر میں اس وقت صرف ایک دین دینِ اسلام اور ایک مذہب مذہب اہل سنت و جماعت ہوگا۔ چالیس 40 برس تک آپ اقامت فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے اولاد ہوگی اور بعد وفات سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضۂ انور میں دفن ہوں گے۔ (بہار شریعت)

5- دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جس کے ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمانوں کی پیشانی پر نورانی نشان بنائے گا اور

انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سیاہ داغ لگائے گا جو کبھی نہ مٹے گا، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے زندگی بھر اپنے ایمان پر قائم رہے گا۔ (بہار شریعت)

6- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ایک زمانہ بعد جب قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی روح قبض ہو جائے گی اللہ عزوجل کہنے والا کوئی نہیں بچے گا۔ کافر ہی کافر دنیا میں رہ جائیں گے۔ چالیس 40 برس تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو گی یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اب انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ سب مر جائیں گے۔ آسمان، پہاڑ، زمین یہاں تک کہ صور، اسرائیل اور تمام فرشتے فنا ہو جائیں گے سوائے اس واحد حقیقی کے کچھ نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کس کی بادشاہت ہے؟ مگر کون ہے! جو جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی صرف اللہ عزوجل واحد قہار کی سلطنت ہے۔ پھر جب اللہ عزوجل چاہے گا۔ اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ اور انس و جن وغیرہ سب موجود ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے داہنے دست مبارک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور بائیں دست مبارک میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا۔ پھر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشرف لے جائیں گے۔

حوضِ کوثر اور شفاعت

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِى الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَاجِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِىْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معراج کی رات) جب میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو میرا گزر ایک نہر پر سے ہوا جس کے دونوں طرف مجوّف

یعنی خولدار موتی کے گنبد تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے میں نے دیکھا کہ اسکی مٹی نہایت خوشبودار خالص مشک کی ہے''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَهْرٍ وَ زَوَایَاہُ سَوَاءٌ وَّ مَاءُہٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُهٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَکِیْزَانُهٗ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ یَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا یَظْمَأُ اَبَدًا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض (کوثر) کی مسافت کا ایک مہینہ (کاراستہ) ہے وہ مربع ہے یعنی اس کے چاروں کونے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے کوزے چمک اور زیادتی میں آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں جو شخص اس میں سے پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَیْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِیُٔ هٰذِہِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی کہ حضور ﷺ قیامت کے دن میری سفارش فرمائی جائے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں حضور کو کہاں تلاش کروں گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: پہلے مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر حضور ﷺ پل صراط پر نہ ملیں۔ فرمایا: میزان پر۔ میں نے عرض کیا اگر حضور ﷺ میزان پر بھی نہ ملیں۔ فرمایا تو حوض کوثر پر۔ میں ان تین جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ (یعنی ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ ضرور ملوں گا)''۔

4- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (ترمذی، ابوداود، مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت ثابت ہے میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے''۔

5- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَھِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا۔ میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی کہ جو اس حال میں مرے اُس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو''۔

6- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِیْ یُسَمَّوْنَ الْجَھَنَّمِیِّیْنَ۔

(بخاری، مشکوٰۃ)

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت میری شفاعت کی بدولت نارِ دوزخ سے نکالی جائیگی جس کا نام جہنمی پڑا ہوا تھا''۔

7- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلٰثَةٌ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام پھر علمائے دین۔ پھر شہدائے اسلام''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ تخصیص شفاعت بہ ایں سہ گروہ بجہت زیادت فضل کرامت ایشاں ست والا ہمہ اہل خیر از مسلماناں را ثابت ست۔ یعنی ان تین گروہ کے ساتھ شفاعت کی تخصیص ان کے فضل و بزرگی کی زیادتی کے سبب ہے ورنہ ہر اہل خیر مسلماں (سچا حاجی، باعمل حافظ) کیلئے (بھی شفاعت کا حق) ثابت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۰۸)

8- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَةِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ (1) وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے بعض لوگ کسی جماعت کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ ایک قبیلہ کی۔ اور بعض لوگ دس سے چالیس کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ صرف ایک آدمی کی۔ یہاں تک کہ میری کل امت جنت میں داخل ہو جائے گی''۔

9- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ یَصْدُرُوْنَ مِنْھَا بِاَعْمَالِھِمْ فَاَوَّلُھُمْ کَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ کَالرِّیْحِ ثُمَّ کَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ کَالرَّاکِبِ فِیْ رَحْلِہٖ ثُمَّ کَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ کَمَشْیِہٖ۔ (ترمذی، دارمی، ابوداؤد)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جہنم کی آگ کو (پل صراط سے گزر کر) عبور کریں گے۔ پھر اپنے اعمال صالح کے مطابق جہنم (کی لپیٹ وغیرہ) سے نجات پائیں گے تو ان میں سے جو سب سے بہتر ہوں گے وہ بجلی چمکنے کی مانند (پل صراط سے) گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کے مثل۔ پھر دوڑنے والے گھوڑے کی طرح پھر اونٹ سوار کے مانند پھر دوڑنے والے آدمی کی طرح پھر پیدل چلنے والے کی طرح''۔

1- عصبہ بضم العین وسکون صاد از دہ ۱۰ تا چہل ۴۰ ص ۱۲ امنہ۔ اشعۃ اللمعات

انتباہ

1- قیامت کا قائم ہونا حق ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہار شریعت)

2- قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن بغیر ختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیادہ ہوگا کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتے ہوئے میدان حشر کو جائیں گے کسی کو فرشتے گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ میدانِ حشر ملک شام کی سر زمین پر قائم ہوگا۔ اس دن زمین تانبے کی ہوگی۔ سورج صرف ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ ابھی چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور اس کی پیٹھ دنیا کی طرف ہے قیامت کے دن اس کا منہ اس طرف ہوگا۔ گرمی کی تپش سے بھیجے کھولتے ہوں گے۔ پسینہ اس کثرت سے نکلے گا کہ اوپر چڑھے گا کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر، کسی کے سینہ کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا اور گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی وہ محتاج بیان نہیں، زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی اور بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ ان مصیبتوں کے باوجود کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ بھائی بھائی سے بھاگے گا ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ ہر ایک اپنی اپنی مضیبت میں گرفتار ہوگا کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا قیامت کا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا اس پریشانی کی حالت میں قریب آدھے کے گزر جائے گا اب اہل حشر مشورہ کریں گے کہ کوئی سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے، لوگ گرتے پڑتے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے حضرت آدم آپ ابوالبشر ہیں خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے بنایا فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ ہم لوگ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیجیے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں اس سے نجات بخشے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق

نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ مختصر یہ کہ لوگ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ وغیرہ جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے گریہ وزاری کریں گے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملے گا کہ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ وہ لوگ عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی جو آج بے خوف ہیں اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہی آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے اب لوگ پھرتے پھراتے ٹھوکریں کھاتے روتے چلاتے دہائی دیتے شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے عرض کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ انا لھا یعنی شفاعت کے لیے میں ہوں۔ یہ فرما کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کریں گے ارشاد ہو گا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے اب شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہو گا سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا وَ وَالِدَیْنَ وَاَسَاتِذَتِنَا وَمَشَایِخِنَا وَ تَلَامِذَتِنَا وَاَحْبَابِنَا وَجَمِیْعَ اَھْلِ السُّنَّۃِ شَفَاعَۃَ حَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی وَنَبِیِّكَ الْمُجْتَبٰی عَلَیْهِ التَّحِیَّۃُ وَ الثَّنَا۔

"اے اللہ مجھے اور میرے والدین اور اساتذہ ومشائخ اور شاگردوں اور میرے احباب اور تمام اہل سنت کو اپنے چنے ہوئے حبیب اور نبی کی شفاعت عطا فرما"۔

3- شفاعت حق ہے اور اس کا انکار کرنا بد مذہبی و گمراہی ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "انکارِ شفاعت بدعت وضلالت ست چنانکہ خوارج وبعض معتزلہ بداں رفتہ اند (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۲۰۸) اور حضرت ملا علی قاری

علیہ رحمۃ اللہ الا برکی فرماتے ہیں کہ فی شرح مسلم للنووی قال القاضی عیاض رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ مذھب اھل السنۃ جواز الشفاعۃ عقلا و وجوبھا سمعاً لصریح قولہ تعالیٰ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الامن اذن لہ الرحمن و رضی لہ قولا و قد جاء ت الاثار التی بلغت بمجموعھا التواتر لِصِحَّۃِ الشَّفَاعَۃِ فی الاخرۃ و اجمع السلف الصالحون و من بعدھم من اھل السنۃ علیھا۔

یعنی امام نووی کتاب شرح مسلم میں ہے کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ عقلاً شفاعت جائز ہے اور اس کا وجوب سماعی ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے کھلم کھلا ارشاد فرمایا کہ

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَہٗ قَوْلًا۔

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰۹)

''اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی''۔(ترجمہ کنزالایمان)

اور (اس آیت کریمہ کے علاوہ بہت سی) حدیثیں وارد ہیں جن کا مجموعہ آخرت میں شفاعت کی صحت پر حد تواتر کو پہنچ چکا ہے۔ شفاعت کے حق ہونے پر سلف صالحین اور ان کے بعد اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

الشفاعۃ خمسۃ امام

اولھا مختصۃ بنبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم و ھی الاراحۃ من حول الموقف و تعجیل الحساب

الثانیہ فی ادخال قوم الجنۃ بغیر حساب و ھذا ایضًا وَرَدَتْ فی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

الثالثۃ الشفاعۃ لقوم استوجبوا النار فیشفع فیھم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و من شاء اللہ

الرابعۃ فیمن دخل النار من المذنبین فقد جاء ت الاحادیث باخراجھم من النار بشفاعۃ نبینا و الملائکۃ و اخوانھم من المؤمنین

ثم یخرج اللّٰہ تعالیٰ کل من قال لا الہ الا اللّٰہ

الخامسۃ الشفاعۃ فی زیادت الدرجات فی الجنۃ لا ھلھا و ھذہ لا تنکرھا ایضاً۔ (مرقاۃ جلد ۵، صفحہ ۲۷۸)

4- شفاعت کی چند قسمیں ہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "نوع اول شفاعت عظمیٰ ست کہ عام ست مرتمامہ خلائق راو مخصوص ست بہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہیچ کس را از انبیاء صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مجال جرأت واقدام براں بنا شدو آں برائے اراحت وتخلیص از طول وقوف در عرصات وتعجیل حساب وحکم کردگار تعالیٰ وتقدس وبرآوردن ازاں شدت ومحنت۔ دوم از برائے درآوردن قومے در بہشت بغیر حساب وثبوت آں نیز وارد شدہ برائے پیغمبر باونزد بعضے مخصوص بحضرت اوست۔ سوم در اقوامے کہ حسنات وسیئات ایشاں برابر باشد وبامداد بہ بہشت درآیند۔ چہار قومے کہ مستحق ومستوجب دوزخ شدہ باشند پس شفاعت کند وایشاں را بہ بہشت در آرد۔ پنجم برائے رفع درجات وزیادت کرامات۔ ششم در گناہ گاراں کہ بدوزخ درآمدہ باشند بہ شفاعت برآیند وایں شفاعت مشترک ست میاں سائر انبیاء وملائکہ وعلما وشہداء۔ ہفتم در استفتاح جنت۔ ہشتم در تخفیف عذاب از انہا کہ مستحق عذاب مخلد شدہ باشند۔ نہم برائے اہل مدینہ خاصہ دہم برائے زیارت کنندگان قبر شریف بروجہ امتیاز واختصاص۔

ترجمہ: یعنی شفاعت کی پہلی قسم شفاعت عظمیٰ ہے جو کہ تمام مخلوقات کیلئے عام ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی اور نبی کو اس پر جرأت اور پیش قدمی کی مجال نہ ہوگی۔ اور یہ شفاعت لوگوں کو آرام پہنچانے، میدان حشر میں دیر تک ٹھہرنے سے چھٹکارا دلانے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ اور حساب کے جلدی کرنے اور قیامت کے دن سختی وپریشانی سے نکالنے کیلئے ہوگی۔

دوسری قسم کی شفاعت ایک قوم کو بے حساب جنت میں داخل کرنے کیلئے ہوگی اور یہ شفاعت بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ خاص ہے۔ تیسری قسم کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں ہوگی

جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اور شفاعت کی امداد سے جنت میں داخل ہوں گے۔ چوتھی قسم کی شفاعت ان لوگوں کیلئے ہوگی جو کہ دوزخ کے مستحق اور حقدار ہو چکے ہوں گے تو حضور ﷺ شفاعت فرما کر ان کو جنت میں لائیں گے۔ پانچویں قسم کی شفاعت مرتبے کی بلندی اور بزرگی کی زیادتی کیلئے ہوگی۔ چھٹی قسم کی شفاعت ان گنہ گاروں کے بارے میں ہوگی جو کہ جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے اور شفاعت کی وجہ سے نکل آئیں گے اور اس شفاعت میں دیگر انبیائے کرام علیہ السلام فرشتے، علماء اور شہداء بھی شریک ہوں گے۔

ساتویں قسم کی شفاعت جنت کھولنے کے بارے میں ہوگی۔

آٹھویں قسم کی شفاعت ان لوگوں کے عذاب کی تخفیف کے بارے میں ہوگی جو کہ دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے۔ نویں قسم کی شفاعت خاص کر مدینہ منورہ والوں اور سرکار اقدس ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کرنے والوں کیلئے اختصاص وامتیاز کے طریقہ پر ہوگی۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۳۷۲)

5- حوض کوثر جو کہ حضور ﷺ کو مرحمت ہوا حق ہے۔ (بہار شریعت)

6- قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور برائیوں کا بائیں ہاتھ میں۔ اور کافر کا نامۂ اعمال سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پشت سے نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ (بہار شریعت)

7- حساب حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (بہار شریعت)

8- میزان حق ہے اس پر لوگوں کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے نیکی یا بدی کا پلہ بھاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اوپر اٹھے یعنی دنیا جیسا معاملہ نہیں ہوگا کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے جھکتا ہے۔ (بہار شریعت)

9- حضور اقدس ﷺ کو خدائے تعالیٰ مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔

10- سرکارِ اقدس ﷺ کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کا نام لواء الحمد ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے سب مومنین اسی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

جنت کا بیان

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہے کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ ان کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کی ماہیت کا خیال گزرا''۔

2- عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَ مِائَةُ صَفٍ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کی (۱۲۰) صفیں ہوں گی اور ان میں سے اسی (۸۰) صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس (۴۰) صفیں دوسری امتوں کی ہوں گی۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّ اِمْرَاَةً مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَی الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَیْنَهُمَا وَ لَمَلَاءَتْ مَا بَیْنَهُمَا رِیْحًا وَ لَنَصِیْفُهَا عَلٰی رَاْسِهَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک منور ہو جائے اور ساری فضا زمین سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔

4- عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ اَنَّ مَا یُقِلُّ ظُفْرٌ مِّمَّا فِی الْجَنَّةِ لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَیْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ

كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ۔(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے اطراف و جوانب اس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسے کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔

5- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یُنَادِیْ مُنَادٍ اَنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَ اَنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَ اَنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَ اَنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبَاسُوْا اَبَدًا۔(مسلم، مشکوٰۃ)

"حضرت ابوسعید و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ (اے جنت والو!) تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے، تم آرام سے رہو گے کبھی محنت و مشقت نہ اٹھاؤ گے"۔

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ یَاْکُلُوْنَ فِیْهَا وَیَشْرَبُوْنَ وَلَا یَتْفُلُوْنَ وَلَا یَبُوْلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ کَرَشْحِ الْمِسْکِ وَ یُلْهَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ وَ التَّحْمِیْدَ کَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ۔(مسلم، مشکوٰۃ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی، جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے۔ اور نہ رینٹھ سینکیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (فرحت بخش) ڈکار آئے گی اور ایسا پسینہ آئے گا جو مشک کی خوشبو کے مثل ہوگا اور سبحان اللہ و الحمد للہ کہنا جنتیوں کے دل میں ڈال دیا جائے گا۔ (جو ان کی زبان پر بے تکلف جاری

ہوگا) جیسے تم سانس لیتے ہو"۔

7- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ یَنْظُرُ اِلٰی جِنَانِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ نَعِیْمِهٖ وَ خَدَمِهٖ وَ سُرُرِهٖ مَسِیْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَ اَكْرَمَهُمْ عَلَی اللّٰهِ مَنْ یَنْظُرُ اِلٰی وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَ عَشِیَّةً ثُمَّ قَرَاءَ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (احمد ترمذی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ جنتی وہ شخص ہوگا جو اپنے باغوں اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمتگاروں اور اپنی آرام گاہوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے اندر پھیلے ہوئے دیکھے گا اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا جو صبح وشام دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (پارہ ۲۹، سورۃ القیامۃ) یعنی اس روز بہت سے چہرے اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش وخرم ہوں گے"۔

انتباہ

1- جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے اور کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہوگا اگر کسی پرندے کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت بھنا ہوا ان کے سامنے آجائے گا۔ اگر کسی چیز کے پینے کی خواہش ہوگی تو اسی چیز سے بھرا ہوا کوزہ فوراً ہاتھ میں آجائے گا۔

2- ادنیٰ جنتی کیلئے اسی (80) ہزار خادم اور بہتر 72 بیویاں ہوں گی اور ان کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں ایک ادنیٰ موتی ساری دنیا کو روشن کردے۔

3- جنتی آپس میں ملاقات کرنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس خود بخود چلا جائے گا۔

دوزخ کا بیان

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَی النَّارِ

اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِحْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى ابْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اِسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر اسے ایک ہزار برس اور جلایا گیا یہاں تک کہ وہ کالی سیاہ ہوگئی اب وہ سیاہ و تاریک ہے''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا''۔

3- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَاِلٰى رُكْبَتَيْهِ و منهم مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوؤں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کی کمر تک ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے''۔

4- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول ''جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا'' دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں''۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٌ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا۔

(احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا''۔

6- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِيٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَتِهٖ وَلَمْ يَتْرُكْ لَهٗ بِمَعْصِيَةٍ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں صرف بدنصیب داخل ہوگا۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ بدنصیب کون ہے؟ فرمایا: بد نصیب وہ شخص ہے کہ جس نے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے گناہ کو نہیں چھوڑا''۔

انتباہ

1- جنت و دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہار شریعت)

2- دنیا کی آگ دوزخ کی آگ سے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے۔ (بہار شریعت)

3- حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے قسم کھا کر عرض کیا کہ اگر جہنم کو سوئی کی نوک کے برابر کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے سب زمین والے مر جائیں اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو زمین کے رہنے والے سب کے سب ان کی ہیبت سے مر جائیں اور قسم کے ساتھ بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی

دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہوگا یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ (بہار شریعت)

4- دوزخ کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر 70 برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی۔ (بہار شریعت)

5- جہنمیوں کو تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائیگا جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی۔ خاردار تھوہڑ کھانے کو دیا جائے گا وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا اس کے اتارنے کیلئے پانی مانگیں تو ان کو ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا تو وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ (بہار شریعت)

6- جہنم والے گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے پہلے آنسو نکلیں گے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہوگا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ العیاذ باللہ۔

کتاب الطہارۃ

وضو

1- عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے''۔

2- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم میں سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں''۔

3- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ۔

''حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو (کامل) نہیں''۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِاَیَامِنِكُمْ۔ (احمد، ابوداؤد)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کپڑا پہنو یا وضو کرو اپنے داہنے سے شروع کرو''۔

5- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَوَضَّاءَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَقَالَ ھٰذَا وُضُوْئِیْ وَوَضُوْءُ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ وضو فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام تھے ان کا وضو ہے۔

6- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاکُ مَطْھَرَۃٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِّلرَّبِّ۔ (احمد، دارمی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے''۔

7- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ ﷺ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِتَاْخِیْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت کیلئے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کیلئے مسواک کریں''۔

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ کہ لمبائی میں اور اس طرح کہ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر داہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجے۔ اس کے بعد ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں سے شروع کرکے گٹے تک تین بار پانی بہائے (یہ اس صورت مین ہے جب کسی برتن یا لوٹے وغیرہ سے وضو کر رہے ہوں) پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائے اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں اور اگر حوض سے وضو کرتا ہو تو گٹوں تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے اور پھر بایاں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے پھر

تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈال کر اسے صاف کرے اور سانس کی مدد سے تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے اوپر کچھ سر کے حصہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے اور داڑھی کے بال و کھال کو دھوئے ہاں اگر داڑھی کے بال گھنے ہوں تو کھال کا دھونا فرض نہیں صرف مستحب ہے۔ اور داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کو بھی دھوئے اور داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے۔ پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر داہنے ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ پر سر ناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور ہر حصہ کھال پر تین بار پانی بہائے۔ پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپر کے حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کو مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے۔ یا تین انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے اور بس۔ پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کی پیٹ سے کان کے باہری حصہ کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹ سے گردن کا مسح کرے پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کیطرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور ہر حصہ کھال پر تین تین بار پانی بہائے اور انگلیوں میں خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اس طرح کرے کہ داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے اور ہر عضو دھوتے وقت درود شرف پڑھتا رہے کہ افضل ہے۔

ضروری انتباہ

1- کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ (بہار شریعت جلد۲ صفحہ۹۳) اور درمختار مع ردالمحتار جلد ا صفحہ ۶۷ میں ہے۔ اِسَالَةُ الْمَآءِ مَعَ التَّقَاطُرِ وَلَوْ قَطْرَةً وَفِي الْفَيْضِ اَقَلَّهُ قَطْرَتَانِ فِي الْاَصَحِّ۔ اس عبارت کا حاصل معنی یہ ہے کہ تقاطر کے ساتھ پانی بہایا جائے اس طرح کہ عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے اور فتاوٰی عالمگیر جلد اول مصری صفحہ۴ میں۔ لَا يَجُوْزُ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يَتَقَاطَرِ الْمَاءَ یعنی جب تک کہ اعضائے وضو کے ہر حصہ پر پانی کی بوند یکے بعد دیگرے نہ گزر جائے وضو نہ ہوگا اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ اَلْبَلُّ بِالْمَاءِ فِي الْمغسولَاتِ يَقُسْطُ الْفَرْضَ یعنی جن اعضاء کا دھونا فرض ہے انہیں صرف پانی سے بھگو لینے پر فرض ادا نہ ہوگا لہٰذا جو لوگ وضو کرتے وقت اعضا پر تیل کی طرح پانی صرف چپڑ لیتے ہیں یا بعض حصے پر تو پانی بہاتے ہیں اور بعض حصے کو صرف بھگو کر چھوڑ دیتے ہیں مثلاً پیشانی کے بالائی حصے کان کے کنارے، ہاتھ کی کہنیوں اور پاؤں کے ٹخنوں پر تر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور پانی نہیں بہاتے ہیں ان کا وضو نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآن کریم نے اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے لہٰذا صرف بھگونے سے وضو نہ ہوگا۔

افسوس صد افسوس آج عوام اکثر خواص بھی اس مسئلہ سے لاپروائی برتتے ہیں اور آیت کریمہ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً کے مصداق بنتے ہیں (یعنی کام کریں، مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں) العیاذ باللہ تعالیٰ۔

2- جب چھوٹے برتن مثلاً لوٹے یا بدھنے سے وضو کر رہا ہو تو گٹوں تک ہاتھ دھونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گٹوں تک خوب بھگو لے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ میں برتن اٹھا کر داہنے ہاتھ پر ناخن سے گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے پھر اسی طرح داہنے ہاتھ میں برتن اٹھا کر بائیں ہاتھ پر گٹے تک تین بار پانی بہائے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی کانپور صفحہ ۵۹، طحطاوی مصری صفحہ ۳۹ فتاوی عالمگیری جلد ا مصری صفحہ ۶ اور عنایہ و کفایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ وَاللَّفْظُ لِلْفَتَاوٰى الْهِنْدِيَّةِ كَيْفِيَّتُهُ

اِنْ كَانَ الْاِنَاءُ صَغِيْرًا اَنْ يَّاْخُذَهٗ بِشِمَالِهٖ وَيَصُبَّ الْمَاءَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثَلٰثًا ثُمَّ يَاْخُذُهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَيَصُبَّهٗ عَلٰى يَسَارِهٖ كَذٰلِكَ۔ اور مراقی الفلاح مع طحطاوی مصری صفحہ ۴۴ میں ہے۔ وَيُسَنُّ الْبِدَاءَةُ بِالْغُسْلِ مِنْ رُؤُسِ الْاَصَابِعِ۔

3- بہت سے لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھنوؤں پر چلو ڈال کر سارے منہ پر پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ منہ دھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح منہ دھونے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ (بہار شریعت)

4- وضو کرنے میں مندرجہ ذیل باتوں کی احتیاط ضروری ہے۔ پیشانی کے اوپر بال جمنے کی جگہ سے پانی کا بہنا فرض ہے۔ داڑھی مونچھ اور بھنوؤں کے بال اگر اتنے چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال جھلکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا ضروری ہے۔ صرف بالوں کا دھونا کافی نہیں۔ آنکھ اندر گھسی ہو تو آنکھ اور بھنوؤں کے درمیانی حصہ پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے۔ منہ دھوتے وقت آنکھیں اور ہونٹ سمیٹ کر زور سے بند نہ کرے ورنہ کچھ حصہ رہ جانے کی صورت میں وضو نہ ہوگا۔ بعض اوقات آنکھ میں کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے اسے چھڑا کر پانی بہانا ضروری ہے۔ رخسار اور کان کے درمیانی حصہ یعنی کنپٹی پر کان کے کنارے تک پانی بہانا فرض ہے اس سے اکثر لوگ غفلت برتتے ہیں۔ ناک کے سوراخ میں کیل وغیرہ ہو یا نہ ہو بہر حال اس پر پانی ڈالنا ضروری ہے۔ جتنی داڑھی چہرے کی حد میں ہو اس کا دھونا فرض ہے اور لٹکی ہوئی داڑھی کا مسح کرنا سنت اور دھونا مستحب ہے۔ پانی بہانے میں انگلیوں کی گھائیوں اور کروٹوں کا لحاظ ضروری ہے خصوصاً پاؤں میں اس کی انگلیاں قدرتی طور پر ملی رہتی ہیں۔ بڑھے ہوئے ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہو اس کا دھلنا ضروری ہے۔ ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو اور ایک ایک بال کی جڑ سے نوک تک دھل جانا ضروری ہے چلو میں پانی لے کر کلائی پر الٹ دینا ہرگز کافی نہ ہوگا۔ کہنیوں پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے کہ اکثر بے احتیاطی میں دھلتی نہیں صرف تر ہو کر رہ جاتی ہے بلکہ بعض لوگوں کی کہنیاں تر بھی نہیں ہوتیں۔ انگوٹھی، چوڑی، کلائی کے زیورات اور پاؤں کے ہر وہ زیور جو ٹخنے پر یا ٹخنے سے

نیچے ہوں انہیں ہٹا کران کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے پورے سر کا مسح سنت ہے اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ بعض لوگ صرف انگلیوں کے سرے سر پر گزار دیتے ہیں اور بس۔ جو فرض کی مقدار کو بھی کافی نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کا مسح یہ ہے کہ ٹوپی اٹھا کر پھر سر پر رکھ دیتے ہیں اور بس۔ ایسے لوگوں کا وضو نہیں ہوتا اور نمازیں بے کار ہوتی ہیں۔ پاؤں دھونے میں ٹخنوں، تلوں، ایڑیوں اور کونچوں کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اکثر بے احتیاطی میں یہ حصے دھلنے سے رہ جاتے ہیں اور وضو نہیں ہوتا۔

5- عضو کے ہر حصے پر تین بار پانی بہانا سنت ہے خواہ تین بار پانی بہانے کیلئے کئی چلو پانی لینا پڑے اس لئے کہ تین چلو پانی لینا سنت نہیں بلکہ پورے عضو پر تین بار پانی بہانا سنت ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۸۳ میں ہے۔ تَثْلِيْثُ الْغَسْلِ الْمُسْتَوْعِبِ وَلَا عِبْرَةَ لِلْغُرْفَاتِ لہٰذا تین چلو پانی لینے کو سنت سمجھنا غلطی ہے۔

6- وضو کے پانی کے لیے شرعاً کوئی مقدار معین نہیں جیسا کہ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۲۶ میں ہے۔ اَلْاِجْمَاعُ عَلٰی اِنَّهٗ لَا يَشْتَرِطُ قَدْرٌ مُعَيَّنٌ فِيْ مَاءِ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ لہٰذا اتنا زیادہ پانی خرچ نہ کرے کہ اسراف ہو اور نہ اس قدر کم خرچ کرے کہ سنت ادا نہ ہو بعض لوگ صرف ایک چھوٹے سے پانی کے لوٹے سے وضو بنانے کی کوشش کرتے ہیں خدائے تعالیٰ انہیں دھونے اور بھگونے کا فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

7- اگر اتنا پانی نہ ہو کہ وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھویا جاسکے تو دو بار دھوئے اور اگر دو دو بار دھونے کے لیے کافی نہ ہو تو ایک ایک بار دھوئے اور اگر اتنا بھی نہ ہو کہ منہ اور دونوں کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت ایک بار دھو سکے تو اب تیمم کر کے نماز ادا کرے۔

8- غیر کے نابالغ لڑکے سے بلا معاوضہ پانی بھروا کر وضو کرنا یا کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں (بہار شریعت) درمختار مع شامی جلد ۴ صفحہ ۵۳۱ میں ہے۔ لَا تَصِحُّ هِبَةُ صَغِيْرٍ۔

9- بعض مسجدوں میں چھوٹے حوض یا کسی بڑے برتن میں پانی ہوتا ہے اکثر لوگ جو بے وضو

ہوتے ہیں ہاتھ دھوئے بغیر چھوٹے برتن سے پانی نکالتے ہوئے انگلی کا پورا ناخن پانی میں داخل کر دیتے ہیں اس طرح وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔

10- ڈول، بالٹی، گھڑا یا لوٹا یا پاٹ کے پانی میں بے وضو آدمی کے بے دھلے ہاتھ کا ناخن یا انگلی کا پورا چلا گیا تو وہ پانی مستعمل ہو گیا اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔اور اگر پہلے ہاتھ دھولیا تو جو حصہ دھلا ہوا سے پانی میں ڈال سکتے ہیں پانی مستعمل نہ ہو گا لیکن اگر ہاتھ دھو لینے کے بعد کوئی سبب وضو ٹوٹنے کا پایا گیا مثلاً ریاح خارج ہوئی یا پیشاب کیا تو اب ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔

11- مستعمل پانی کو وضو کے قابل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو پانی مستعمل نہ ہوا ہو۔اسے مستعمل میں اس قدر ملا دیا جائے کہ مستعمل کم اور غیر مستعمل زیادہ ہو جائے۔یا مستعمل کے برتن میں غیر مستعمل پانی اتنا ڈالا جائے کہ وہ برتن بھر کر بہنے لگے تو سب پانی قابل وضو ہو جائے گا۔(درمختار مع، ردالمختار)

12- ناخن پالش استعمال کیا جس سے ناخنوں پر ہلکی تہ جم گئی تو اگر ناخنوں سے پالش صاف کئے بغیر وضو کیا تو وضو نہ ہوا۔

13- استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اسے پھینک دینا سخت ناجائز و گناہ ہے۔

14- وضو کے بچے ہوئے پانی کو پھینک دینا حرام ہے اور کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے۔

15- جو وضو نماز جنازہ کے لیے کیا گیا اس سے ہر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

وضو توڑنے والی چیزیں

1- عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کرے''۔

2- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَئَلْتُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْيِ

الْوُضُوْءُ۔(ترمذی)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مذی کے متعلق دریافت کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مذی نکلنے سے وضوواجب ہو جاتا ہے۔(یعنی وضوٹوٹ جاتا ہے)''۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعاً فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ۔

(ترمذی،ابوداؤد)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لیٹ کر(نیند سے)سو جائے اس پر وضوواجب ہے اس لیے کہ جب آدمی لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں''۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سونا ناقض وضو نہیں اس لئے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔وَاللَّفْظُ لِلْبَحْرِ الرَّائِقِ إِنَّ النَّوْمَ مُضْطَجِعاً نَاقِضٌ إِلَّا فِي حَقِّ النَّبِيِّ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صرح في القنية اور سعایہ جلدا صفحہ۲۳۶ میں ہے إِنَّ نَوْمَهُ صلى الله تعالى عليه وسلم ليس بناقض لِقَوْلِهِ تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ جمع مِمَّنْ صَنَّفُوْا عَلَيْهِ فِي الْخَصَائِصِ اھ اور بخاری شریف جلدا صفحہ۵۰۴ میں ہے۔ اَلْاَنْبِيَاءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ(الحدیث)۔یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے قلوب بیدار رہتے ہیں۔

2- عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے،اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے یہ صحیح نہیں۔(بہار شریعت جلد۲)

3- مندرجہ ذیل چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔پاخانہ،پیشاب،ودی،مذی،منی،کیڑا،پتھری کا مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلنا،مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا خارج

ہونا، خون یا پیپ یا زرد پانی کا کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہنا جسکا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ کھانا یا پانی یا صفرا کی منہ بھر تے آنا اس طرح سو جانا کہ جسم کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں۔ بیہوش ہونا، جنون ہونا، غشی ہونا کسی چیز کا اتنا نشہ ہونا کہ چلتے میں پاؤں لڑکھڑائیں، بالغ آدمی کو رکوع وسجود والی نماز میں اتنی زور سے ہنسنا کہ آس پاس والے سنیں، دکھتی آنکھ سے آنسو بہنا (اور یہ آنسو ناپاک) مباشرت فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے۔ یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہونا ناقضِ وضو ہے۔ (بہارِ شریعت)

اِسْتِنْجَاء

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَہٗ۔ (ابوداود، ترمذی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب استنجا خانہ میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔ (اس لئے کہ اس پر محمد رسول اللہ نقش تھا)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ''ازیں جا معلوم شد کہ داخل متوضا را باید کہ چیزے را کہ در وے نام خدا و رسول خدا و قرآن ست با خود نبرد و در بعض شروح گفتہ کہ ایں شامل ست اسمائے تمام انبیاء را صلوات اللہ و تسلیماتہ علیہم اجمعین۔ (اشعۃ اللمعات جلد اصفحہ ۲۰۱)

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ ایسی چیز کو جس میں خدا اور رسول کا نام قرآن کا کوئی کلمہ ہو تو اسے اپنے ہمراہ نہ لے جائے اور بعض شروح میں کہا گیا ہے کہ یہ حکم انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء کو بھی شامل ہے۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب استنجا خانے میں داخل ہوتے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ فرماتے۔

3- عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُو االْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا۔ (مسلم، بخاری)

''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم پاخانہ (یا پیشاب) کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی جانب پیٹھ کرو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی باب الاستنجاء میں فرماتے ہیں کہ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ آن ست کہ استقبال قبلہ واستدبار آں در بول وغائط حرام ست چہ در صحرا وچہ در خانہا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشاب یا پاخانہ کرنے میں قبلہ جانب منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے خواہ جنگل میں ہو یا گھروں میں۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى یَدْنُوَمِنَ الْاَرْضِ۔ (ترمذی، ابوداود)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک بیٹھتے ہوئے زمین کے قریب نہ پہنچ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے''۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُ کُمْ فِیْ جُحْرٍ۔ (ابوداود، نسائی)

''حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ کے اندر ہرگز پیشاب نہ کرے''۔

6- عَنْ عُمَرَ قَالَ رَاٰنِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِماً فَقَالَ یَاعُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِماً فَمَا بُلْتُ قَائِماً بَعْدُ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر کبھی پیشاب نہ کیا''۔

انتباہ

1- طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں اسے پھینک دینا اسراف ہے۔

(بہار شریعت)

2- تہبند اور لنگی پہننے والے پیشاب کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے ران کھول کر بیٹھ جاتے ہیں ناجائز و حرام ہے اس لئے کہ لوگوں کے سامنے ستر بالاجماع فرض ہے۔

(بہار شریعت)

اور جیسا کہ ردالمختار جلد اصفحہ ۲۸۲ میں ہے۔اِذَا کَانَ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ یَجِبُ السَّتْرُ بِحَضْرَۃِ النَّاسِ اِجْمَاعًا اور درمختار میں ہے۔ھِیَ لِلرِّجَالِ مَاتَحْتَ سُرَّتِہٖ اِلٰی مَا تَحْتَ رُکْبَتِہٖ۔اور عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۴ میں ہے رُکْبَتُہٗ عَوْرَۃٌ عِنْدَ عُلَمَائِنَا جَمِیْعاً ھٰکَذَا فِی الْمُحِیْطِ۔اور بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۴۵۰ میں ہے کہ بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور اسکی عادت ہے تو فاسق ہے۔

غسل

1- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا یَذْکُرُ اِحْتِلَاماً قَالَ یَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِیْ یَرٰی اَنَّہٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا یَجِدُ بَلَلاً قَالَ لَاغُسْلَ عَلَیْہِ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ ھَلْ عَلَی الْمَرْاۃِ تَرٰی ذٰلِکَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو۔فرمایا غسل کرے اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے خواب کا یقین ہے اور تری نہیں پاتا فرمایا اس پر غسل نہیں۔حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا،کیا عورت اس کو دیکھے تو اس پر غسل ہے؟ فرمایا ہاں،عورتیں مردوں کی مثل ہیں''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ اَحَدُ كُمْ بَيْنَ شُعُبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَحَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت کی چاروں شاخوں یعنی ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش یعنی ہم بستری کرے تو غسل واجب ہوگیا اگرچہ منی نہ نکلے''۔

3- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّاَ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوةِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے پھر کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے جس طرح کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے''۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ وَانْقُوا الْبُشْرَةَ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہے اس لئے ہر بال دھوؤ اور بدن کو صاف ستھرا کرو''۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ فَلَوْ بَقِيَتْ شَعْرَةٌ وَّاحِدَةٌ لَمْ يَصِلْ اِلَيْهَا الْمَاءُ بَقِيَتْ جَنَابَتُهٗ (مرقاۃ جلد ا صفحہ ۳۲۷) یعنی اگر ایک بال بھی پانی پہنچنے سے رہ گیا تو اس کی جنابت باقی رہے گی۔

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَءَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَدْخُلُ اَصَابِعَهٗ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ وَفِيْ رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ يَبْدَاءُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کے جیسا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی

میں ڈال کر ان سے سر کے بالوں کی جڑیں تر فرماتے پھر سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہاتے اور امام مسلم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ (جب غسل) شروع فرماتے تو ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے بعد اپنی شرمگاہ دھوتے پھر وضو فرماتے۔

انتباہ

1- غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجا کی جگہ دھوئے اس کے بعد بدن پر اگر کہیں نجاست یعنی پیشاب یا پاخانہ یا منی وغیرہ ہو تو اسے دور کرے پھر نماز جیسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ اونچی چیز پر نہاتا ہو تو پاؤں بھی دھولے۔ اس کے بعد بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے۔ پھر تین بار پانی بہائے۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ پھر غسل کرنے کی جگہ سے الگ ہٹ جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھویا تو اب دھولے اور فوراً کپڑا پہن لے۔

2- پردے کی جگہ میں ننگے بدن غسل کرنا جائز ہے ہاں عورتوں کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ (بہار شریعت)

3- لوگوں کے سامنے ران اور گھٹنا کھول کر نہانا یا اتنا باریک کپڑا پہن کر نہانا کہ بدن جھلکے سخت ناجائز و حرام ہے۔ (عامۂ کتب)

4- منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا، احتلام ہونا، حشفہ کا داخل ہونا، حیض سے فارغ ہونا، نفاس کا ختم ہونا ان تمام صورتوں میں غسل کرنا فرض ہے۔ اور جمعہ، عید، بقر عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔ (بہار شریعت)

❀......❀......❀

کتاب الصلوٰۃ

اذان واقامت

1- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم)

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے دراز ہوں گی"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کنایت ست از بزرگی وگردن فرازی ایشاں دراں روز۔ یعنی اس حدیث میں قیامت کے دن مؤذنوں کی بزرگی اور اعلیٰ منصبی سے کنایہ کیا گیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱ صفحہ ۳۱۲)

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صرف ثواب کی غرض سے سات برس اذان کہے اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھی جاتی ہے"۔

3- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا تَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ اَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ۔ (ترمذی)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور

اذان وتکبیر کے درمیان فاصلہ رکھو کہ فارغ ہو جائے کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی حاجت کو دفع کرنے سے اور تا وقتیکہ مجھے دیکھ نہ لو نماز کے لیے کھڑے نہ ہو۔"

4- عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَعِنْدَ مُعَاوِیَةَ اِذَا اَذَّنَ مُؤَذِّنُهٗ فَقَالَ مُعَاوِیَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهٗ حَتّٰی اِذَا قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ۔ (احمد، مشکوۃ)

"حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان پڑھی حضرت معایہ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی الفاظ کہے جو مؤذن نے کہے۔ یہاں تک کہ جب موذن نے حی علی الصلوۃ کہا تو حضرت معاویہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور جب مؤذن نے حی علی الفلاح کہا تو حضرت معاویہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اور اس کے بعد حضرت معاویہ نے وہی کہا جو مؤذن نے کہا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے

انتباہ

1- اذان منڈیر پر یا خارج مسجد پڑھی جائے۔ داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ و منع ہے خواہ اذان پنج وقتی نماز کیلئے ہو یا خطبہ جمعہ کے لیے۔ دونوں کا حکم ایک ہے۔
(عالمگیری، فتح القدیر، بحر الرائق طحاوی وغیرہ)

2- ناسمجھ بچے جنبی اور فاسق اگرچہ عالم ہی ہو ان کی اذان مکروہ ہے لہٰذا ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار، بہار شریعت)

3- اذان میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ طحاوی علی مراقی الفلاح مصری صفحہ ۲۲ اور رد المحتار جلد اول مصری

صفحہ ۲۷۹ میں ہے۔ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِما عِ الاولیٰ مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيةِ مِنْهَا قُرَّتُ عَيْنِىْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَى الابِهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ قائِدًا لَّهٗ اِلَى الْجَنَّةِ كذافی كنز العبادة قهستانی ونحوه فی الفتاوٰی الصوفيه۔ یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنے تو صلی اللّٰه عليك يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قُرَّتُ عَيْنِىْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر کہے کہ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اور رب اقدس اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاوٰی صوفیہ میں ہے۔

4- اذان واقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا یعنی بلند آواز سے اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا جائز و مستحب ہے۔ اس صلاۃ کا نام اصطلاح شرح میں تثویب ہے اور تثویب کو فقہائے اسلام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی تمام نمازوں کے لیے مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ والتثويب حسن عند المتاخرين فی كل صلاة الافی المغرب هكذا فی شرح النقاية للشيخ ابی المكارم وهو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلاة بين الاذان والاقامة وتثويب كل بلدة ما تعارفوه اما بالتنحنح وبالصلاة الصلاة او قامت قامت لانه للمبالغته فی الاعلام وانما يحصل ذلك بما تعارفوه كذافی الكافی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ ويثوب بعد الاذان فی جميع الاوقات لظهور التوانی فی الامور الدينية فی الاصح و تثويب كل بلد بحسب ما تعارفه اهلها۔ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری جلد اول صفحہ ۴۱۸ میں ہے۔ واستحسن لامتاخرون التثويب فی الصلوات كلها اور در المختار مع رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۲۷۳ میں اذان کے بعد خاص صلاۃ و

سلام پڑھنے کے متعلق تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ **التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنة سبع مائةواحدی وثمانین وھو بدعة حسنة ملخصا** یعنی اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا ماہِ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے۔

5- اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور مکبر جب **حی علی الصلاۃ حیّ علی الفلاح** پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ **اذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذا فی المضمرات** اور ردالمختار جلد اول صفحہ ۳۸۰ میں ہے۔ **ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔**

6- جو لوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہیں بیٹھے رہیں جب مکبر **حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح** پر پہنچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ **یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة وھو الصحیح۔** یعنی علمائے ثلاثہ حضرت امام اعظمؒ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ مکبر **حی علی الفلاح** کہے اور یہی صحیح ہے اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶ میں ہے **یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ** یعنی امام اور مقتدی حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱۹ میں ہے۔ **قال ائمتنا یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ** اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۳۲۱ میں فرماتے ہیں کہ فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حی علی الصلوٰۃ باید برخاست۔ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مذہب یہ ہے حی علی الصلوٰۃ کے وقت اٹھنا چاہیے۔

نماز

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَأَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ بَدَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ بَدَنِهٖ شَیْئٌ قَالَ کَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلٰوٰتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم لوگوں میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا ان کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسی حالت میں اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس یہی کیفیت ہے پانچوں نمازوں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بدلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَةٍ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلَاةَ یُرِیْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ ذُنُوْبُهٗ کَمَا یَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ۔ (احمد)

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز سردی کے موسم مین جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے (یعنی پت جھڑ کا موسم تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں (اور انہیں ہلایا) تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان بندہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے کہ پتے درخت سے جھڑ رہے ہیں''۔

3- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰی صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَایَةِ الْاِیْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَی السُّوْقِ غَدَا بِرَایَةِ اِبْلِیْسَ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فجر کی نماز کو گیا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر گیا۔ اور جو صبح سویرے بازار کی طرف گیا تو وہ شیطان کا جھنڈا لے کر گیا''۔

4- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً فَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ اُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔ (احمد، دارمی، بیہقی)

''حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کیلئے نور کا سبب ہوگی، کمالِ ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ اور جو نماز کی پابندی نہیں کرے گا اس کیلئے نہ تو نور کا سبب ہوگی نہ کمالِ ایمان کی دلیل ہوگی اور نہ بخشش کا ذریعہ۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا''۔

5- عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْوًا۔ (ترمذی)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ میں جب کہ وہ تیار ہو جائے۔ تیسرے بیوہ کے نکاح میں جب کہ اس کو کفو مل جائے''۔

6- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا صْفَرَّتْ وَ كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ

بیٹھے ہوئے سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ سورج پیلا پڑ جاتا ہے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے بیچ میں آجاتا ہے تو کھڑا ہوکر چار چونچ مار لیتا ہے۔ نہیں ذکر کرتا اس (تنگ وقت) میں اللہ تعالیٰ کا مگر بہت تھوڑا"۔

7- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔ (ابوداؤد)

"حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہوجائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے سونے کی جگہ علیحدہ کرو"۔

ضروری انتباہ

1- آہستہ قرآن پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح کی مگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود نہ سنا تو نماز نہ ہوئی (بہار شریعت جلد ۳، صفحہ ۲۷۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۱، مصری صفحہ ۶۵ میں ہے۔ اِنْ صَحَّحَ الْحُرُوْفَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُسْمِعْ نَفْسَهٗ لَا يَجُوْزُ بِهٖ اَخَذَ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ هٰكَذَا فِي المحيط وهو المختار هكذا في السراجيه وهو الصحيح هكذا في النقايته۔

2- سجدہ میں پاؤں کی انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا لگنا واجب ہے تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۲۷۹ فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶) اور اشعتہ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۹۴ میں ہے کہ اگر ہر دو پائے برادر نماز فاسد ست و اگر یک پائے برادر مکروہ ست۔ اور درمختار مع الختار جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں ہے وَ وَضْعُ اِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُمَا شَرْطٌ۔ اور اسی کتاب میں صفحہ ۳۵۱ پر ہے۔ فيه يفترض وضع اصابع القدم و لو واحدة نحو القبلة الالم تجز و الناس عنه غافلون۔ اور کنز الدقائق میں ہے۔ و

وجه الاصابع رجلیه نحو القبلہ اسی کے تحت. بحرالرائق جلد اول صفحہ ۳۲۱ میں ہے نص صاحب الھدایۃ فی التجنیس علی انه ان لم یوجه الاصابع نحوھا فانه مکروہ۔

3- اکثر عورتیں اپنی نادانی سے فرض واجب سب نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھتی ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری ہوگئی ہیں لیکن خادمہ یا لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑی ہو سکتی ہیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر پڑھیں یہاں تک کہ اگر کچھ ہی دیر کیلئے کھڑی ہو سکتی ہیں اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ لیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر اتنا کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۷۷ بحوالہ الغنیۃ) اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۲ میں تنویر الابصار و درمختار سے ہے۔ اِنْ قَدَرَ عَلٰی بَعْضِ الْقِیَامِ وَلَوْ مُتَکِئًا عَلٰی عَصًا اَوْ حَائِطٍ قَامَ لُزُوْمًا بِقَدْرِ مَا یَقْدِرُ وَلَوْ قَدْرَ اٰیَةٍ اَوْ تَکْبِیْرَةٍ عَلَی الْمَذْھَبِ۔

آج کل عموماً مرد بھی ذرا سی تکلیف پر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ دیر تک کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ قیام کے بارے میں عورت مرد کا حکم ایک ہے۔

4- عورت نے اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھی کہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہے تو نماز نہ ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بالوں کا رنگ چھپ جائے۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۱۵۱) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۴ میں ہے۔ اَلثَّوْبُ الرَّقِیْقُ الَّذِیْ یَصِفُ مَاتَحْتَہٗ لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ فِیْهِ كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ۔

تراویح

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صدقِ دل

اور اعتقادِ صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔

2- عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ الْوِتْرِ (رواہ البیہقی والوتر)

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے"۔

اس حدیث کے بارے میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵ میں ہے۔ قال النووی فی الخلاصة اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ یعنی امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کے اسناد صحیح ہیں۔

3- عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (امام مالک)

"حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ تئیس رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین وتر)

بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہے

ملک العلماء حضرت علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ رُوِیَ اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جَمَعَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ فَصَلّٰی بِهِمْ فِیْ كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ اَحَدٌ فَيَكُوْنُ اِجْمَاعًا مِّنْهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ یعنی مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رمضان کے مہینہ میں صحابہ کرام کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابہ کرام کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی تو بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ (بدائع الصنائع جلد ا صفحہ ۲۸۸) اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۵۵ میں ہے۔ قَالَ اِبْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَ الشَّافِعِیُّ وَ اَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِنَ

الصَّحَابَۃِ یعنی علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے، علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء یہی فرماتے ہیں کہ اور یہی صحیح ہے۔ ابی ابن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔ اور علامہ ابن حجر نے فرمایا اِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً یعنی صحابۂ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً بِاجْتِمَاعِ الصَّحَابَۃِ۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے اس لیے کہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں لکھتے ہیں۔ ثَبَتَ اِھْتِمَامُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی عِشْرِیْنَ فِیْ عَھْدِ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ فَمَنْ بَعْدَھُمْ اَخْرَجَہٗ مَالِکٌ وَ اِبْنُ سَعْدٍ وَ الْبَیْھَقِیْ وَ غَیْرُھُمْ۔ یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً۔ یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵)

بیس رکعت جمہور کا قول ہے اور اسی پر عمل ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَکْثَرُ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَّ عُمَرَ وَغَیْرِھِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیْ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیِ وَقَالَ الشَّافِعِی ھٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا مَکَّۃَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ یعنی کثیر علماء کا اسی پر عمل ہے کو حضرت مولیٰ علی، حضرت فاروقِ اعظم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے۔ اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمہم اللہ بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے)۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا۔ (ترمذی باب قیام شہر رمضان صفحہ ۹۹) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح نقایہ میں تحریر فرماتے

ہیں فَصَارَ اِجْمَاعًا لِمَا رَوَی الْبَیْہَقِی بِاَسْنَادٍ صَحِیْحٍ کَانُوْ یُقِیْمُوْنَ عَلٰی عَہْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّعُثْمَانَ وَعلی۔ یعنی بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اس لیے کہ امام بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم کے مقدس زمانوں میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۲۲۴ میں ہے۔ ثَبَتَ الْعِشْرُوْنَ بِمَوَاظِبَۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مَا عَدَا الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہ تعالی عنہم۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ کی مداومت سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: وَہِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً ہُوَقَوْلُ الْجَمْہُوْرِ وَعَلَیْہِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَّغَرْبًا۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے اور مشرق و مغرب ساری دنیا کے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے (شامی جلد اول مصری صفحہ ۱۹۵) اور شیخ زین الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ہُوَ قَوْلُ الْجَمْہُوْرِ لِمَافِی الْمُوَطَا عَنْ یَزِیْدِ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعۃ وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا۔ یعنی بیس رکعت تراویح کا جمہور علماء کا قول ہے اس لئے کہ موطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام تیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) اور اسی پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بحرالرائق جلد دوم صفحہ ۶۶)

اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے: کان الناس یصلونہا فرادی الی من عمر رضی اللہ عنہ فقال عمر انی اری ان اجمع الناس علی امام واحد فجمعہم علی ابی ابن کعب فصلی بہم خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک امام پر صحابہ کرام کو جمع کرنا بہتر سمجھتا ہوں پھر انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کو جمع فرمایا۔ حضرت ابی نے لوگوں کو پانچ ترویحہ میں بیس رکعت پڑھائی۔ اور کفایہ میں ہے۔ کانت جملتہا عشرین رکعۃ وہذا عندنا وعند

الشافعی یعنی تراویح بیس رکعت ہے۔اور یہ ہمارا مسلک ہے اور یہی مسلک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے اور بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۲۸۸ میں ہے۔امام قدرھا فعشرون رکعة فی عشر تسلیمات فی خمس ترویحات کل تسلیمتین ترویحة وھذا قول عامة العلماء۔یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔پانچ ترویحہ دس سلام کے ساتھ، ہر دو سلام کے بعد ایک ترویحہ ہے اور یہی عام علماء کا قول ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:وھی عشرون رکعة یعنی تراویح بیس رکعت ہے۔(احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۲۰۱)

اور شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں ہے:سن التراویح عشرون رکعة۔ یعنی تراویح بیس رکعت مسنون ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۰۸ میں ہے۔وھی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین کذافی السراجیه۔ یعنی تراویح پانچ ترویحہ ہے، ہر ترویحہ چار رکعت کا دو سلام کے ساتھ، ایسا ہی سراجیہ میں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عَدَدُهٗ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔(حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۸)

بیس رکعت تراویح کی حکمت

بیس رکعت تراویح کی حکمت یہ ہے کہ رات اور دن میں کل بیس رکعت فرض و واجب ہیں سترہ رکعت فرض اور تین رکعت وتر اور رمضان میں بیس رکعت تراویح مقرر کی گئیں تاکہ فرض و واجب کے مدارج اور بڑھ جائیں اور ان کی خوب تکمیل ہو جائے جیسا کہ بحرالرائق جلد دوم صفحہ ۶۷ پر ہے۔ذکر العلامة الحلبی ان الحکمة فی کونها عشرین ان السنن شرعت مکملات للواجبات وَهِیَ عشرون بالوتر فکان التراویح کذلك لتقع المساوات بین المکمل والمکمل۔ یعنی علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ واجب اور فرض جو دن رات میں کل بیس رکعات ہیں انہیں کی تکمیل کے لیے سنتیں مشروع ہوئیں ہیں تو تراویح بھی بیس رکعت ہوئی تاکہ مکمل کرنے والی تراویح اور جن کی تکمیل ہوگی یعنی فرض و واجب دونوں برابر ہو جائیں۔اور مراقی الفلاح کے قول وھی عشرون رکعة کے تحت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں۔ الحکمة فی تقدیر ها بهذ العدد مساواة المکمل وهی السنن للمکمل وهی الفرائض الا عتقادیه و العملیة یعنی بیس رکعت تراویح مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مکمل کرنے والی سنتوں کی رکعات اور جن کی تکمیل ہوتی ہے یعنی فرض واجب کی رکعات کی تعداد برابر ہو جائیں اور در مختار مع شامی جلد اول صفحہ ۴۹۵ میں ہے۔ وهی عشرون رکعة حکمة مساواة المکمل والمکمَّل۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور بیس رکعت تراویح میں حکمت یہ ہے کہ مکَمِّل مکمَّل کے برابر ہو۔ درمختار کی اسی عبارت کے تحت شامی میں نہر سے منقول ہے۔ لا یخفی ان الرواتب وان کملت ایضا الا ان هذا الشهر لمزید کما له زید فیه هذا المکمل فتکمل۔ یعنی واضح ہو کہ فرائض اگر چہ پہلے سے بھی مکمل ہیں لیکن ماہ رمضان میں اس کے کمال کی زیادتی کے سبب یہ مکمل یعنی بیس رکعت تراویح بڑھادی گئی تو وہ خوب کامل ہو گئے۔

قرأة خلف الامام

1- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۲۱۵)

"حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قرأت جائز نہیں خواہ سری ہو یا جہری"۔

2- عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔ (مسلم)

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو"۔

3- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَائَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَنِیْعٍ وَابْنُ الْھَمَامِ ھٰذَا الْاِسْنَادُ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے (مؤطا امام محمد صفحہ ۹۹)
حضرت محمد بن منیع اور امام ابن الہمام نے فرمایا کہ یہ اسناد مسلم اور بخاری کی شرط پر صحیح ہے''۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ کَفَتْہُ قِرَائَتُہٗ۔ (مؤطا امام محمد صفحہ ۹۷)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت اس کے لیے کافی ہے''۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔ (طحاوی صفحہ ۱۰۶)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں ہے۔ فقال لہ ابوبکر فحدیث ابی ھریرہ فقال ھو صحیح یعنی واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی ابوبکر نے سلیمان سے پوچھا کہ ابوہریرہ کی حدیث کیسی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام تلاوت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

انتباہ

صاحب ہدایہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ ہدایہ جلد اول صفحہ ۸۲ میں ہے۔ لا یقراء الموتم خلف الامام و علیہ اجماع الصحابۃ۔ یعنی مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے اور عنایہ میں اسی کے تحت ہے۔ المراد بہ اجماع اکثر الصحابۃ فانہ روی عن ثمانین نفرا من

الکبار الصحابة منع المقتدی عن القرأة خلف الامام وَقَالَ الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلهم یمنعون المقتدی عن القرأة خلف الامام وقیل المُراد به اجماع مجتهدی الصحابة و کبارهم وقدروی عن عبد اللّٰه بن زید بن اسلم عن ابیه قال کان عشرة من اصحاب النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ینهون عن القراءة خلف الامام اشد النهی ابوبکر الصدیق وعمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب و عبدالرحمن بن عوف وسعد بن وقاص وعبداللّٰه بن مسعود و زید بن ثابت و عبدا للّٰه بن عمرو عبد اللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم۔

یعنی ہدایہ کے قول اجماع الصحابہ کا مطلب یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا اجماع ہے اس لئے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کا منع کیا جانا بڑے بڑے اَسی (۸۰) صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جنگِ بدر میں شریک ہونے والے ستر (۷۰) صحابہ کرام سے ملاقات کی وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کو منع فرماتے تھے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اجماع صحابہ کا مطلب مجتہدین صحابہ و کبار کا اجماع ہے اور بیشک حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابو طالب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔ اور کفایہ میں ہے۔ منع المقتدی عن القراءة ماثور عن ثمانین نفرا من کبار الصحابةِ منهم المرتضی و العباد الة رضی اللّٰه عنهم۔ یعنی بڑے بڑے اَسی (۸۰) صحابہ کے بارے میں روایت آئی ہے کہ وہ مقتدی کو قرأت سے رُوکتے تھے۔ ان میں حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں اور درمختار میں ہے۔ المؤتم لا

یقرأ مطلقافان قرأ کرہ تحریما۔ یعنی مقتدی سورۂ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قرأت نہیں کرے گا۔ اگر اس نے قرأت کی تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔

آمین بالسّر

1۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاٰمِنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَامِیْنُهٗ تَامِیْنَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اذا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ هٰذَا لَفْظُ البخاری ولمسلم نحوہ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۷۹)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لیے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے، یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں بھی اسی کے مثل ہے"۔

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس لئے کہ اگر مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یو فرماتے کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہو کہ مقتدی صرف آمین کہے گا۔ ولا الضالین کہنا امام کا کام ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہئے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں اسی لئے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سنتے ہیں لہذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔

کنز الدقائق اور بحرالرائق جلد اول صفحہ ۳۱۲ میں ہے۔ اَمَّنَ الْاِمَامُ وَالْمَامُوْمُ سِرًّا۔ یعنی امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں اور درمختار میں ہے۔ اَمَّنَ الْاِمَامُ سِرًّا کَمَا مُوْمٍ وَمُنْفَرِدٍ۔ یعنی امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔

رفع یدین

1- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّی بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَبِهٖ یَقُوْلُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵)

"حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں ہاتھوں کو اٹھایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین یہی فرماتے ہیں کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔

2- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا کَبَّرَ لِاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَکُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِیْبًا مِّنْ شَحْمَتَیْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۰)

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دست مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور ﷺ آخر نماز تک رفع یدین نہ فرماتے"۔

3- عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَةٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۱)

"حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا

کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے"۔

4- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۰)

"حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے"۔

ان احادیث کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عبداللہ بن عمر اور صحابہ وتابعین کے علاوہ دیگر جلیل القدر علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے لیے رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور بعض روایتوں سے جو رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انه رای رجلا یرفع یدیه فی الصلوة عند الرکوع وعند رفع راسه من الرکوع فقال له لاتفعل فانه شئی فعله رسول اللّٰه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ثم ترکه۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کر اس لیے کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا تھا۔

درود شریف

1- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّى صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَّاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ (نسائی)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار

درود بھیجے گا خدائے تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہوں کو معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا"۔

2- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْلَى النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً۔ (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔

3- عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَیْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِیْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبْعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِیْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا یَّكْفِیْ هَمَّكَ وَیُغْفَرُلَكَ ذَنْبُكَ۔ (ترمذی)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ ﷺ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

"حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہتا ہوں۔ اب اس کے لیے اوراد و وظائف کے اوقات میں سے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا جتنا تم چاہو؟ عرض کیا چوتھائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی نصف؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے اور بہتر ہے میں نے عرض کیا تو پھر سارا وقت درود ہی کے لیے مقرر کرلوں؟ فرمایا ایسا ہو تو وہ تمہارے سارے امور کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ معاف کردیا جائے گا"۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ (ترمذی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاَصْحَابِہٖ و بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

5- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ (ترمذی)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ ﷺ صَلَاۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اصل بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے''۔

6- عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ۔ (ترمذی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے''۔

انتباہ

1- اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صلعم، عم، ص'''' لکھ دیتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے اور اگر معاذ اللہ استخفاف شان کا قصد ہو تو قطعاً کفر ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ ''رض'' لکھنا مکروہ و باعث محرومی ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، بہار شریعت)

2- جن کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین...... وغیرہ ہوتے ہیں بعض لوگ ان ناموں

پر ''ﷺ'' بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے اس لئے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنیٰ؟

درود گنج عاشقاں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ ﷺ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه۔

جو شخص حضور اقدس ﷺ سے سچی محبت رکھے، تمام جہان سے زیادہ حضور کی عظمت دل میں جمائے، حضور کی شان گھٹانے والے سے بیزار اور ان سے دور رہے۔ وہ اگر اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھے تو اس کیلئے بے شمار فائدے ہیں، جن میں سے بعض یہاں درج کئے جاتے ہیں:

1- اس درود شریف کے پڑھنے والے پر خدائے تعالیٰ تین ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا۔
2- اس پر دو ہزار اپنا سلام بھیجے گا۔
3- پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔
4- اس کے مال میں ترقی دے گا۔
5- اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔
6- دشمنوں پر غلبہ دے گا۔
7- کسی دن خواب میں سرکار اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔
8- ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
9- قیامت میں حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہوگی۔
10- اللہ تعالیٰ اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

جماعت

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز با جماعت کا

ثواب تنہا پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ ہے"۔

2- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ صَلَاۃٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْھِمَا لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشا کی نمازوں سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر لوگ جانتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا اجر و ثواب ہے تو گھسٹتے ہوئے چل کر ان میں شریک ہوتے"۔

3- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّہٗ۔ (مسلم)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک عبادت میں کھڑا رہا اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی"۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنُ لَھَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفُ اِلٰی رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَشْھَدُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اُحَرِّقُ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم کہ اس کی اذان دی جائے پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے یہاں تک کہ ان کے گھروں کو جلا دوں"۔

5- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْلَا مَا فِی الْبُیُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الذُّرِّیَّۃِ

اَقَمْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ وَ اَمَرْتُ فِتْیَانِیْ یُحَرِّقُوْنَ مَا فِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ۔ (احمد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ (بے نمازیوں کے) گھروں میں ہے آگ سے جلادیں''۔

6- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ۔ (احمد، ابوداؤد)

''حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آبادی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز جماعت سے نہ قائم کی جائے تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے۔ لہٰذا جماعت کو لازم جانو''۔

انتباہ

عاقل، بالغ قادر پر جماعت واجب ہے بلاعذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہ گار مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ ہے اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا یعنی کئی بار جماعت میں شریک ہونے کی تاکید نہ کی اور خاموش رہے وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ (بہار شریعت جلد ۳، صفحہ ۳۲۷) اور تنویر الابصار و درمختار میں ہے قیل واجبۃ و علیہ العامۃ ای عامۃ مشائخنا و بہ جزم فی التحفۃ و غیرھا قال فی البحر ھو الراجح عند اھل المذھب اور طحطاوی صفحہ ۱۷۱ میں ہے فی البدائع عامۃ المشایخ علی وجوب و بہ جزم فی التحفتہ و غیرھا و فی جامع الفقہ اعدل الاقوال و اقواھا الوجوب۔ اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۷۷ میں ہے۔ فی الغایۃ قال عامۃ مشایخنا انھا واجبۃ و فی المفید...... و تسمیتھا سنۃ لو جوبھا بالسنتہ اور اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۵۸ میں ہے۔ شیخ ابن ہمام نقل کردہ کہ اکثر مشائخ ما بریں اند کہ جماعت واجب ست و تسمیہ او بسنت بجہت آن ست کہ ثبوت وجوب آن بہ سنت ست یعنی شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ ہمارے مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور اس کا نام سنت اس وجہ سے ہے کہ اس کا وجود سنت سے ثابت ہے۔

مسجد

1- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ (کی خوشنودی) کیلئے مسجد بنائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے صلے میں جنت میں گھر بنائے گا''۔

2- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا۔ (مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں''۔

3- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اْئذَنْ لَنَا فِی التَّرَھُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَھُّبَ اُمَّتِیْ اَلْجُلُوْسَ فِی الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلٰوۃِ۔

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

''حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ مجھے تارک الدنیا ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کیلئے ترک دنیا یہی ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرے''۔

4- عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ ھَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ یَعْنِی الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَ قَالَ مَنْ اَکَلَھُمَا فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَ قَالَ اِنْ کُنْتُمْ لَابُدًّا کِلَیْھِمَا فَاَمِیْتُوْھُمَا طَبْخًا۔ (ابوداؤد)

''حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو سبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا، یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا

کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہتا ہو تو پکا کر ان کی بدبو دور کر لیا کرو"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہر چہ بوئے ناخوش دارد از ماکولات وغیر ماکولات دریں حکم داخل ست۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا، صفحہ ۳۲۸) یعنی ہر وہ چیز کہ جس کی بو ناپسند ہو اس حکم میں داخل ہے خواہ کھانے والی چیز میں سے ہو یا نہ ہو۔

5- عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ۔ (بیہقی)

"حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔ خدائے تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں"۔

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کنایت است از بیزاری حق از ایشاں (اشعۃ اللمعات جلد ا، صفحہ ۳۳۹) یعنی مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں سے بیزار ہے۔

انتباہ

1- مسجدوں میں کچا لہسن اور پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں۔ جب تک کہ بو باقی ہو اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بو ہو جیسے بیڑی، سگریٹ پی کر یا مولی کھا کر جانا، نیز جس کو گندہ دہنی کی بیماری ہو یا کوئی بدبودار دوا لگائی ہو تو جب تک بو منقطع نہ ہو ان سب کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح مسجد میں ایسی ماچس اور دیا سلائی جلانا کہ جس کے رگڑنے سے بو اڑتی ہو منع ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت)

2- مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جب کہ اس کی بو بالکل دور کر دی جائے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۹۸)

3- مسجد سے متصل کوئی مکان مسجد سے بلند ہو تو حرج نہیں اس لئے کہ مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اس جگہ کے محاذ میں ساتوں آسمان تک سب مسجد ہے۔ درمختار،

میں ہے انہ مسجد الی عنان السماء ردالمختار میں ہے۔ و کذا الی تحت الثری کما فی البیری عن الاسبیجابی۔

4- مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ یعنی اے اللہ عزوجل تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔

5- مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ یعنی اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

جمعہ

1- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا من یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ یَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَ یَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهٖ ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی۔ (بخاری)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ممکن ہو سکے طہارت اور نظافت کرے اور تیل لگائے یا خوشبو ملے جو گھر میں میسر آئے۔ پھر گھر سے نماز کیلئے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان (اپنے بیٹھنے یا آگے گزرنے کیلئے) شگاف نہ ڈالے۔ پھر نماز پڑھے جو مقرر کر دی گئی ہے۔ پھر جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش بیٹھا رہے تو اس کے وہ تمام گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس نے کئے ہیں معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَ قَفَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ یُهْدِیْ بَدَنَۃً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَۃً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَۃً ثُمَّ بَیْضَۃً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر مسجد میں آنے والوں کی حاضری لکھتے ہیں جو لوگ پہلے آتے ہیں ان کو پہلے اور جو بعد میں آتے ہیں ان کو بعد میں اور جو شخص جمعہ کی نماز کو پہلے آ گیا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کعبہ شریف میں قربانی کیلئے اونٹ بھیجا، پھر جو دوسرے نمبر پر آیا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گائے بھیجی پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے دنبہ بھیجا پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے مرغی بھیجی اور جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے انڈا، پھر جب امام خطبہ کیلئے اٹھتا ہے تو فرشتے اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں''۔

3- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ۔ (احمد، ابوداؤد)

''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے بغیر کسی عذر شرعی کے جمعہ کی نماز چھوڑ دی تو اسے چاہئے کہ ایک دینار (اشرفی) صدقہ کرے اگر اتنا ممکن نہ ہو تو آدھا دینار''۔

4- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحْضُرُوا الذِّکْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا یَزَالُ یَتَبَاعَدُ حَتّٰی یُؤَخَّرَ فِی الْجَنَّةِ وَاِنْ دَخَلَهَا۔ (ابوداؤد)

''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر رہو خطبہ کے وقت اور امام سے قریب رہو اس لئے کہ آدمی جس قدر دور رہے گا اسی قدر جنت میں پیچھے رہے گا اگرچہ وہ جنت میں داخل ضرور ہوگا''۔

5- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْیَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِکَ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کر دے''۔

6- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا شْتَدَّ الْبَرْدُ بَکَّرَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلَاۃِ یَعْنِیْ الْجُمُعَۃَ (بخاری شریف)
''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ سخت سردی کے موسم میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے اور سخت گرمی کے دنوں میں دیر سے پڑھتے''۔

انتباہ:

1- خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اس کا جواب ہرگز نہ دینا چاہئے۔ یہی احوط ہے۔ (فتاوٰی رضویہ) اور درمختار جلد اول صفحہ ۳۸۰ میں ہے۔ ینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب اور درالمختار جلد اول صفحہ ۵۷۵ میں ہے۔ اجابۃ الاذن حینئذ مکروھۃ۔
2- خطبہ میں حضور اقدس ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھا نہ چومے یہ حکم صرف خطبہ کیلئے ہے ورنہ عام حالات میں نام نامی سن کو انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور درود شریف دل میں پڑھے...... زبان کو جنبش نہ دے اس لئے کہ زبان سے سکوت فرض (فتاوٰی رضویہ) اور در مختار مع ردالمختار جلد اول صفحہ ۵۷۵ میں ہے الصواب انہ یصلی علی النبی ﷺ عند سماع اسمہ فی نفسہ۔
3- غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان کو بھی شامل کر لینا مکروہ اور سنت متواترہ کے خلاف ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، بہار شریعت)
4- دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔ (عامہ کتب) لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔
5- چونکہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں کی اس لئے دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے اس دن کی نماز ظہر ساقط نہیں ہوتی لہٰذا دیہات میں جمعہ پڑھنے کے بعد چار رکعت ظہر فرض پڑھنا ضروری ہے۔ (کتب عامہ)

خطبہ کی اذان کہاں دی جائے

1- عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذَا جَلَسَ

عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ۔

(ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۶۲)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ پر پڑھنا سنت ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں اذان مسجد کے دروازے پر ہوا کرتی تھی۔ اس لئے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرماتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری صفحہ ۷۸ اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۵ اور بحرالرائق جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔ لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔ اور فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں ہے۔ قَالُوْا لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۷ میں ہے۔ یُکْرَہُ اَنْ یُؤَذَّنَ فِی الْمَسْجِدِ کَمَا فِی الْقُهُسْتَانِیْ عَنِ النَّظْمِ یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم ہے...... لہٰذا یہ جو رواج ہو گیا کہ اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے غلط ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس غلط رواج کو ترک کر کے حدیث وفقہ پر عمل کریں۔

عیداور بقر عید

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِیْنَةَ وَلَهُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالَ كُنَّا نَلْعَبُ فِیْهِمَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَیْرًا مِّنْهُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَ یَوْمَ الْفِطْرِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ سال میں دو دن کھیل کود کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ان دنوں میں ہم لوگ زمانہ جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیل کود کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں تبدیل کر دیا ہے ان میں سے ایک

دن عید الفطر اور دوسرا دن عید الاضحیٰ ہے"۔

2- عَنْ اَبِی الْحُوَیْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَتَبَ اِلٰی عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَ ھُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰی وَ اَخِّرِ الْفِطْرَ وَ ذَکِّرِ النَّاسَ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابوالحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عمرو بن حزم کو جبکہ وہ نجران میں تھے لکھا کہ وہ بقر عید کی نماز جلد پڑھو اور عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھو، اور لوگوں کو وعظ سناؤ"۔

3- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَ لَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّ لَا اِقَامَۃٍ۔ (مسلم)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان واقامت کے پڑھی ہے۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار"۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ تَمَرَاتٍ وَ یَاْکُلُھُنَّ وِتْرًا۔ (بخاری)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب حضور ﷺ چند کھجوریں نہ کھا لیتے عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپ طاق کھجوریں تناول فرماتے"۔

5- عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَلَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ کھا نہ لیتے عید گاہ تشریف نہ لے جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے"۔

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ۔ (بخاری)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ عید کے دن دو مختلف راستوں سے آتے جاتے تھے"۔

انتباہ

1- عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے اس لئے کہ اس میں اظہار مسرت ہے۔ (بہار شریعت)

2- عورتوں کو عیدین کی نماز جائز نہیں۔ اس لئے کہ عیدگاہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لئے اب عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہو یا بڑھیا جیسا کہ تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔ یکرہ حضور ھن الجماعتہ و لو لجمعة و عیدو وعظ مطلقا و لو عجوز البلا علی المذھب المفتی به لفساد الزمان اور اگر صرف عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز و مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۸۰ میں ہے۔ یکرہ امامة المراة لنساء فی الصلوات کلها من الفرائض و النوافل الافی الصلوة الجنازة هکذا فی النهایة اور جیسا کہ درمختار میں ہے۔ و یکرہ تحریما جماعة النساء و لو فی التراویح فی غیر صلاة جنازة اور اگر فرداً فرداً پڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ عیدین کی نماز کیلئے جماعت شرط ہے۔ و اذا فات الشرط فات المشروط۔ ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نمازیں پڑھیں تو باعث ثواب و برکت اور سبب ازدیادِ نعمت ہے۔
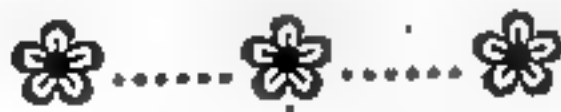
کتاب الجنائز

بیماری

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَ لَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دکھ، کوئی فکر، کوئی تکلیف، کوئی اذیت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ وہ کانٹا جو اسے چبھے مگر اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُهٗ اَذًی مِّنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَیِّاٰتِهٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتی مسلمان کو اذیت مرض سے، یا اس کے سوا کچھ اور، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے (صغیرہ) گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے۔ جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں''۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ ذُکِرَتِ الْحُمّٰی عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّهَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَسُبَّهَا فَاِنَّهَا تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برا نہ کہو اس لئے کہ وہ (مومن کو) گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کو صاف کر دیتا ہے''۔

4- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔ (احمد، ابوداؤد)

''حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ کیلئے علم الٰہی میں جب کوئی مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچتا تو خدائے تعالیٰ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اس پر صبر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اس کیلئے علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے''۔

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے عمل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو غم اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے''۔

6- عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَمْشِيَ عَلَى الْاَرْضِ مَالَهٗ ذَنْبٌ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

''حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ سخت بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا (سب سے پہلے) انبیاء کرام پھر ان کے بعد جو افضل ہیں پھر ان کے بعد جو افضل ہیں یعنی حسب مراتب آدمی کا دین کے ساتھ جیسا تعلق ہوتا ہے اسی اعتبار سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر

دین میں سخت ہے تو بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور اگر دین میں کمزور ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین پر وہ یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا"۔

7- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ وَ صَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَ الْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَ صَاحِبُ الْحَرِيْقِ شَهِيْدٌ وَ الَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدَمِ شَهِيْدٌ الْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدٌ۔ (مالک، ابوداود، مشکوٰۃ)

"حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کے علاوہ سات (7) شہادتیں اور ہیں جو طاعون میں مرے شہید ہے جو ڈوب کر مرے شہید ہے جو ذات الجنب (نمونیہ) میں مرے شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری میں مرے شہید ہے جو عمارت کے نیچے دب کر مر جائے شہید ہے اور جو عورت بچہ کی پیدائش کے وقت مر جائے شہید ہے"۔

الحاصل

بیماری سے بظاہر تکلیف پہنچتی ہے لیکن حقیقت میں وہ بہت بڑی نعمت ہے جس سے مومن کو ابدی راحت و آرام کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے اس لئے کہ یہ ظاہری بیماری حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے بشرطیکہ آدمی مومن اور سخت سے سخت بیماری میں صبر و شکر سے کام لے اگر صبر نہ کرے بلکہ جزع فزع کرے تو بیماری سے کوئی معنوی فائدہ نہ پہنچے گا یعنی ثواب سے محروم رہے گا۔ بعض نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمات بول اٹھتے ہیں اور بعض خدائے تعالیٰ کی جانب ظلم کی نسبت کر کے کفر تک پہنچ جاتے ہیں یہ ان کی انتہائی شقاوت اور دنیا آخرت کی ہلاکت کا سبب ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بیمار کی مزاج پرسی

1- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا

مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِىَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِى الْجَنَّةِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کیلئے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے"۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا۔ (احمد)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھا وضو کیا اور محض ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو ساٹھ برس کی مسافت کے فاصلے پر دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے"۔

3- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّءْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ (ابن ماجہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بیمار کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تو نے (اپنا) ٹھکانا بنالیا"۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيْهَا۔ (احمد، مالک)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن رہتا ہے جب تک کہ بیٹھ نہیں جاتا اور

جب بیٹھ جاتا ہے تو غریق دریائے رحمت ہو جاتا ہے"۔

5- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیَطِیْبُ بِنَفْسِهٖ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بیمار کی مزاج پرسی کو جاؤ تو موت کے بارے میں اس کا رنج و غم دور کرو اگرچہ اس سے اس کی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا"۔

6- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الْعِیَادَةِ سُرْعَةُ الْقِیَامِ۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

"حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مرسلاً منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے بعد فوراً اٹھ جائے۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے (یعنی اللہ بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے) اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ اگر موت کا وقت نہیں آگیا ہے تو اسے ضرور شفا ہو گی۔

دواء

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً۔ (بخاری شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کے لیے شفا یعنی دوا نہ اتاری ہو"۔

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْہِ السَّلَام لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو (اس کی صحیح) دوا پہنچادی جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے"۔

3- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْہِ السَّلَام اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَوَوْا بِحَرَامٍ۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بیماری پیدا کی ہے دوا بھی اور ہر بیماری کی دوا مقرر فرمائی ہے۔ لہٰذا دوا کرو لیکن حرام چیز سے دوا نہ کرو"۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجس دوا (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے"۔

انتباہ

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی موجود ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۷)

دعا تعویذ

1- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَام اَنْ نَسْتَرْقِیَ مِنَ الْعَيْنِ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم نظر بد کیلئے دعا تعویذ کرائیں"۔

2- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِیْ بَيْتِهَا

جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ يَعْنِي صُفْرَةً فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دعا تعویز کراؤ، اسے نظر بد لگی ہے''۔

3- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِي قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان منتروں کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے منتر مجھے سناؤ۔ ان منتروں میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں یعنی اسمائے جن وشیاطین نباشد واز معانی آن کفر لازم نیاید ولہٰذا گفتہ اند کہ آنچہ معنی او معلوم نہ باشد رقیہ باآں نتواں کرد مگر آنکہ بہ نقل صحیح از شارع آمدہ باشد۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۶۰۴)

یعنی منتر میں جن وشیاطین کے نام نہ ہوں اور اس منتر کے معانی سے کفر لازم نہ آتا ہو (تو اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں) اور اس لئے علمائے سلف نے فرمایا ہے کہ جس منتر کا معنی معلوم نہ ہو اسے نہیں پڑھ سکتے لیکن جو شارع اسلام سے صحیح طور پر منقول ہو (اسے پڑھ سکتے ہیں اگرچہ اس کا معنی معلوم نہ ہو)

موت

1- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَكْثِرُوْا ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ۔ (ترمذی، نسائی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (موت) کو اکثر و بیشتر یاد کرو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ باب تمنی الموت وذکرہ میں فرماتے ہیں کہ ذکر موت کنایت ست از خوف وخشیت حق وعمل بمقتضائے آں وتوبہ واستغفار وتقدیم وترجیح نفع در آخرت والا ذکر موت و یاد داشتن آں بے عمل چیزے نیست بلکہ تواند کہ سبب قساوت قلب گرد چنانکہ ذکر حق سبحانہ وتعالیٰ بہ غفلت۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۶۵۲)

یعنی موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف وخشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ و استغفار کرے اور آخرت کے نفع کو (دنیا کے نفع پر) مقدم رکھے اور ترجیح دے۔ ورنہ بغیر عمل کے موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ (ایسا کرنا) دل کی قساوت اور سختی کا سبب ہو سکتا ہے جیسے کہ غفلت اور بے عملی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کو (صرف زبانی طور پر) یاد کرنا (قساوت قلبی کا سبب ہے)

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ یَسْتَعْتِبَ۔ (بخاری شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اس لئے کہ) وہ یا تو نیکوکار ہو گا تو ممکن ہے اس کے لیے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور یا بدکار ہو گا تو ہو سکتا ہے آئندہ توبہ کر کے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لے''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ از روئے مرگ بجہت ضرر دنیا مانند مرض یا فقر یا مانند آں مکروہ است زیرا کہ آں علامت بے صبری و بستوہ آمدن از تقدیر الٰہی و ناراض بودن از آن ست۔ اما از جہت محبت و شوق بلقائے الٰہی تعالیٰ وخلاص از تنگنائے ایں سرائے ومحنت آں وصول بملک آخرت ونعیم آں نشاں ایمان وکمال اوست وہمچنیں مکروہ نیست از جہت خوف ضرر دینی یعنی دنیوی نقصان جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے موت کی تمنا کرنا

مکروہ ہے۔ اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لیے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔ اسی طرح دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔
(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۵۳)

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَابٍ وَّھُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ اَرْجُوْ اللّٰہَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا یَرْجُوْا وَاٰمَنَہٗ مِمَّا یَخَافُ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں (یعنی خوف ورجا) اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے خدائے تعالیٰ اسے وہ چیز دے گا جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھے گا جس سے وہ ڈرتا ہے''۔

4- عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ۔ (احمد، ترمذی)

''حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کے قریب سورۃ یٰسین شریف پڑھو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ظاہر آنست کہ مراد محتضر باشد عمل نیز ہم بریں ست واحتمال دارد کہ مراد بعد از موت درخانہ یا بر سر قبر۔
یعنی مراد یہ کہ موت کے وقت سورۃ یٰسین پڑھی جائے اور اسی پر عمل بھی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ موت کے بعد گھر میں پڑھی جائے یا قبر کے سرہانے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۶۲)

5- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو''۔

تلقین کی صورت یہ ہے کہ موت کے وقت حاضرین بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں لیکن مرنے والے کو اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیں

غسل و کفن

1- عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔ (بخاری)

''حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہے تھے تو حضور نے فرمایا کہ اسے غسل دو طاق یعنی تین یا پانچ یا سات بار، غسل کا سلسلہ داہنی جانب سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کریں''۔

میت کو غسل دینے میں کلی نہ کرائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے۔ (بہار شریعت)

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ۔ (مسلم شریف)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو چاہئے کہ اچھا کفن دے''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بہ تحسین کفن آنست کہ تمام باشد و نظیف و سفید و بے اسراف و تبذیر، و نو و شستہ دراں برابر ست اما آنچہ مسفر قان کند بریا و تکبر حرام و مکروہ است اشد حرمت و کراہت۔

یعنی اچھے کفن کا مطلب یہ ہے کہ کفن پورا ہو اور صاف ستھرا اور سفید ہو اور اس میں

اسراف و بے جا خرچ نہ ہو۔ نیا کفن اور پرانا جو دھویا ہو دونوں کا حکم ایک ہے لیکن اسراف و فضول خرچی کرنے والے جو ریا اور تکبر سے کرتے ہیں وہ سخت مکروہ اور شدید حرام ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۷۲)

3- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ عمدہ قسم کے کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو''۔

ضروری انتباہ

1- عوام میں جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کاندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۵۱۹)

2- میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۰۰ میں ہے۔ یُوْضَعُ یَدُہٗ فِیْ جَانِبَیْہِ لَا عَلٰی صَدْرِہٖ لِاَنَّہٗ مِنْ عَمَلِ الْکُفَّارِ۔

3- بعض جگہ میت کے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اسطرح رکھتے ہیں کہ ''جیسے نماز کے قیام میں'' یہ بھی منع ہے۔

4- تہبند چوٹی سے قدم تک ہونا چاہئے یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۰ ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ اور ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۰۳ میں ہے اَلْاِزَارُ مِنَ الْقَرْنِ اِلَی الْقَدَمِ یعنی تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے۔ اسی طرح بہار شریعت میں ہے۔ لہٰذا بعض لوگ جو ناف سے پنڈلی تک رکھتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

5- عورت کی اوڑھنی نصف پشت سے سینہ تک ہونی چاہئے جس کا اندازہ تین ہاتھ یعنی

ڈیڑھ گز ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہونا چاہئے اور جو لوگ زندگی کی طرح اوڑھنی رکھتے ہیں یہ بے جا اور خلاف سنت ہے۔ (بہارِ شریعت)

6- عورت کے لیے سینہ بند پستان سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ وَالْاَوْلیٰ اَنْ تَکُوْنَ الْخِرْقَةُ مِنَ الثَّدْيَيْنِ اِلَی الْفَخِذِ کَذَا فِی الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ۔

7- سینہ بند لفافہ کے اوپر چاہئے، فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۱ میں ہے ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الاكفان فوق الثديين كذا في المحيط اور فتح القدیر میں ہے۔ في شرح الكنز فوق الاكفان یعنی شرح کنز الدقائق میں سینہ بند کی جگہ سب کپڑوں کے اوپر مذکور ہے کہ لہٰذا سینہ بند کو سب کپڑوں سے پہلے لپیٹنے کا جو رواج ہے وہ غلط ہے۔

جنازہ

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کے لیے جانے میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ نیک آدمی ہے تو اسے خیر کی (منزل) کی طرف جلد پہنچانا چاہئے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو برے کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دینا چاہئے''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهٗ حَتّٰی يُصَلِّیَ عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کا تقاضا سمجھ کر اور حصول ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹتا ہے جس میں ہر قیراط احد (پہاڑ) کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آجائے اور دفن میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے''۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چند صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے قریب سے گزرے تو خیر کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واجب ہو گئی پھر لوگوں کا دوسرے جنازہ پر گزر ہوا تو برائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا واجب ہو گئی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز واجب ہو گئی۔ فرمایا جس میت کا تم لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم لوگوں نے برائی کی اس کے لیئے دوزخ واجب ہو گئی تم لوگ زمین پر خدائے تعالیٰ کے گواہ ہو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد ثنائے اہل خیر و صلاح و صدق تقویٰ بے مدخلیت غرض نفسانی ست کہ آن علامت بودن مردست از اہل جنت والا اگر بعضے از فساق و فجار بغرضے از اغراض یکے از اہل فسق بستایند یا یکے صالحے رانکوہش کنند قطع بداں نتواں کرد۔ یعنی خیر و صلاح اور صدق و تقویٰ والوں کی ایسی تعریف مراد ہے جس میں نفسانی غرض شامل نہ ہو اس لیے ہی تعریف آدمی کے جنتی ہونے کی نشانی ہوتی ہے ورنہ اگر بعض فاسق و فاجر کسی غرض سے کسی فاسق کی تعریف کریں یا

کسی نیک صالح آدمی کی برائی کریں تو اس کی وجہ سے (جنتی یا جہنمی ہونے کا) یقین نہیں کر سکتے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۸۲)

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ۔ (بخاری شریف)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مُردوں کو گالی نہ دو"۔

5- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْهِمْ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو"۔

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ایں مخصوص ست بمسلمانان وصالحان وآنکہ آشکارا فسق نکنند وظلم نہ کنند (اشعۃ اللمعات جلد ا) یعنی یہ حکم نیک مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے جو علانیہ فسق وظلم نہیں کرتے۔

6- عَنْ مُحَمَّدِبْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اِنَّ جَنَازَۃً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ یَقُمْ اِبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ اَلَیْسَ قَدْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِجَنَازَۃِ یَهُوْدِیٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ۔

"حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت امام حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے قریب سے گزرا تو حضرت امام حسن کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس نہیں کھڑے ہوئے۔ حضرت امام حسن نے حضرت ابن عباس سے فرمایا کیا حضور ﷺ ایک یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس نے کہا ہاں لیکن پھر اس کے بعد بیٹھے رہتے تھے (اور کھڑے نہ ہوتے تھے)۔

اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت ہے کہ پس حکم سابق منسوخ شد وایں نسخ در جنازہ یہود باشد یا مطلق واللہ اعلم وظاہر ثانی ست۔

یعنی یا تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ منسوخ ہونا صرف یہودی جنازہ کے بارے میں ہے

یا ہر ایک کے لیے، خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سب کے لیے ہے۔ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۲ میں ہے۔ لَا یَقُوْمُ لِلْجَنَازَۃِ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ یَشْھَدُھَا یعنی جنازے کے لیے نہ کھڑا ہو لیکن اس میں شرکت کا ارادہ ہو تو کھڑا ہو سکتا ہے اور طحطاوی صفحہ ۳۶۷ میں ہے۔ فَھُوَ مَکْرُوْہٌ کَمَا فِی القھستانی یعنی جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں ہے۔

دفن میت

1- عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا یَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا یَلْحَدُ فَقَالُوا اَیُّھُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَہٗ فَجَاءَ الَّذِیْ یَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

''حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے جو) لحد یعنی بغلی کھودتے تھے اور دوسرے (حضرت ابو عبید بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے) جو بغلی نہیں کھودتے تھے (بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ جو جوان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو لحد کھودا کرتے تھے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بغلی قبر تیار کی''۔

2- عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قَالَ شَھِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم جَنَازَۃَ رَجُلٍ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اسْتَقْبِلْ بِہٖ اِسْتِقْبَالًا وَقُوْلُوْا جَمِیْعًا بِاسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَضَعُوْہُ لِجَنْبِہٖ وَلَا تَکُبُّوْہُ لِوَجْھِہٖ وَلَا تُلْقُوْہُ لِظَھْرِہٖ۔ (بدائع الصنائع)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے جنازہ میں شرکت کی تو فرمایا اے علی مردہ کو قبلہ کی جانب متوجہ کرو اور سب لوگ باسمہ اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور اس کو کروٹ پر رکھو۔ منہ کے بل اوندھا نہ کرو اور نہ پیٹھ کے بل چت لٹاؤ''۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ میت کو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ بہارِ شریعت جلد چہارم صفحہ ۵۴۵ میں ہے، میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۵ میں ہے۔ وَيُوْضَعُ فِي الْقَبْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ اور درمختار جلد اول صفحہ ۶۲۶ میں ہے۔ وَيَنْبَغِيْ كَوْنُهٗ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ اور بحرالرائق جلد ثانی صفحہ ۱۹۴ میں ہے۔ تَكُوْنُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ اور بدائع جلد اول صفحہ ۳۱۹ میں ہے۔ يُوْضَعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْقِبْلَةِ اور مراقی الفلاح میں ہے۔ يُوَجَّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں داہنے پہلو لٹانا بہتر ہے فتح القدیر جلد ثالث صفحہ ۹۵ پر ہے۔ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ الْمُكَرَّمِ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ یعنی حضور ﷺ عظمت والی قبر شریف میں قبلہ رو اپنے داہنے پہلو پر (رونق افروز) ہیں اور طحطاوی صفحہ ۳۶۹ میں ہے۔ وَيُسْنَدُ الْمَيِّتُ مِنْ وَّرَائِهٖ بِنَحْوِ تُرَابٍ لِئَلَّا يَنْقَلِبَ یعنی میت کو کروٹ پر لٹانے میں اس کی پیٹھ کی جانب مٹی وغیرہ کی ٹیک لگا دی جائے تاکہ وہ پلٹ نہ جائے۔

3- عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ رَاٰى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا۔ (بخاری)

”حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف کو دیکھا جو اونٹ کے کوہان کی طرح (اٹھی ہوئے) تھی۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ الَّذِيْ رَشَّ الْمَاءَ عَلٰى قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَاً مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى رِجْلَيْهِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر پانی چھڑکا گیا اور پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے۔ انہوں نے مشک سے پانی سرہانے کی طرف سے چھڑکنا شروع کیا اور قدموں تک چھڑکا“۔

انتباہ

1- مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھ سے تین بار مٹی ڈال لیں۔ پہلی بار مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

پڑھیں۔ (طحطاوی، بہار شریعت)

2- شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔ (بہار شریعت)

3- میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنا بہتر ہے۔ در مختار رد المحتار جلد اول صفحہ ۶۳۳ میں ہے۔ کتب علی جبهة المیت اوعمامته او کفنه عهد نامه یر جی ان یغفر اللّٰه للمیت۔

4- پیشانی پر بسم اللہ شریف یا سینہ پر کلمہ طیبہ لکھنا جائز ہے مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پہلے کلمہ انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔ (ردالمحتار جلد اصفحہ ۶۳۴)

5- دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان پڑھنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

6- علماء سادات اور مشائخ کرام کی قبروں پر قبہ یا عمارات بنانا جائز ہے ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۲۷ میں ہے۔ قِیْلَ لَا یُکْرَہُ الْبِنَاءُ اِذَا کَانَ الْمَیِّتَ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ۔ نیز مختار باب الدفن اور طحطاوی صفحہ ۳۷۰ میں ہے۔ لایرفع علیه بناء وقیل لا باس به وهو المختار۔

7- اولیائے کرام کی اظہار عظمت کے لیے ان کے مزارات پر چادر ڈالنا، پھول رکھنا اور ان کے مزارات کے قریب چراغ روشن کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار عالمگیری، حدیقۃ ندیہ)

میت پر رونا

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَاتَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِهٖ اَوْیَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کر سن لو کہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب خدائے تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا (اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر

والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے جبکہ اس نے رونے کی وصیت کی یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو یا یہ مطلب ہے کہ ان کے رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے"۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ، وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو آنکھ سے ہو اور جو غم دل سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اسکی رحمت کا حصہ ہے اور غم کا جو اظہار ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندہ کا بیٹا مر جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بیٹے کی روح قبض کر لی تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کے میوہ کو توڑ لیا تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے (اس مصیبت پر) میرے بندہ نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا، تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو"۔

4- عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰی لَهُمَا ثَلَاثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمَا فَقَالُوْا يَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ ثِنَانِ قَالَ لَوْ اثْنَانِ قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّہٗ بِسَرَرِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ اِذَا احْتَسَبَتْہُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن دو مسلمان یعنی میاں بیوی کے تین بچے مرجائیں تو خدائے تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بچے انتقال کر جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کا بھی یہی اجر ہے پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر ایک فوت ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا بھی یہی اجر ہے پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ خام حمل جو ساقط ہو جاتا ہے وہ اپنی ماں کو آنول کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے گا جبکہ ماں (اس تکلیف پر) صبر اور ثواب کی طالب ہوئی ہو''۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاھُمْ مَا یُشْغِلُھُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

''حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو اس لئے کہ ان کو وہ مصیبت پہنچی ہے جو انہیں کھانا پکانے سے باز رکھے گی''۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دریں حدیث دلیل ست برآنکہ مستحب ست خویشاں و ہمسایگاں و دوستان را تہیہ طعام مر اہل میت را۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول)

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں کو میت کے گھر پکا ہوا کھانا لانا مستحب ہے۔

انتباہ

1- نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین کہتے

ہیں بالا جماع حرام ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ جوہرہ)

2- گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر مٹی ڈالنا، ران پر ہاتھ مارنا اور سینہ کوٹنا سب جاہلیت کے کام ہیں، ناجائز اور گناہ ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ا مصری صفحہ ۱۵۷)

3- آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔ (بہار شریعت)

4- تعزیت مسنون ہے اور اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے اور اگر کوئی موجود نہ تھا یا علم نہ تھا تو بعد میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

5- تعزیت میں یہ کہ یہ کہے کہ خدائے تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر کی توفیق دے اور مصیبت پر ثواب عطا فرمائے یا اسی کی مثل دوسرے جملے کہے۔

6- میت کے گھر صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے۔ اس کے بعد مکروہ ہے۔

(بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

7- میت کے گھر والے تیجہ کے دن اس کے بعد میت کے ایصالِ ثواب کے لیے فقرا اور مساکین کو کھانا کھلائیں تو بہتر ہے لیکن دوست احباب اور عام مسلمانوں کی دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۷) میں ہے۔ لا یباح اتخاذ الضیافة عند ثلاثة ایام کذافی التتار خانیة اور ردالمحتار جلد ا صفحہ ۲۶۹ اور فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۱۰۲ ہے۔ ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور و هی بدعة مستقبحة۔

8- تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے لیکن بالغ اگر اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت، بحوالہ خانیہ)

شہید

1- عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِ یْکَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِلشَّھِیْدِ عِنْدَ

اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُلَهُ فِي اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيَشْفَعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقْرِبَائِهٖ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لیے چھ باتیں ہیں، پہلی ہی مرتبہ یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخشا جائے گا اور اس کاٹھکانا جنت میں دکھا دیا جائے گا۔ عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا کہ جس کا یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (72) حوریں دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمیوں کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے''۔

3- عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ۔ (مسلم شریف)

''حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا مرتبہ عطا فرما دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے''۔

4- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهُ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مر گیا اور جہاد نہ

کیا نہ جہاد کا خیال دل میں لایا تو اس کی موت نفاق کی ایک قسم پر ہوئی''۔

5- عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ۔ (ابوداؤد، نسائی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جان و مال اور زبانوں کے ذریعہ مشرکین سے جہاد کرو''۔

6- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهٗ فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَاء فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ کوئی مال غنیمت کے لیے لڑتا ہے کوئی شہرت و ناموری کے لیے لڑتا ہے اور کوئی اپنی بہادری و شجاعت کیلئے لڑتا ہے تو ان میں راہ حق میں لڑنے والا کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے''۔

قبروں کی زیارت

1- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔ (مسلم)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو''۔

2- عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ان کی

زیارت کرو۔ اس لئے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرتا ہے۔ اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

انتباہ

1- قبروں کی زیارت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پائینتی کی جانب سے جا کر میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ پھر تین یا پانچ یا سات یا گیارہ بار درود شریف پڑھے اس کے جس قدر ہو سکے قرآن شریف کی سورتیں اور آیتیں تلاوت کرے۔ مثلاً سورہ یٰسین، سورہ ملک، چاروں قل، سورہ فاتحہ، الم سے مفلحون تک آیۃ الکرسی اور امن الرسول وغیرہ پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرے اور افضل یہ ہے کہ ایصال ثواب میں سب مومنین و مومنات کو شامل کرے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا اور کسی کے اجر میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ (ردالمختار)

2- اولیائے کرام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔

(بہار شریعت، بحوالہ ردالمختار)

3- اولیائے کرام کی زیارت کرنا خدائے تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے اور زائرین کو کافر و بدعتی کہنا کھلی گمراہی اور بدعقیدگی ہے۔ تفسیر صاوی جلد اول صفحہ ۲۴۵ آیت کریمہ ابتغو الیہ الوسیلۃ کے تحت ہے کہ من الضلال البین والخسران الظاھر تکفیر المسلمین زیارۃ اولیاء اللہ زاعمین ان زیارتھم من عبادۃ غیر اللہ کلابل ھی من جملۃ الی المحبۃ الی اللہ۔ یعنی اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب مسلمانوں کو اس خیال سے کافر کہنا کہ ان کی زیارت، عبادت غیر اللہ ہے کھلی ہوئی گمراہی اور خسارے کا سبب ہے۔ (اولیاء کی زیارت عبادت غیر اللہ) ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ الحب فی اللہ میں سے ہے۔

منکرات شرعیہ اگر ایام عرس میں پائے جائیں تو ان کی وجہ سے زیارت ترک نہ کرے اس لیے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے برا جانے اور اصلاح کی

جدوجہد کرے جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۳۱ میں ہے۔ قال ابن حجر فی فتاوٰی والتبرک لما یحصل عندھا من منکراتِ ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء و غیر ذلک لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الا نسان فعلھا وانکار البدع بل وازالتھا ان امکن اقلت ویوید مامر من عدم ترک اتباع الجنارة وان کان معھا نساء ونائحات تامل۔

4- عورتوں کو عزیزوں کی قبروں پر جانا ممنوع ہے اس لئے کہ وہ جزع فزع کریں گی۔

5- اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر برکت کیلئے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کے لیے حرج نہیں ہے اور جوان عورتوں کیلئے ناجائز ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۳۱ میں ہے والتبرک بزیارة قبور الصالحین فلاباس ازا کن عجائز ویکرہ ازا کن شواب کحضور الجماعة فی المساجد۔ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی کی مثل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حاصلہ ان الرخصة لھن اذا کانت الزیارة علی وجہ لیس فیه فتنة۔ (طحطاوی صفحہ ۳۷۶) یعنی حاصل یہ ہے کہ عورتوں کیلئے اجازت صرف اس صورت میں ہے جبکہ زیارت ایسے طریقہ پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو اور حضرت الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقا (یعنی جوان ہوں یا بوڑھی سب) منع کی جائیں۔ (بہار شریعت چہارم صفحہ ۵۴۹)

6- مزارات قدسیہ پر ہاتھ پھیرنا، بوسہ دینا، ان کے سامنے جھکنا اور زمین پر چہرہ ملنا منع ہے۔ باب زیارت القبور صفحہ ۱۶ میں ہے مسح نہ کند قبر را و بوسہ ند ہد آنرا و مخنی نہ شود و روئے بہ خاک نہ مالد کہ ایں عادت نصاری ست اور فتاوٰی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۰۴ میں ہے۔ وَلَا یَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا یُقَبِّلُهٗ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰی یعنی قبر پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ اسے بوسہ دے اس لئے کہ وہ عادات نصارٰی میں سے ہے اور فتاوٰی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸ میں ہے مزار کو بوسہ نہ دینا چاہئے۔

قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عبادت کی نیت ہو تو کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۰ میں ہے السجدة حرام لغیرہ سبحانہ یعنی غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے اور فتاوٰی عالمگیری جلد ۵

مصری صفحہ ۲۲۳ میں جواہر الاخلاطی سے ہے قال الفقیہ ابو جعفر رحمۃ اللّٰہ ان سجد للسلطان بنیۃ العبادۃ اولم تحضرہ البنیۃ فقد کفر یعنی فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر عبادت کی نیت سے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو کافر ہو گیا۔

ایصالِ ثواب

1- عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنِّسَائِیُّ۔

(ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

"حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور کے ارشاد کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (یعنی) اس کا ثواب ان کی روح کو ملے"۔

2- عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّھَا تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ۔ (مسلم جلد اول صفحہ ۳۲۴)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا۔ اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی۔ میرا گمان ہے کہ انتقال کے وقت اگر اسے کچھ کہنے کا موقع ملتا تو صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ سرکار اقدس نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا"۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اِنَّ

اَلصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا وَهُوَ كَذٰلِكَ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ (نووی شرح مسلم جلد اول صفحہ ۳۲۴) یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو میت کو فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے۔ اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ (ان احادیث کریمہ سے مندرجہ ذیل باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں)

1- میت کے ایصال ثواب کیلئے پانی بہترین صدقہ ہے کنواں وغیرہ کھدوا کر اس کا ثواب میت کو بخش دیا جائے۔

2- میت کو کسی کار خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۱۱۳ میں ہے مردہ در آن حالت مانند غریقی ست کہ انتظار فریادرسی می برد وصدقات وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار بکارمی آید وازیں جاست کی طوائف بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند۔

3- ثواب بخشنے کے لیے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

4- کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھذہ لام سعد یہ کنوں سعد کی ماں کیلئے ہے۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ اس کنویں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

5- غریب و مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے جیسا کہ صحابی رسول نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ایصال ثواب کیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا۔ اسی طرح اگرچہ غریب و مسکین کو کھانا دینے پر ثواب مرتب ہوگا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی سے بخش دینا بھی جائز ہے۔

6- کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا اور غازی میاں کا مرغا وغیرہ۔ اس لئے ایک جلیل القدر صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بئر اُم سعد ہی کے نام سے مشہور ہے۔

❀......❀......❀

کتاب الزکاۃ

زکوٰۃ

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَفَادَ مَالاً فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ وَّلَا يُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحَ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَيْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ۔ (مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سونے چاندی کے شرعی نصاب کا مالک ہو اور وہ اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان آتشیں سلوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا''۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِیْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ

شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (بخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے مال عطا کیا تو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے مال کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پارہ ۴ رکوع ۹ کی آیت کریمہ تلاوت کی ولا یحسبن الذین (الاٰخر) یعنی اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو خدائے تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی (تو انجام کار) ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں گے بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب وہ مال کہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ہوگا''۔

4- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُلْقِمَهٗ اَصَابِعَهٗ۔ (احمد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کو ڈھونڈتا پھرے گا یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا''۔

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِيْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا اَتُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهٗ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَاَدِّيَا زَكٰوتَهٗ۔ (ترمذی)

''حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ

خدائے تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو"۔

6- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِىْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ۔ (ابوداؤد)

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے لیے تیار کی جانے والی چیزوں کی زکوٰۃ نکالا کریں"۔

7- عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَمَرَهُ اَنْ يَّاْخُذَ الصَّدَقَةَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمَرِ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

"حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا وہ خط موجود ہے جسے حضور ﷺ نے انہیں بھیجا تھا۔ راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے معاذ بن جبل کو حکم فرمایا تھا کہ وہ گیہوں، جو، انگور اور کھجور کی پیداوار میں (مسلمانوں سے) زکوٰۃ وصول کریں۔

انتباہ

1- زکوٰۃ کے سلسلہ میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد اور قرض سے فارغ ہوں۔[1]

2- زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے (بہار شریعت) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۶۰ میں ہے۔ تجب علی الفور عند الحول حتی یأثم بتاخیر من غیر عذر

3- زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں لگایا جا سکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۷۶ میں ہے۔ لا یجوزان یبنی بالزکوٰۃ المسجد و کذا

2- مالک نصاب کی یہ تعریف اموال نامیہ کے لحاظ سے ہے۔ ۱۲ منہ

الحج وَكُلُّ مَا لَا تَمْلِيكَ فِيهِ وَلَا يَجُوزُ اَنْ يكفن بها ميت ولا يقضى بها دين الميت كذا فى التبين ملخصا

4- مالِ زکوٰۃ سے اگر مسجد اور مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی غریب آدمی کو دے دیں پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا۔

(ردالمحتار، بہار شریعت)

5- وہابیہ زمانہ کہ توہینِ خدا و تنقیصِ شانِ رسالت کرتے ہیں جن کو اکابر حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں زکوٰۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور اگر دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہار شریعت)

6- گیہوں، جو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلے، السی، کسم، اخروٹ بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربوزہ، تربوز، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاریاں سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (عالمگیری، بہار شریعت)

7- جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر پانی خرید کر آبپاشی کی تب بھی بیسواں حصہ واجب ہے۔ [1]

(درمختار، ردالمحتار)

8- جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دیا جائے گا۔ کھیتی کے اخراجات یعنی ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ کی قیمت، ان میں سے کوئی خرچ بھی عشر میں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

(درمختار، بہار شریعت)

صدقۂ فطر

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى

[1] کنویں اور ٹیوب ویل سے سیراب کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ (تابش)

الصَّلٰوۃِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب ٹھہرایا صدقہ فطر کو غلام، آزاد، مرد، عورت بچے اور بوڑھے ہر مسلمان پر، ایک صاع جو یا کھجور، اور حکم فرمایا کہ نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے اس کو ادا کیا جائے''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ اٰخِرِ رَمَضَانَ اَخْرِجُوْا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْنِصْفَ صَاعٍ مِنْ قُمْحٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ۔ (ابوداؤد، نسائی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا، ہو یا بڑا۔ ہر ایک کی طرف سے صاع کھجور یا جو یا نصف صاع گیہوں''۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ صَغِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْقَمْحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ وَعَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ۔ (ابوداؤد)

''حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابو صغیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک صاع گیہوں دو آدمی کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت۔ خدائے تعالیٰ اس کی بدولت تمہارے غنی کو پاک کرتا ہے فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا کہ اس نے دیا ہے''۔

4- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر اس لیے مقرر فرمایا تاکہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لیے خوراک ہو جائے''۔

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ مُنَادِيًا فِیْ فِجَاجِ مَكَّةَ اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ۔ (ترمذی)

''حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ شریف کی گلیوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، نابالغ ہو یا بالغ''۔

انتباہ

1- صدقہ فطر مالک نصاب پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے نکالے جبکہ بچہ مالک نصاب نہ ہو اور اگر ہو تو بچہ کو صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار، بہار شریعت)

2- صدقہ فطر کے مسئلے میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو۔ یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامانِ غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

3- صدقہ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (بہار شریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷۶ میں ہے۔ تجب الفطرة وان افطر عامدا۔ پھر دو سطر کے بعد ہے۔ من افطر لکبرا ومرض او یلزمهٗ صدقة الفطر۔

4- اگر باپ غریب ہو یا مر گیا تو دادا پر اپنے غریب یتیم پوتے کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ درمختار باب صدقۃ الفطر میں ہے۔ والجد کالاب عند فقده او فقره۔

5- گیہوں، جَو، کھجور اور منقیٰ کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہیں مثلاً چاول، باجرہ، اور کوئی غلہ تو آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔

(بہارِ شریعت)

6- عید کے دن طلوع فجر کے بعد عید گاہ سے پہلے صدقہ فطر نکالنا مستحب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۸۰ میں ہے کہ والمستحب للناس ان یخرجوا لفطرة بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی کذا فی الجوهرة النیرة۔

7- ماہِ رمضان اور رمضان سے پیشتر صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۷۹ میں ہے۔ ان قدموها علی یو م الفطر جاز ولا تفصیل بین مدة و مدة وهو الصحیح۔ اور درمختار میں ہے۔ صح اداؤ ها اذ قدمه علی یوم الفطر او آخره۔

8- صاع کا وزن تین سو اکیاون ۳۵۱ روپیہ بھر ہے یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر۔ اور نصف صاع ایک سو ساڑھے پچھتر (175.5) روپیہ بھر ہے یعنی دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر۔ اس لیے کہ صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل اناج آئے۔ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۳۹ میں ہے۔ صاع کیل یسع فیه ثمانیة ارطال اور ایک رطل نصف من ہے۔ شامی جلد دوم صفحہ ۷۹ میں ہے والرطل نصف من تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں چار من اناج آئے۔ من کو مد بھی کہتے ہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷۹ پر ہے۔ المُدو المن سواءٌ کل منهما ربع صاع اور من جس کو مد بھی کہتے ہیں چالیس استار کا ہوتا ہے اور ہر استار ساڑھے چار (4.5) مثقال تو ہر من ایک سو اسی 180 مثقال کا ہوا۔ شرح وقایہ جلد اول میں صفحہ 240 میں ہے۔ ان المن اربعون استار ووالا ستار اربعة مثاقیل ونصف مثقال فالمن مائة و ثمانون مثقالا۔ تو صاع وہ پیمانہ ہوا جس میں (4 من 180X مثقال=720 مثقال) سات سو بیس مثقال اناج آئے۔ پھر اناج ہلکے بھاری بھی ہوتے ہیں۔ صاع کی تقدیر

میں کس اناج کا اعتبار ہے؟ تو بعض ائمہ نے ماش وعدس یعنی مسور اور اُرد کا اعتبار کیا ہے۔ اور صدر الشریعہ صاحب شرح وقایہ نے فرمایا کہ ماش وعدس گیہوں سے بھاری ہوتے ہیں لہٰذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سو بیس مثقال گیہوں آئے بڑا ہوگا لہٰذا زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں کا اعتبار کیا جائے۔ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے۔ الماش اثقل من الحنطة والحنطة من الشعير فالمكيال الذى يملا بثمانية ارطال من المج يملا باقل من ثمانية ارطال من الحنطه الجيدة المكتنزة فالا حوط فيه ان يقدر الصاع بثمانية ارطال من الحنطة الجيده (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۳۹) اور چونکہ گیہوں جو سے بھاری ہوتا ہے لہٰذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سو بیس 720 مثقال جو آئے بڑا ہوگا اس لئے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب شرح وقایہ کی اس احتیاط کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا سب سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ جو کا اعتبار کیا جائے بلکہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ بعض علماء نے حاشیہ زیلعی سے نقل کیا ہے کہ حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ موجودین و سابقین کا عمل اور فتویٰ اسی پر ہے کہ صاع کی تقدیر میں جو کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۸۰ پر ہے۔

ولكن على هذا الاحوط تقديره بالشعير ولهذا نقل بعض المحشين عن حاشية الزيلعي للسعيد محمد امين مير غني ان الذى عليه مشايخنا بالحرم الشريف المكى ومن قبلهم من مشايخهم وبه كانو يفتون تقديره بثمانية ارطال من الشعير لعل ذلك ليحا طوافى الخروج عن الواجب بيقين لما فى مبسوط السرخسى من ان الاخذ بالاحتياط فى باب العبادات واجب اھ فاذا قدر بذالك فهو يسع ثمانية ارطال من العدس ومن الحنطة ويزيد عليها البتة بخالف العكس فالذا كان تقدير الصاع بالشعيرا حوط۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صاع وہ پیمانہ ہے کہ جس میں سات سو بیس ۷۲۰ مثقال جو آئیں اسی میں سب سے زیادہ احتیاط ہے اور یہی حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ کا معمول و مفتی بہ ہے اور مثقال

کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (720 مثقال x4.5 ماشہ =3240) سات سو بیس مثقال یعنی تین ہزار دو سو چالیس ماشے جو آئیں۔ پھر چونکہ بارہ ماشے کا تولہ ہوتا ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (3240 ماشے ÷12 =270 تولے) تین ہزار دو سو چالیس ماشے یعنی 270 تولے جو آئیں۔ اور چونکہ ایک روپیہ کا وزن سوا گیارہ ماشے ہوتا ہے اس لئے صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (3240 ماشے ÷1/4 11 ماسے =288 روپیہ بھر) تین سو چالیس ماشے یعنی دو سو اٹھاسی روپیہ بھر جو آئیں۔ اور نصف صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئیں پھر چونکہ گیہوں جو سے بھاری ہوتا ہے تو جس پیمانہ میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئے گا اسی پیمانہ میں گیہوں ایک سو چوالیس روپیہ سے زیادہ آئے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس کا تجربہ کیا تو وہ پیمانہ کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر کے جو آئے اسی پیمانہ میں ایک 1/2 175 روپیہ اٹھنی بھر گیہوں آئے۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول لاہوری صفحہ ۱۴۵ میں ہے کہ فقیر نے ۲۷ رمضان المبارک ۲۷ھ کو نیم صاع شعیری کا تجربہ کیا جو ٹھیک چار رطل جو کا پیمانہ تھا اس میں گیہوں برابر ہموار سطح بھر کر تولے تو ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو کی جگہ ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر گیہوں آئے تو نصف صاع گیہوں صدقہ فطر کا وزن ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر ہوا جو انگریزی سیر سے دو سیر تین چھٹانک اور آٹھ آنے بھر ہے اس لئے کہ انگریزی سیر اسی ۸۰ روپیہ بھر ہے یعنی پورے پچھتر تولے کا ہے۔ (منظر الفتاوٰی) اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن ۲ کلوگرام 46 123/160 کلوگرام یعنی دو کلو اور تقریباً 47 گرام ہوگا کیونکہ اسی ۸۰ روپیہ بھر کا سیر نو سو تینتیس ۹۳۳ گرام کا ہوتا ہے۔ یہیں سے یہ بات محقق ہوگئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا مسلک بغایت احتیاط اور اعلیٰ درجہ تحقیق پر مبنی ہے۔

سخی اور بخیل

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاَنْ یَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِیْ حَیٰوتِہٖ

بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِأَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ۔ (ترمذی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے جنت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور جنت سے دور لوگوں سے دور ہے اور جہنم کے قریب ہے اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عبادت گزار بخیل سے کہیں بہتر ہے''۔

3- عَنْ اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ۔ (ترمذی)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکار اور بخیل جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر احسان جتائے''۔

4- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ۔ (ترمذی)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں دو باتیں یعنی بخل اور بدخلقی جمع نہیں ہوتیں''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَكًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ، قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ

فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَاُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْقَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحَاقُ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ اَنْ يَّرُدَّ اللّٰهُ بَصَرِيْ فَاُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرَهُ قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهِ وَهَيْاَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ لِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِهِ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ اِنَّهُ كَاَنِّيْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّمَا وُرِّثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَارَدَّ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ اَنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهِ وَهَيْاَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهُ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، اور تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور خوبصورت جلد اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سن کر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور اس کا کوڑھ زائل ہو گیا اور اس کے جسم کا رنگ نکھر گیا اور جلد خوش رنگ ہو گئی اس کے بعد فرشتہ نے کہا کہ تجھ کو کس قسم کا مال پسند ہے؟ اس نے اونٹ کہا یا گائے (حدیث کے راوی حضرت اسحاق کو شک ہے کہ اس نے اونٹ کہا یا گائے) بہر حال کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ بتلائے اور دوسرے نے گائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی خواہش کے مطابق اس کو حاملہ اونٹنیاں دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو یہ دعا دی کہ خدا تیرے لیے ان میں برکت عطا فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ گنجے آدمی کے پاس آیا اور پوچھا کہ تجھ کو کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا کہ خوبصورت بال اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یعنی گنجا پن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا گنجا پن زائل ہو گیا اور خوبصورت بال اسے عطا کیے گئے پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو کون سا مال پسند ہے، اس نے کہا گائیں۔ چنانچہ اس کو گائیں عطا کر دی گئیں اور فرشتہ نے دعا دی کہ خدا تیرے اس مال میں برکت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسکے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو کونسی چیز بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ میری بینائی مجھ کو واپس کر دے تاکہ میں اپنی آنکھوں سے لوگوں کو دیکھوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا نے اس کو بینائی مرحمت فرما دی پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کس قسم کا مال تجھ کو پسند ہے؟ اس نے کہا کہ بکریاں چنانچہ اس کو زیادہ بچے دینے والی بکریاں دے دی گئیں۔ پس ان تینوں کے مال میں

خدا نے برکت دی اور کوڑھی اور گنجے کے اونٹوں اور گائیوں سے جنگل بھر گئے اور اندھے کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں میں نظر آنے لگے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ کوڑھی کی صورت میں اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرا وسیلہ سفر مفقود ہے اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی مہربانی اور تیری مدد سے ہوسکتا ہے پس میں تجھ سے اس کی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو اچھا رنگ اچھی جلد اور مال دیا ہے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچ جاؤں کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا کہ میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں (اتنی گنجائش نہیں ہے کہ میں تیری کچھ مدد کرسکوں) فرشتے نے اس کے جواب میں کہا میں گویا تجھ کو پہچانتا ہوں تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو فقیر تھا۔ خدا نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے کہا یہ مال مجھ کو نسلاً بعد نسل اپنے خاندان سے (وراثت میں) ملا ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کردے جیسا کہ تو پہلے تھا اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنجے کی صورت میں اسی گنجے آدمی کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا جو کوڑھی نے جواب دیا تھا تو فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کردے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مرد مسکین اور مسافر ہوں میرا سامانِ سفر جاتا رہا، پس اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی عنایت سے پھر تیرے ذریعہ ممکن ہے تو میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو دوبارہ بینائی بخشی ہے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اپنا سفر پورا کرلوں۔ اندھے نے یہ سن کر کہا کہ بے شک میں اندھا تھا خدا نے میری بینائی مجھ کو واپس بخشی پس تجھ کو جس قدر چاہیئے لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا۔ قسم ہے خدا کی میں تجھ کو تکلیف نہیں دوں گا اس چیز کو واپس کرنے کی جو تو لے گا۔ فرشتے نے یہ سن کر کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا خدا تجھ سے راضی اور خوش ہوا۔ اور تیرے ساتھیوں سے خدائے تعالیٰ ناراض ہوا۔

بھیک مانگنا کیسا ہے؟

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَاْتِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُضْعَۃُ لَحْمٍ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا کہ جو آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی یعنی نہایت بے آبرو ہو کر آئے گا"۔

2- عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَاْتِیْ بِحُزْمَۃِ حَطَبٍ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَیَبِیْعُھَا فَیَکُفَّ اللّٰہُ بِھَا وَجْھَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّسْأَلَ النَّاسَ اَعْطُوْہُ اَوْ مَنَعُوْہُ۔ (بخاری)

"حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنی رسی لے کر اور لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے اور ان کو بیچے اور اللہ تعالیٰ بھیک مانگنے کی ذلت سے اس کے چہرے کو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے بھیک مانگے اور وہ اس کو دیں یا نہ دیں"۔

3- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَھُوَ یَذْکُرُ الصَّدَقَۃَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَۃِ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَالْیَدُ الْعُلْیَا ھِیَ الْمُنْفِقَۃُ وَالسُّفْلٰی ھِیَ الْمُنْفِقَۃُ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ صدقہ اور بھیک مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا"۔

4- عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَسَائِلُ کُدُوْحٌ یَکْدَحُ بِھَا الرَّجُلُ وَجْھَہٗ فَمَنْ شَاءَ اَبْقٰی عَلٰی وَجْھِہٖ وَمَنْ شَاءَ تَرَکَہٗ اِلَّا اَنْ یَّسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ اَوْ فِیْ اَمْرٍ لَا یَجِدُ مِنْہُ بُدًّا۔

(ابوداؤد، ترمذی)

''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھیک مانگنا ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی بھیک مانگ کر اپنے منہ کو نوچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر خراش کو نمایا کرے اور جو چاہے اس سے اپنا چہرہ محفوظ رکھے۔ ہاں اگر آدمی صاحب سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اس سے چارہ کار نہ ہو تو جائز ہے''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْأَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ لِیَسْتَكْثِرْ۔ (مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کیلئے بھیک مانگتا ہے وہ گویا انگارہ مانگتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ بہت مانگے یا کم مانگے''۔

انتباہ

1- آج کل بہت سے لوگوں نے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنالیا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہیں، ہل بیل والے ہیں کھیتی کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے حالانکہ ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے۔ اور ان کو بھیک دینے والے گنہگار ہوتے ہیں۔ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (پارہ ۶ رکوع ۵)

2- ڈھول، ہارمونیم، سارنگی بجانے والوں اور گانے والوں کو بھیک دینا منع ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۳۰ میں ہے۔ ''بناید داد سائلے را کہ طبل زدہ برور ہامی گردو و مطرب را کہ از ہمہ اخش ست''۔

3- آج کل اکثر اندھے، لولے، لنگڑے، اپاہج کو بھیک نہیں دیتے اور گانے والی جوان نامحرم عورتوں سے گانا سنتے ہیں اور انہیں بھیک دیتے ہیں یہ سخت ناجائز اور حرام ہے۔

❀......❀......❀

کتاب الصوم

روزہ

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔

(بخاری، مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کشادہ شدن درہائے آسمان کنایت از پیاپے فرستادن رحمت وصعود اعمال بے مانع واجابت دعا۔ وکشادہ شدن درہائے بہشت از بذل توفیق وحسن قبول۔ وبستہ شدہ درہائے دوزخ از تنزیہہ نفوس روزہ داران از آلودگی فواحش وتخلص از بواعث معاصی وقمع شہوات وور زنجیر کردن شیاطین از بستہ شدن طرف معاصی ووساوس۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۷۱)

یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے رحمت کا بھیجا جانا اور بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہِ الٰہی میں اعمال کا پہنچانا اور دعا کا قبول ہونا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جانے کا معنی ہے نیک اعمال کی توفیق اور حسن قبول عطا فرمانا۔ اور دوزخ کے دروازے بند کیے جانے کا مطلب ہے کہ روزہ داروں کے نفوس کو ممنوعات

شرعیہ کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذتوں کے حصول کی خواہشات کو توڑنا اور شیاطین کو زنجیروں کو جکڑ دیئے جانے کا معنی ہے برے خیالات کے راستوں کا بند ہو جانا۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی عبادت کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ کُلَّ لَیْلَةٍ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اور شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں (پھر رمضان بھر) ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے۔ متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہ۔ اور اللہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے

آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہوتا ہے"۔

4- عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَتُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰهِ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔ (احمد، نسائی، مشکوۃ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنائے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ بے شک محروم ہے"۔

5- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرِ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ یُّزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مُذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (بیہقی)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے شعبان کے آخر میں وعظ فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا۔ وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام کرنا (نماز پڑھنا) تطوع یعنی نفل قرار دیا ہے جو اس میں نیکی کا کوئی کام یعنی عبادت کرے تو ایسا ہے جیسے اور مہینہ میں فرض ادا کیا۔ اور جس نے ایک فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن دوزخ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس میں افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے، حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے سیراب کرے گا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے گا یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اور جو اپنے غلام پر اس مہینہ میں تخفیف کرے یعنی کام لینے میں کمی کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا''۔

6- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّهٗ قَالَ یُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰی عَمَلَهٗ۔ (احمد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی اخیر رات میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ شب قدر ہے؟

فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والوں کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے جب وہ کام پورا کرے"۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْیَقْضِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو روزہ کی حالت میں خود بخود قے آجائے اس پر قضا واجب نہیں۔ اور جو قصداً قے کرے اس پر قضا واجب ہے"۔

8- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (بخاری)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (روزہ رکھ کر) بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے خدائے تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے"۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایں کنایت ست از عدم قبول یعنی مقصود از ایجاب صوم وشریعت آں ہمیں گرسنگی وتشنگی نیست بلکہ کسر شہوت واطفائے نائرہ نفسانیت است تا نفس از امارگی برآید ومطمئنہ گردد۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ روزہ قبول نہ ہوگا اس لئے کہ روزہ کے مشروع اور واجب کرنے کا مقصد یہی بھوک اور پیاس نہیں ہے بلکہ لذتوں کی خواہشات کا توڑنا اور خود غرضی کی آگ بجھانا مقصود ہے تاکہ نفس خواہشات کی جانب راغب ہونے کے بجائے حکم الٰہی پر چلنے والا ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۸۵)

9- عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ کَانَ لَهٗ حَمُوْلَةٌ تَاْوِیْ اِلٰی شَبْعٍ فَلْیَصُمْ رَمَضَانَ حَیْثُ اَدْرَکَهٗ۔ (ابوداؤد)

"حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو آرام سے منزل تک پہنچا دے تو اس کو چاہئے کہ روزہ رکھے جہاں بھی

رمضان آئے"۔

10-عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُوْضِعِ وَالْحُبْلٰی۔

(ابوداؤد، ترمذی)

"حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (شرعی) مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی مسافر چار رکعت والی نماز دو پڑھے) اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے روزہ معاف کر دیا (یعنی ان لوگوں کو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں بعد میں قضا کرلیں)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: "الافطار مرضع وحبلی رابر تقدیرے است کہ اگر زیاں کند بچہ را یا نفس ایشاں را (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۹۴) یعنی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو روزہ رکھنے کی اجازت اس صورت میں ہے کہ بچے کو یا خود اس کو اس کے روزہ سے نقصان پہنچے۔ (ورنہ رخصت نہیں ہے)

11-عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔ (مسلم)

"حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا"۔

12-عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ۔ (مسلم)

"حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہ دور کر دے گا"۔

واضح ہو کہ عرفہ کا روزہ میدان عرفات میں منع ہے۔ (بہار شریعت)

13-عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدْعُهُنَّ النَّبِیُّ ﷺ صِيَامُ عَاشُوْرَاءَ وَالْعشْرِ وَثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ (نسائی)

''حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشور کا روزہ، ذی الحجہ کے روزے (ایک سے نو تک) ہر مہینہ کے تین روزے دو رکعتیں فجر کی فرض سے پہلے''۔

14-عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ۔ (ترمذی، نسائی)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابوذر! جب (کسی) مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا ہو تو تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ اور پندرہ ۱۵ کو (روزہ) رکھو''۔

انتباہ

1- یکم شوال اور ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

(طحاوی صفحہ ۳۸۷، درمختار، ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۸۶)

2- احتلام ہو جانے یا ہمبستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت میں پورا دن گزار دیا تو وہ نمازوں کو چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہ گار ہوگا مگر روزہ ادا ہو جائے گا۔ بحرالرائق جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ میں ہے۔ لو اصبح جنبا لا یضرہ کذا فی المحیط اور فتاویٰ عالمگیری اور جلد اول مصری صفحہ ۱۸۲ میں مَنْ اصبح جنبا او احتلم فی النہار لم یضرہ کذا فی محیط السرخسی۔

3- مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔ اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے۔ یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے۔ یا کسی سُنّی مسلمان طبیب حاذق مستور الحال یعنی غیر فاسق نے اس کی خبر دی ہو۔ اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق یا بدمذہب ڈاکٹر یا طبیب کے کہنے سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، بہارِ شریعت)

4- جو شخص رمضان میں بلا عذر اعلانیہ قصداً کھائے تو سلطانِ اسلام اسے قتل کردے۔

(شامی، بہارِ شریعت)

5- معتکف کے سوا دوسروں کو مسجدوں میں روزہ افطار کرنا کھانا پینا جائز نہیں۔

(درمختار، فتاویٰ رضویہ)

لہٰذا دوسرے لوگ اگر مسجد میں افطار کرنا چاہتے ہیں تو اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائیں کچھ ذکر یا درود شریف پڑھنے کے بعد اب کھاپی سکتے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسجد کا احترام ضروری ہے۔ آج کل بمبئی وغیرہ کی اکثر مساجد میں بلکہ بعض دیہاتوں میں بھی افطار کے وقت مسجدوں کی بڑی بے حرمتی کرتے ہیں جو ناجائز و حرام ہے۔ امام اور متولیان مسجد کو اس امر پر توجہ کرنا ضروری ہے ورنہ قیامت کے دن ان سے سخت باز پرس ہوگی۔

رویت ہلال

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار نہ کرو۔ اور اگر ابر یا غبر ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس ۳۰ دن کی) مقدار پوری کرلو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کبھی اُنتیس ۲۹ دن کا ہوتا ہے پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہوجائے تو تیس ۳۰ کی گنتی پوری کرلو"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ "قول منجمین نامقبول و نامعتبر ست در شرع و اعتماد بر آن نہ توان کرد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب و اتباع رضی اللہ عنہم و سلف و خلف رحمہم اللہ بداں عمل نمودہ اند و اعتبار کردہ اند۔

یعنی شرع میں نجومیوں کا قول نامقبول وغیر معتبر ہے، اس پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اور حضور ﷺ، صحابہ کرام وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ نیز سلف وخلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ اعتبار فرمایا۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس تک پوری کر لو"۔

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْهِلَالَ یَعْنِیْ هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ یَا بِلَالُ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَّصُوْمُوْا غَدًا۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عرض کیا ہاں فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دریں حدیث دلیل ست برآنکہ یک مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول ست خبر وے در ماہ رمضان و شرط نیست لفظ شہادت۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۷۹)

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہِ رمضان میں مقبول ہے لفظ شہادت کی شرط نہیں

انتباہ

1- چاند کے ثبوت کی چند صورتیں ہیں:

اول: چاند کی خبر ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان المبارک کا چاند ثابت ہو جائے گا اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں باوصاف مذکورہ ایک شخص کا آبادی سے باہر کھلے میدان میں یا بلند مکان پر دیکھنا کافی ہے ورنہ کثیر جماعت چاہئے جو اپنی آنکھ سے چاند کا دیکھنا بیان کرے باقی گیارہ مہینوں کے چاند کے لیے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں دو لوگوں کی گواہی ضروری ہے مطلع صاف ہونے کی صورت میں اتنی بڑی جماعت درکار ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً مشکل ہو۔ درمختار مع ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۹۳ میں ہے۔ قُبِلَ بلا دعوی و بلا لفظ اشهد و حكم و مجلس قضاء للصوم مع علة كغيم و غبار خبرُ عدلٍ او مستور لا فاسق اتفاقا۔ ملخصًا پھر اس کتاب کے صفحہ ۹۵ پر ہے۔ قُبِلَ بلا علةٍ جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبر هم۔ وصحح في الا قضية الا كتفاء بواحدٍ اِنْ جَاءَ مِن خارج البلد او كان على مكانٍ مرتفع واختاره ظهير الدين۔ اور بحرالرائق دوم صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔ اما في هلال الفطر والاضحى وغيرهما من لاهلة فانه لا يقبل فيها اِلَّا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ اورجل و امراتين عدول احرار غير محدود دين كما في سائر الاحكام۔

دوم: شهادة على الشهادة۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے جبکہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہان اصل میں سے ہر ایک دو آدمیوں سے کہیں کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ پھر ان گواہان فرع میں سے ہر ایک آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ انہوں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ۔ درمختار مع ردالمحتار جلد چہارم صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ الشهادة على الشهادة مقبولة وان كثرت استحسانا۔ اور فتاوٰی عالمگیری جلد سوم

مصری صفحہ ۴۱۰ میں ہے۔ ینبغی ان یذکر الفرع اسم الشاھد الاصل واسم ابیہ وجدہ حتی لو ترك ذالك فالقاضی لا یقبل شھادتھما۔

سوم: شھادۃ علی القضا۔ یعنی کسی دوسرے شہر میں قاضی شرع یا مفتی کے سامنے چاند ہونے پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا۔ اس گواہی اور حکم کے وقت دو شاہد عادل دار القضا میں موجود تھے۔ انہوں نے یہاں آ کر مفتی کے سامنے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں مفتی کے پاس گواہیاں گزریں کہ فلاں ہلال کی رویت فلان دن کو شام ہوئی ہے اور مفتی نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال فلاں روز کا حکم دیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاوٰی الامام الغزی صفحہ ۶ فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۲۴۳ میں ہے۔ لو شھدوا ان قاضی بلدۃ کذا شھد عندہ اثنان برؤۃ الھلال فی لیلۃ کذا وقضی بشھادتھما جاز لھذا القاضی ان یحکم بشھادتھما لان قضاء القاضی حجۃ وقد شھدا وبہ وکذا فی شرح الکنز۔

چھارم: استفاضہ۔ یعنی جس اسلامی شہر میں مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ روزہ اور عیدین کے احکام اسی کے فتوٰی سے نافذ ہوتے ہوں۔ عوام خود عید و رمضان نہ ٹھہرا لیتے ہوں وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان خبریں دیں کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھ کر روزہ ہوا یا عید کی گئی تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ لیکن صرف بازاری افواہ اڑ جائے اور کہنے والے کا پتہ نہ ہو۔ پوچھنے پر جواب ملے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں تو ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں نیز ایسا شہر جہاں کوئی مفتی اسلام نہ ہو یا ہو مگر نا اہل ہو یا محقق اور معتمد ہو۔ مگر وہاں کے عوام جب چاہتے ہیں اپنی مرضی سے عید اور رمضان خود مقرر کر لیتے ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے تو ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۲) اور جیسا کہ در مختار بحث رویت ہلال میں ہے۔ لو استفاض الخبر فی البلدۃ الاخری لزمھم علی الصحیح من المذھب مجتبٰی وغیرہ اور شامی جلد دوم صفحہ ۹۷ پر ہے۔ قال الرحمتی معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلك البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن تلك البلدۃ انھم صاموا عن

رویۃ لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعہ کماتذ تشیع اخبار یتحدث بھا سائر اھل البلدۃ ولا یعلم من اشاعھا کما وردان فی اخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعۃ فیتکلم بالکلمۃ فیتحدثون بھا ویقولون لا ندری من قالھا فمثل ھذا لا ینبغی ان یسمع فضلا عن ان یثبت بہ حکم اھ قلت وھو کلام حسن۔

پنجم: 1- کمال عدت۔ یعنی جب ایک مہینہ تیس ۳۰ دن پورا ہو جائے تو دوسرے مہینہ کا چاند ثابت ہو جائے گا لیکن اگر ایک گواہ کی شہادت پر رمضان کا چاند مان لیا گا اور اس حساب سے تیس ۳۰ دن پورے ہو گئے مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو یہ کمال عدت کافی نہیں بلکہ ایک روزہ اور رکھنا پڑے گا۔ درمختار ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۹۷ میں ہے۔ بعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر وبقول عدل لا لکن نقل ابن الکمال عن الذخیرۃ اِنْ غَمَّ ھِلَالُ الفطر حلَّ اتفاقا ملخصا۔

2- اگر چاند شرعی طریقہ سے ثابت ہو جائے تو اہل مغرب کا دیکھنا اہل مشرق کے لیے لازم جیسا ہوگا کہ فتاوٰی الامام الغزی صفحہ ۵ میں ہے۔ یلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب علی ماھو ظاھر الروایۃ علیہ الفتوی کمافی فتح القدیر والخلاصۃ۔

3- جنتری، سے چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ لا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذھب۔ اور شامی جلد دوم صفحہ ۹۴ پر ہے۔ لا یعتبر قولھم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ۔

4- اخبار، سے بھی چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا اس لئے کہ اخباری خبریں بسا اوقات گپ نکلتی ہیں اور اگر خبر صحیح بھی ہو تو بھی بغیر ثبوت شرعی کے ہرگز قابل قبول نہیں۔ فانھم لا یشھدوا بالرویۃ ولا علی شھادۃ غیرھم وانما حکوا رویۃ غیرھم کذا فی فتح القدیر۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۹۷)

5- خط، خط سے بھی چاند کا ثبوت نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مل جاتی ہے

لہٰذا اس سے علم یقین حاصل نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے **لا یعمل بالخط** ہدایہ میں ہے **الخط یشبہ الخط فلا یعتبر**

6- تار اور ٹیلیفون، بے اعتباری میں خط سے بڑھ کر ہیں اس لئے کہ خط میں کم از کم کاتب کے ہاتھ کی علامت ہوتی ہے تار و ٹیلیفون میں وہ بھی مفقود۔ نیز جب گواہ پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوتی اس لئے کہ ایک آواز سے دوسری آواز بھی مل جاتی ہے تو تار اور ٹیلی فون کے ذریعہ گواہی کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ مصری صفحہ ۳۵۷ میں ہے۔ **لو سمع من وراء الحجاب لا یسمع ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذا لنغمة تشبه النغمة۔**

7- ریڈیو اور ٹیلی ویژن، میں تار اور ٹیلیفون سے بھی زیادہ دشواریاں ہیں اس لئے کہ تار و ٹیلیفون پر سوال و جواب بھی کر سکتے ہیں مگر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ غرضیکہ نئے آلات خبر پہنچانے میں تو کام آ سکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے خط، تار، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبروں پر کچہریوں کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ گواہوں کو حاضر ہو کر گواہی دینی پڑتی ہے۔ پھر فیصلہ ہوتا ہے۔

تعجب ہے کہ جب دنیوی جھگڑوں میں موجودہ کچہری کا قانون ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی امور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیونکر مان سکتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اوپر گزر چکا ہے کہ **فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلثین۔** یعنی اگر چاند مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری، مسلم) مگر افسوس کہ موجودہ زمانے کے بہت سے مسلمان ان میں اکثر بے نمازی و بے روزہ دار ہوتے ہیں، ٹیلیفون اور ریڈیو وغیرہ کی خبر پر ایک ہنگامہ کھڑا کر کے قیامت برپا کر دیتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ ان ناسمجھ مسلمانوں کو اپنے نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ **امین بجاه حبیبه سید المرسلین صلوات الله تعالیٰ وسلامه علیه وعلیهم اجمعین۔**

8- جہاں سلطانِ اسلام اور قاضی شرع کوئی نہ ہو تو شہر کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ مفتی اس کا قائم مقام ہے اور جہاں کوئی مفتی نہ ہو تو عامہ مومنین کے سامنے چاند کی گواہی دی جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴، صفحہ ۵۴۷) اور حدیقہ ندیہ میں ہے۔ **اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالا مور مؤ کلۃ الی العلماء ویلزم الامۃ المرجوع الیھم و یصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعھم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع اعلمھم فان استووا اقرع بینھم۔**

یعنی جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو سب شرعی کام علماء کے سپرد ہوں گے اور تمام معاملات شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کرنا مسلمانوں پر لازم ہوگا۔ وہی علماء قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے۔ پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کی اتباع کریں۔ پھر اگر ضلع میں عالم بہت زیادہ ہوں تو جو ان میں سب سے زیادہ احکام شرع جانتا ہو اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈالا جائے۔

9- بے نمازی، یا نماز پڑھتا ہو مگر ترکِ جماعت کا عادی ہو، داڑھی منڈے داڑھی کترواکر ایک مشت سے کم رکھانے والے یہ سب فاسق معلن ہیں ان کی گواہی شرعاً معتبر نہیں۔ یونہی کافر، بدمذہب، مجنوں، نابالغ کی گواہی بھی شرع کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ (عامہ کتب)

10- چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔ (بہار شریعت پنجم صفحہ ۱۸۵) اور جیسا کہ درمختار میں ہے۔ **اذا راو الھلال یکرہ ان یشیرو االیہ۔** یعنی چاند دیکھ کر اس کی جانب اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ اور فتاوٰی عالمگیر جلد اول مصری صفحہ ۱۸۴ میں ہے۔ **تکرہ الاشارۃ عند رویۃ الھلال کذا فی الظھیریۃ۔** یعنی چاند دیکھ کر اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی ظہیریہ میں ہے۔

11- مسلمانوں کو اپنے معاملات میں عربی اسلامی تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا واجب ہے دوسری تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا جائز نہیں جیسا کہ تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۴۴۵ میں ہے۔

قال اهل العلم الواجب علی المسلمین بحکم هذه (ا)((ای ان عدة الشهور عند اللّٰہ اثنا عشر شهرا (پارہ ۱۰ رکوع ۱۱))) الایة ان یعتبرو فی بیوعهم و مدد دیونهم و احوال زکواتهم وسائر احکامهم السنة العربیة بالاهلة ولا یجوز لهم اعتبار النسة العجمیة والرومیة۔

شب قدر

1- عَنْ اَنَسِ بِنْ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حَرُمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ تم میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بدنصیب ہو''۔

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ وَالْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (بخاری)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو''۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ (ترمذی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ [1]

1- اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف کر دے۔

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَجْتَہِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا یَجْتَہِدُ فِیْ غَیْرِہٖ۔ (مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر رمضان کے آخری عشرہ میں (طاعت وعبادت کے لیے) کوشش فرماتے تھے اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے''۔

5- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ کُبْکُبَۃٍ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا کَانَ یَوْمَ عِیْدِھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلَائِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلَائِکَتِیْ مَا جَزَاءُ اَجِیْرٍ وَفّٰی عَمَلَہٗ قَالُوْ رَبَّنَا جَزَاءُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرُہٗ قَالَ مَلَائِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعِجُّوْنَ اِلَی الدُّعَاءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَاُجِیْبَنَّھُمْ فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَبَدَّلْتُ سَیِّاٰتِکُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَھُمْ۔ (بیہقی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر آتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے پھر جب انہیں عید الفطر کا دن نصیب ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اپنے ان بندوں پر اپنے فرشتوں کے سامنے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کردے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے (میرے مقرر کیے ہوئے) فرض کو ادا کردیا اب وہ گھروں سے دعا کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی

بخشش ورحمت، اپنی عظمت شان، اور اپنی رفعت مکان کی کہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ فرمایا نبی ﷺ نے کہ پس مسلمان واپس ہوتے ہیں۔ عیدگاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''۔

6- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا ہے تو حضور ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت میں بہت کوشش فرماتے) راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شَدَّ مِيْزَرَهٗ کے تحت فرماتے ہیں۔ ''کنایت ست از اجتہاد در عبادت زیادہ بر عادت یا کنایت از گوشہ گرفتن از زناں۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

انتباہ:

1- بعض جگہ شب قدر میں عشاء کی نماز کیلئے سات بار اذان کہتے ہیں یہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

اعتکاف

1- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی طریقے پر) وصال فرمایا''۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَلَمْ

يَعْتَكِفُ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس ۲۰ دن اعتکاف فرمایا''۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے۔ ''اعتکاف درظاہر مذہب حنیفہ سنت مؤکدہ است از جہت مواظبت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم برآں تا انکہ گذشت ازیں عالم۔ (اشعۃ اللمعات جلد۲ صفحہ ۱۱۸)

یعنی ظاہر ہے کہ مذہب حنفیہ میں اعتکاف سنت موکدہ ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

انتباہ

1- اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب کہ اعتکاف کی منت مانی مثلاً یوں کہا کہ میرا بچہ تندرست ہوگیا تو میں تین دن کا اعتکاف کروں تو بچہ کے تندرست ہونے پر روزہ کے ساتھ تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔ سنت مؤکدہ کہ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور تیسویں ۳۰ رمضان کو غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے یہ اعتکاف سنت موکدہ ہے یعنی اگر سب لوگ ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ ہوگئے۔ ان دونوں کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۹۷ میں ہے۔ ينقسم الى واجب وهو المنذور تنجيزا اوتعليقا والى سنة موكدة وهو فى العشر الاخير من رمضان والى مستحب وهو ما سوا هما هكذا فى فتح القدير۔

2- اعتکاف کرنے والا دنیوی بات نہ کرے، قرآن مجید کی تلاوت کرے حدیث شریف پڑھے اور درود شریف کی کثرت کرے۔ علم دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام کی سیرت کی کتابیں

پڑھے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۹۸ میں ہے۔ لا یتکلم الابخیر ویلازم التلاوۃ والحدیث والعلم وتدریسہ وسیر النبی ﷺ والانبیاء علیھم السلام واخبار الصالحین کذافی فتح القدیر۔ (ملخصاً)

3- مستحب اعتکاف کی آسان صورت یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہوں تو دروازہ پر دخول مسجد کی نیت کے ساتھ اعتکاف کی نیت بھی کر لیں جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا بھی ثواب ملے گا نیت کے الفاظ یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی برکت کے ساتھ داخل ہوا اور اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔ بار الٰہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"۔

تلاوتِ قرآن مجید

1- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔ (بخاری)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا"۔

2- عَنْ مُعَاذِ ِالْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْئُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِهٰذَا۔ (احمد)

"حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں اور باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اس کی روشنی دنیا کے سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی جب کہ سورج کو اتنا قریب فرض کر لیا جائے کہ گویا تمہارے گھروں میں اتر آیا ہے۔ پھر تم سمجھ سکتے

ہو کہ جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہے تو اس شخص کا کیا درجہ ہو گا جس نے قرآن کریم پر عمل کیا"۔

3- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔ (ترمذی، دارمی)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہو گی۔ میں الم کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے"۔

قرآن میں کل 321267 حروف ہیں، تو پورے قرآن کی تلاوت سے 321267 نیکیاں ملیں گی۔

4- عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْا وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ایک جانب دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا اور پھر قریب ہوا۔ اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا جب صبح ہوئی تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سکینہ یعنی رحمت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوئی"۔

5- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَهُمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَاءَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهٗ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيْبَهٗ وَلَمَّا اَخَّرَهٗ رَفَعَ رَأْسَهٗ

اِلَی السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِیْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ تَطَأَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْهَا قَرِیْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَیْهِ وَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِیْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَا اَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِیْ مَاذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلٰٓئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَاْتَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْهَا لَا تَتَوَارٰی مِنْهُمْ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر نے بیان کیا کہ میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہا تھا اور میرا گھوڑا میرے پاس بندھا ہوا تھا یکا یک گھوڑا اچھلنے کودنے لگا میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گیا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر اسی طرح اچھلنے کودنے لگا آخر میں نے پڑھنا بند کر دیا اور میرا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو تکلیف نہ پہنچا دے اس خیال سے یحییٰ کو ہٹا کر جب آسمان کی طرف سر اٹھا کر اچانک دیکھا کہ کوئی چیز سائبان کی طرح ہے جس میں چراغوں جیسی چمکتی ہوئی چیزیں ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اس واقعہ کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابن حضیر! تلاوت کرتے رہتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا یحییٰ قریب تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کچل نہ دے۔ اس لئے یحییٰ کی طرف چلا گیا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کوئی چیز سائبان کی طرح نظر آئی جب میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری قرأت کو سننے آئے تھے۔ اگر تو برابر پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور فرشتے ان کی نظروں سے نہ چھپتے''۔

6- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ کَیْفَ تَقْرَاُ فِی الصَّلَاةِ فَقَرَاَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرَاةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا۔ (ترمذی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

سے دریافت فرمایا کہ نماز میں کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ توراۃ انجیل اور زبور (یہاں تک کہ) قرآن میں اس کے مثل (کوئی دوسری سورۃ) نہیں نازل ہوئی"۔

7- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ یٰسٓ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِقِرَائَتِھَا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔

(ترمذی، داری)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ پس جو شخص سورۂ یٰسین کو پڑھے اس کے لیے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا ہے"۔

8- عَنْ عَطَاءِ بْنِ رِبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّھَارِ قُضِیَتْ حَوَائِجُہٗ۔ (دارمی)

"حضرت عطار بن رباح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن کے شروع حصہ میں جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے تو اس کی حاجتیں پوری کردی جاتی ہیں"۔

9- عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارِ نِ الْمُزَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ یٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَاقْرَءُوْھَا عِنْدَ مَوْتَاکُمْ۔ (بیہقی)

"حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے سورۂ یٰسین کو پڑھا تو اس کے اگلے گناہ معاف کیے جاتے ہیں تو اس سورۂ کو تم لوگ اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو"۔

10- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ عَرُوْسٌ وَعَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ۔ (بیہقی)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر

چیز کی ایک زینت ہے اور قرآن پاک کی زینت سورۂ رحمٰن ہے"۔

11- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَقْرَأَ فِیْ لَیْلَۃٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَ کَیْفَ یَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ۔ (مسلم، بخاری)

"حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پوری سورۂ) قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے"۔

12- عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تَعَاھَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے ساتھ اعتنا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اپنی رسی سے اونٹ نکل جانے کی بہ نسبت قرآن سینہ سے جلد نکل جاتا ہے"۔

13- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عُبَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنِ امْرِیءٍ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَجْذَمَ۔

"حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھے اور پھر اس کو بھول جائے وہ قیامت کے دن خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے اعضا جذام[1] کے سبب گل گئے ہوں گے"۔

انتباہ

1- بیرونِ نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتدا کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا مستحب ہے اور بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور درمیان سورت سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت)

2- سورۂ توبہ کی ابتدا میں اعوذ باللہ پڑھنے کا نیا طریقہ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے

1- مردیکہ بیفتد اعضائے او بعلت جذام کہ علتے مشہور ست۔ (اشعۃ صفحہ ۱۵۲ جلد ۲)

بے اصل ہے۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ "سورۂ توبہ کے کسی حصہ سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے یہ محض غلط ہے۔ (بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۰۹)

3- بعض جگہ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ سے خارج نماز تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں مگر اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھتے حالانکہ اس آیت کے شروع میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اسی طرح قل میں پنج آیت پڑھتے وقت و الھکم اله واحد یا ان رحمة الله قریب یا ماکان محمد سے تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں تو تعوذ و تسمیہ نہیں پڑھتے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

4- مجمع میں سب لوگ بلند آواز میں قرآن مجید پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے آہستہ پڑھیں۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۳۱۰) اور در مختار مع رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۸۳ میں ہے۔ یجب الاستماع للقرائة مطلقا لان العبرة لعموم اللفظ۔

5- پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کی مثل مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجب عین ہے۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۳۰۵) اور در مختار میں ہے۔ حِفْظُ جَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ فَرْضٌ كِفَايَة و حِفْظُ فاتحةِ الكتاب و سورةٍ واجبٌ علىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ۔ (ملخصا)

6- س ش ص۔ ت ط۔ ذ ز ض ظ۔ ا ء ع ح ہ ق ک۔ د ض۔ ج ز ان حرفوں کا صحیح امتیاز رکھیں ورنہ نماز فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت)

7- جو لوگ ح ط ع ص وغیرہ کے صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھتے ہوں انہیں لازم ہے کہ تصحیح حروف کے لیے حتی الامکان کوشش جاری رکھیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۹۵ اور شامی جلد اول صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف کالرحمن الرحیم والشیطان الرجیم، نَعْبُدُ وایاك نستئین، السراط، انامت فکل ذٰلك حکمه مامر من بذل الجهد دائما و اِلّا فلاتصح الصلوة به۔ (ملخصا)

8- دیہاتوں میں مکتب کے اکثر مدرسین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پورے قرآن میں ذ ز ظ کو ج،

ق کو ک ش کو س اور غ کو گ پڑھتے ہیں یہ گناہ ہے۔ اور بعض تو بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں جو سخت ناجائز و حرام ہے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ (سورۂ واقعہ ۷۹)

''اسے نہ چھوئیں مگر باوضو''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

9- آج کل حافظ اس طرح قرآن مجید پڑھتے ہیں کہ یعلمون، تعلمون کے سوا کسی لفظ کا پتہ نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی ہے بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر فخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے حالانکہ اس طرح قرآن پڑھنا سخت حرام ہے۔

(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

10- اوقاتِ مکروہ یعنی طلوع و غروب کے وقت اور دوپہر کے وقت قرآن مجید بلا کراہت جائز ہے لیکن نہ کرے تو بہتر ہے۔ بہارِ شریعت جلد سوم صفحہ ۲۳۰ میں ہے۔ ان اوقات میں تلاوتِ قرآنِ مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر اور درود شریف میں مشغول رہے اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۵۱ میں البغیۃ کا یہ قول الصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فی الا وقات التی تکرہ فیھا الصلوۃ والدعا والتسبیح افضل من قراۃ القران نقل کر کے لکھتے ہیں ولعلہ لان القران رکن الصلوٰۃ وھی مکروھۃ فالا ولی ترک ما کان رکنا لھا۔ اور ردالمحتار جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں صاحب بحر کے قول فالا ولی کے تحت ہے۔ فالا ولی ای فالا فضل لیوافق کلام البغیہ فان مفادہ انہ لا کراھۃ اصلا لان ترک الفاضل لا کراھۃ فیہ۔

مغز قرآں، جانِ ایماں، روحِ دیں
ہست حب رحمۃ للعالمین

کتاب الحج

حج

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ اَفِیْ کُلِّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ قُلْتُھَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْ بِھَا وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا وَالْحَجُّ مَرَّۃٌ فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ۔ (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! خدا نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا اگر ہاں کر دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے گا اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے حج پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے''۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعیہ پر کلی اختیار رکھتے ہیں کہ اگر چاہتے تو ہر سال حج کرنا فرض فرما دیتے۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَارَادَا الْحَجَّ فَلْیُعَجِّلْ۔ (ابوداؤد، دارمی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو پھر جلد اس کو پورا کرے''۔

3- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَابِعُوْ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَا[1] وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ۔ (ترمذی، نسائی)

1- ھو یحصل الفقر الظاھر بحصول غنی الید والفقر الباطن بحصول غنی القلب (مرقاۃ)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو۔ (یعنی قران کا احرام باندھو یا بالفصل دونوں کو متصلاً کرو) اس لئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کردیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے''۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ غَازِیًا ثُمَّ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِہٖ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَ الْغَازِیْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ۔

(بیہقی، مشکوۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے نکلا اور راستہ میں ہی مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ہمیشہ کیلئے مجاہد، حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے''۔

5- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ عُمْرَۃً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے''۔

6- عَنْ اَبِیْ رَزِیْنِ نِ الْعُقَیْلِیِّ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَبِیْ شَیْخٌ کَبِیْرٌ لَا یَسْتَطِیْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَۃَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ وَاعْتَمِرْ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

''حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بوڑھا باپ اتنا کمزور ہے کہ حج و عمرہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سواری پر سفر کرنے کی اس میں قوت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرلے''۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلُ نِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّھَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ کَانَ عَلَیْھَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَھُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی (اور نذر پوری کرنے سے پہلے) وہ مرگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا اس کو ادا کرتا؟ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر خدائے تعالیٰ کا قرض بھی ادا کر کہ اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے''۔

8- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت بغیر محرم کے ہرگز سفر نہ کرے (چاہے وہ حج ہی کا سفر کیوں نہ ہو)''۔

9- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (پارہ ۴ رکوع ۱)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص زادِ راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا مالک ہو اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ۔ یعنی خدائے تعالیٰ کیلئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جبکہ حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو''۔ (ترمذی)

انتباہ

1- دکھاوے کیلئے حج کرنا اور مال حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔
(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت صفحہ ۱۹ ۱۷ جلد ۶)

2- حج کرنے کے لیے بھی تصویر اور فوٹو کھنچانا جائز نہیں خواہ حج فرض ہو یا نفل، اس لئے کہ گناہ سے بچنا کسی نیکی کے اکتساب سے اہم و اعظم ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۹ پر اشباہ سے ہے۔ اعتناء الشرع بالمنهيات اشد من اعتنائه بالماموراتـ۔

3- عورت کو مکہ شریف تک جانے میں تین روز یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا

محرم ہونا ضروری ہے خواہ جوان ہو یا بوڑھی۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ یا دودھ کے رشتہ کے نکاح کی حرمت ہو جیسے رضاعی بھائی باپ، بیٹا، وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی ہو جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔ (بہارِ شریعت)

4- شوہر یا محرم جس کے ساتھ عورت سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنوں یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ (عالمگیری، درمختار، بہارِ شریعت)

5- عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کے لیے جانا حرام ہے اگر حج کرے گی تو ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ بعض عورتیں بغیر محرم اپنے پیر یا کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ حج کو جاتی ہیں یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

6- عورت کے ساتھ شوہر اور محرم نہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرے۔ (بہارِ شریعت)

7- اگر حج کے مصارف کا مالک ہو اور احباب کے لیے تحفہ و تحائف لانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ تب بھی حج کو جانا فرض ہے اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت)

8- سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی حاضری اور بیت اللہ شریف نیز دیگر مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے بعد حاجیوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے عزیز و اقارب میں مذہبی رنگ پیدا کرتے۔ مگر افسوس کہ ایسا کرنے کی بجائے وہاں سے ریڈیو لا کر اپنے عزیز و اقارب کو دیتے ہیں جس سے وہ اکثر اوقات گانا بجانا بھی سن کر گناہ کماتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ریڈیو لانے والے حاجی کا نامۂ اعمال بھی سیاہ ہوتا رہتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(سورہ المائدہ آیت ۲)

"اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو"۔ (ترجمہ کنز الایمان)

9- جس نے پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہ و نافرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی جو حقوق

العباد اس کے ذمے تھے انہیں ادا کرتا یا ادا کرنے کی فکر کرتا تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق معاف فرما دے اور حقوق العباد کو اپنے ذمہ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصومت سے نجات بخشے۔ (اجب الامداد للامام احمد رضا)

اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کر لیا یعنی سالہائے گزشتہ کی باقی زکوٰۃ ادا کر دی چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ کی قضا کی جس کا حق مار لیا تھا اس کو یا مرنے کے بعد اس کے وارثین کو دے دیا، جسے تکلیف پہنچائی تھی معاف کرا لیا جو صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں سے ان کی ادائیگی کی وصیت کر گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے چھٹکارے کی ہر ممکن کوشش کی تو اس کے لئے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔ (اجب الامداد)

ہاں اگر حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود امور سے غفلت برتی انہیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ از سرِ نو اس کے ذمہ ہوں گے اس لیے کہ حقوق اللہ و حقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے ازالہ کیلئے وہ حج کافی نہ ہوگا اس لئے کہ حج گزرے گناہوں یعنی وقت پر نماز و روزہ وغیرہ ادا کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے۔ حج سے قضا شدہ نماز اور روزہ ہرگز نہیں معاف[1] ہوتے اور نہ آئندہ کیلئے پروانہ آزادی ملتا ہے جبکہ مقبول[2] حج کی نشانی ہی یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہو کر واپس ہو۔ (اجب الامداد)

1- ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۲۶۱ میں اس مسئلہ پر بحث کے بعد فرمایا کہ والحاصل ان تاخیر الدین و غیرہ تاخیر نحو الصلوٰۃ والزکوٰۃ من حقوقہ تعالیٰ فیسقط اثم التاخیر فقط عما مضی دون الاصل دون التاخیر المستقبل، قال فی البحر فلیس معنی التکفیر کما یتوھم کثیر من الناس ان الدین یسقط عنہ و کذا قضاء الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ اذ لم یقل احد بذلک۔ پھر صفحہ ۲۶۲ پر فرمایا: والحاصل کما فی البحران المسئلۃ الظنیۃ فلا یقطع تکفیر الحج الکبائر من حقوقہ تعالیٰ من حقوق العباد۔

2- اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ ۳۰۲ میں ہے گفتہ اند نشان حج مبرور آں ست کہ بہتر از آنکہ رفتہ است برگردد۔ بباید راغب در آخرت و زاہد در دنیا بمعاصی عود نہ کند۔

آج کل بہت سے حضرات برسہا برس حقوق اللہ یعنی نماز وروزہ اور زکوٰۃ وغیرہ نہیں ادا کرتے نیز حقوق العباد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، کسی کو قتل کرتے ہیں، کسی کی زمین غصب کر لیتے ہیں، کسی کا مال چراتے ہیں، کسی کا روپیہ لے لیتے ہیں اور کسی کو ستاتے ہیں پھر حج کر آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے سب گناہ معاف ہو گئے نہ اب چھوٹی ہوئی قضا نمازیں پڑھیں نہ بندوں کے حقوق معاف کرانا ہے یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہ ادا کریں۔ آمین!

بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوٰت اللّٰہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　　کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

مدینہ طیبہ کی حاضری

1- **عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔** (دارقطنی بیہقی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے"۔

2- **عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔**

(دارقطنی بیہقی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کے لیے آیا۔ سوائے میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لیے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں"۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی وَنَبِیِّکَ الْمُجْتَبٰی عَلَیْهِ التَّحِیَّةُ

وَالثَّنَا۔

''اے اللہ! اپنے حبیب مصطفیٰ و نبی مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شفاعت ہمیں عطا فرما''۔

3- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِی بَعْدَ وَفَاتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ (دار قطنی، طبرانی)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات (دنیوی) میں زیارت سے مشرف ہوا۔

انتباہ

1- زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہار شریعت)

2- حج کیلئے جانا اور سرکار اقدس ﷺ کے روضہ انور کی زیارت نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے۔

انبیائے کرام زندہ ہیں

1- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱)

''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں''۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا زندہ است بہ حقیقت دنیاوی یعنی خدائے تعالیٰ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۷۶)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ لا فرق لهم فی الحالین ولذا قیل اولیاء الله لا یموتون ولكن ینتقلون من دار الی دار۔ یعنی انبیائے کرام کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے

کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

(مرقاۃ جلد ۲ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۱۲)

2- عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی والبیہقی وابن ماجہ کلہم عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰)

"حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرما دیا ہے"۔

حضرت ملا علی قاری رضی اللہ عنہ رب الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

ان الا نبیاء فی قبورھم احیاء۔

"انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۲۰۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا را است۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۷۴)

یعنی انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کی زندگی سب مانتے آئے ہیں۔ کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اسی لئے شب معراج جب سرکار اقدس ﷺ بیت المقدس پہنچے تو انبیائے کرام علیہم السلام کو وہاں نماز پڑھائی۔ اگر انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات زندہ نہ ہوتے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لیے کیسے آتے۔

2- انبیائے کرام کی زندگی جسمانی حقیقی دنیوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے اسی لئے انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ نہیں تقسیم کیا جاتا اور نہ ان کے

بیویاں دوسرے سے نکاح کرسکتی ہیں اور شہیدوں کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور ان کی بیویاں عدت گزارنے کے بعد دوسرے سے نکاح کرسکتی ہیں۔

3- انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی برزخی نہیں بلکہ دنیوی ہے بس فرق صرف یہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔ **و مما ھُوَ مقر عند المحققین انه صلی اللّٰہ تعالٰی حیٌ یُرْزَقُ ممتع بجمیع الملاذ و العبادات غیر انّہٗ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات۔**

(مع طحاوی مصری صفحہ ۴۴۷)

یعنی یہ بات اربابِ تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں۔ ان پر روزی پیش کی جاتی ہے۔ تمام لذات والی چیزوں کا مزا اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ آپ کے بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔ **الانبیاء علیہم السلام احیاءٌ فِی قُبُوْرِھِمْ حَیَاۃً حقیقۃً۔** یعنی انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۸۴ میں ہے۔ **انه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حی یرزق و یستمد منه و المدد المطلق۔** یعنی بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم باحیات ہیں انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب **سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل** مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحیمیہ دیوبند صفحہ ۱۶۱ میں فرمایا کہ باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقتِ حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم باقی ست و بر اعمال امت حاضر و ناظر۔ و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربی۔

یعنی علمائے امت میں اتنے اختلافات و کثرتِ مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ

میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آں حضرت ﷺ حیاتِ (دنیوی) کی حقیقت کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔ اس حیاتِ نبوی ﷺ میں مجاز کی آمیزش اور تاویل کا وہم نہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ نیز طالبان حقیقت کے لیے اور ان لوگوں کے لیے کہ آنحضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ ان کو فیض بخشنے والے اور مربی ہیں۔

4- پارہ ۲۳ آیت ۳۰۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔

''بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے''۔

میں حضور ﷺ کے لیے موت آنا ذکر فرمایا تو اس سے مراد اس عالم دنیا سے منتقل ہونا ہے اور ان احادیث کریمہ میں حیات سے بعد وصال حقیقی زندگی مراد ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

کِتَابُ الْبُیُوع

حلال روزی

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ۔ (بیہقی۔مشکوٰۃ)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شریعت کے دیگر) فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِّیَ بِالْحَرَامِ۔ (بیہقی،مشکوٰۃ)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بدن کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

3- عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ مِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ (بخاری شریف)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جبکہ کوئی اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟

انتباہ

1- چکی والے گیہوں وغیرہ پیسنے کے بعد فی کلو تیس چالیس گرام آٹا ''اجرتی'' کہہ کر نکال لیتے ہیں ناجائز و حرام ہے اس لیے کہ اتنی مقدار میں آٹا نہیں جلتا۔ ثبوت یہ کہ چکی والے کے پاس دس پانچ کلو آٹا روزانہ فاضل بچ جاتا ہے۔

اور اگر چکی والا کچھ پیسا اور اپنے پیسے ہوئے آٹے میں سے کچھ آٹا اجرت ٹھہراویں جو یہ بھی ناجائز اس لیے کہ قفیز طحان ہے۔ بہارِ شریعت جلد چہاردہم صفحہ ۱۴۱ میں ہے۔ اجارہ پر کام کرایا اور یہ قرار پایا کہ اسی میں تم اتنی اجرت لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بننے کے لیے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا یا غلہ اٹھا کر لاؤ اس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا (یا کھیت کٹوایا اور اسی میں سے اجرت دینا طے کیا) یہ سب صورتیں ناجائز[1] ہیں۔ ملخصاً۔

ہاں پیسہ اور گیہوں یا باجرہ وغیرہ کی اجرت مقرر کریں تو جائز ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے کہ جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اجرت میں دینا ہے اس کو پہلے ہی علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اجرت ہے۔ مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے یا غلہ اٹھانے والے کو اسی غلہ میں سے نکال کر دے دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے (جیسا کہ) بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں۔

2- بعض لوگ اس طرح کھیت کٹواتے ہیں کہ ہم فی بیگھہ یا ہر روز چار سیر دھان مزدوری دیں گے مگر یہ نہیں ٹھہراتے کہ ہم تمہارے کام کیے ہوئے میں سے دیں گے۔ اب خواہ اسی کام کیے ہوئے سے دیں کوئی حرج[2] نہیں۔

3- کپڑا سلنے کے لیے دیا تو درزی نے اسی میں سے کاٹ لیا۔ روئی کاتنے کیلئے دی تو کاتنے والے نے روئی نکال لی، کپڑا بننے کیلئے دیا تو بننے والے نے سوت نکال لیا اور

1- درمختار میں ہے لو دفع غزلا لآخر لینسجه له بنصفه او استاجر بغلا لحمل طعامه ببعضه او ثور الیطحن بره ببعض دقیقه فسدت فی الکل لانه استاجره بجزءٍ من عمله والاصل فی ذلک نهیه صلی الله تعالیٰ وسلم عن قفیز الطحان۔ اور فتاوی عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ ۴۴۹ میں ہے۔ لا تصح اجارۃ الرحی بطحن برہ ببعض دقیقة کذا فی شرح ابی الکلام ۱۲۔ منہ

2- درمختار کتاب الاجارہ میں ہے والحیلة ان یفرز الاجر اولا او یسمّی قفیزا بلا یقین ثم یطعیه قفیزا فیجوز ۱۲ منہ۔

بھرنے کیلئے دیا تو بھرنے والوں نے سوت نکال لیا یہ سب ناجائز و حرام ہے۔
افسوس کہ یہ باتیں علانیہ کھلے طور پر مسلمانوں میں اس طرح رائج ہو گئیں ہیں کہ اب لوگوں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم حرام روزی سے اپنا پیٹ بھر کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں بلکہ عوام تو عوام خواص بھی اسی طرح حرام روزی حاصل کرنے میں بے باک نظر آتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر — خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

اچھا تاجر

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ۔ (ترمذی)

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سچے اور دیانت دار تاجر (کا حشر) نبیوں علیہم السلام، صدیقوں اور شہیدوں رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوگا"۔

2- عَنْ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلتُّجَّارُ یُحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰی وَبَرَّ وَصَدَقَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

"حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن (بددیانت) تاجروں کا حشر نافرمانوں کے ساتھ ہوگا مگر جو تاجر خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہوا حرام سے بچے جھوٹی قسم نہ کھائے اور سچ بولے (تو اس کا حشر فاجروں کے ساتھ نہیں ہوگا)۔

3- عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَمْ یُنَبِّہْ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰہِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَلْعَنُہٗ۔ (ابن ماجہ)

"حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص عیب دار چیز بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے"۔

انتباہ

1- مردار کی چربی بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ نہ اسے چراغ میں جلا سکتے ہیں۔ نہ چمڑا پکانے کے کام میں لا سکتے ہیں۔ (شامی جلد ۴ صفحہ ۱۲۰ بہارِ شریعت جلد ۱۱ صفحہ ۵۷۸)

2- مردار کے چمڑے کو بھی بیچنا باطل ہے جو پکایا ہوا نہ ہو اور جس کی دباغت کر لی ہو تو بیچنا جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

دباغت کی تین صورتیں ہیں۔ کھارے نمک وغیرہ یا کسی دوا سے پکایا جائے یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھا لیا جائے کہ تمام رطوبت خشک ہو کر بدبو جاتی رہے۔ (بہارِ شریعت)

3- کافر حربی کے ہاتھ مردار کی چربی اور چمڑا بیچنا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت بہ حوالہ ردالمختار)

4- بعض لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف کر لیں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز ہے، بچے اسی کے ہیں جس کے گائے اور بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبی اجرت ملے گی۔ (بہارِ شریعت صفحہ ۲۲۱۹ جلد ۱۴)

اور جیسا کہ شامی جلد سوم صفحہ ۳۶۱ میں ہے۔ اذا دفع البقرة یعلف لیکون الحادث بینھُمَا نصفین فما حدث فھو لصاحب البقرة وللاخر مثل علفه واجر مثله تاتار خانیه۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ ۴۴۰ میں بھی ہے۔

5- کسی کو مرغی دی کہ جتنے انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے۔ یہ اجارہ بھی فاسد اور ناجائز ہے۔ انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری مصری جلد صفحہ ۴۴۳، بہارِ شریعت جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۳)

6- کسی چیز کی قیمت زیادہ مانگنا پھر اس سے کم مانگنا پھر اس سے کم پر دے دیا جائز ہے۔ یہ جھوٹ میں داخل نہیں ہے۔

7- تالابوں، جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۱ صفحہ ۸۷) اور جیسا کہ درمختار باب البیع الفاسد میں ہے۔ لم تجز اجارة برکة لیصاد منھا السمك۔

سود کا بیان

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔ (مسلم شریف)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے سود لینے والوں، سود دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِرْهَمُ رِبٰوا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلٰثِيْنَ زِنْيَةً۔ (احمد، دارقطنی، مشکوۃ)

''حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جو آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہے''۔

3- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرِّبٰو سَبْعُوْنَ جُزْءًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سود (کا گناہ) ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے''۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاَهْدٰى اِلَيْهِ اَوْ حَمَلَهٗ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهُ وَلَا يَقْبَلْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ جَرٰى بَيْنَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو قرض دے اور پھر قرض لینے والا اس کے پاس کوئی ہدیہ اور تحفہ بھیجے یا سواری کے لیے کوئی جانور پیش کرے تو اس سواری پر سوار نہ ہو اور اس کا ہدیہ اور تحفہ قبول نہ کرے البتہ قرض دینے سے پہلے آپس میں اس قسم کا معاملہ ہوتا رہا ہو تو کوئی حرج نہیں''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "ہر قرضے کہ بکشد سودے را پس آں ربوا است (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۲۵) یعنی ہر وہ قرض کہ جس سے نفع حاصل ہو سود ہے۔

انتباہ

1- سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے، حرام سمجھ کر سود لینے والا فاسق مردود الشہادت ہے۔ (بہار شریعت)

2- عقد فاسد کے ذریعہ کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر کافر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو۔ مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپیہ خریدے یا اس کے ہاتھ مردار بیچ ڈالا کہ اس طریقہ پر مسلمان سے روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔ (شامی۔ بہار شریعت صفحہ ۱۵۳ جلد ۱۱)

3- ہندوستان اگر چہ دار الاسلام ہے اس کو دار الحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ تو ذمی ہیں نہ مستامن کیونکہ ذمی مستامن کیلئے بادشاہ اسلام کا ذمہ اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا یہاں کے کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جب کہ بدعہدی نہ ہو۔ (بہار شریعت جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۳)

4- ہندوستانی کفار کا مال چوری، ڈاکہ، مکاری اور فریب سے حاصل کرنا جائز نہیں۔

5- انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے جگہ جگہ جو بلاک قائم ہیں وہاں روپیہ وغیرہ زائد رقم دینے کی شرط پر بلا ضرورت لانا اور انہیں نفع دینا منع ہے۔

6- بینک خواہ انڈیا (غیر مسلم حکومت) کا ہو یا کسی کافر حربی کا اس کا نفع شرعاً سود نہیں اسی طرح انڈیا گورنمنٹ یا کافر حربی کے مسلم ملازمین کو فنڈ کا جو نفع ملتا ہے وہ بھی سود نہیں۔ البتہ مسلم بینک کا نفع سود ہے۔

فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۳۹ پر ہے گرفتن سود از حربیاں باین وجہ حلال است کہ مال حربی مباح ست اگر در ضمن آں نقض عہد نہ باشد و حربی چوں خود بخود بدہد بلاشبہ حلال خواہد بود۔

رہن اور بیع سلم

1- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ یُسْلِفُوْنَ فِی الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَیْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلْیُسْلِفْ فِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے مدینہ کے لوگ پھلوں میں سال دو سال اور تین سال کی (پیشگی) بیع کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح کی بیع کرے اسے چاہئے کہ معین پیمانہ معین وزن اور معین مدت کے ساتھ کرے''۔

2- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَغْلَقُ الرَّهْنُ الرَّهْنَ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِیْ رَهَنَهٗ لَهٗ غُنْمُهٗ وَعَلَیْهِ غُرْمُهٗ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی چیز کو رہن کر دینے سے رہن کرنے والے کی ملکیت ختم نہیں ہو جاتی اس کے منافع کا حق دار راہن[1] ہے اور (چیز ضائع ہو جائے تو) مرتہن[2] تاوان کا ذمہ دار ہے۔

انتباہ

1- بیع سلم یعنی ایسی خرید و فروخت کہ جس میں قیمت نقد یا مال ادھار ہو جائز ہے۔ مثلاً زید نے فصل تیار ہونے سے پہلے بکر سے کہا کہ آپ سو روپیہ ہمیں دے دیجئے ہم فی روپیہ چار کلو گیہوں آپ کو فلاں تاریخ میں دے دیں گے۔ تو خواہ اس وقت ادائیگی کے وقت بازار کا بھاؤ فی روپیہ تین کلو ہو زید پر فی روپیہ چار کلو گیہوں کا دینا واجب ہوگا۔ بہ شرطیکہ فیہ[3] کی جنس بیان کر دی جائے کہ گیہوں دے گا یا جو اور اس کی نوع بیان کر دی جائے

1- راہن جو دوسرے کے پاس کوئی چیز رکھے

2- مرتہن جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے۔ ۱۲ منہ

3- مسلم فیہ جس چیز کو فروخت کیا گیا۔ ۱۲ منہ

کہ فلاں نام کا گیہوں دے گا اور یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ گیہوں اعلیٰ ہو گا یا اوسط یا ادنیٰ نیز یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ گیہوں کتنا دے گا؟ کس تاریخ میں دے گا اور کس جگہ دے گا اور بھی کچھ شرطیں ہیں جن کی تفصیلات بہارِ شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔

2- کھیت رہن رکھنے کا جو عام رواج ہے کہ کسی شخص کو کچھ روپیہ دے کر اس کا کھیت اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ ہم کھیت سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اور گورنمنٹی لگان دیتے رہیں گے پھر جب تم روپیہ ادا کرو گے تو ہم کھیت واپس کر دیں گے۔ یہ ناجائز ہے اس لئے کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا۔ یعنی قرض سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔ البتہ کافر حربی کا کھیت اس طرح لے سکتا ہے اس لیے کہ عقودِ فاسدہ کے ذریعہ ان کا مال لینا جائز ہے۔

3- بعض لوگ کھیت اس طرح رہن رکھتے ہیں کہ مرتہن کھیت کو جوتتے ہوئے فائدہ حاصل کرے۔ اور کھیت کا دس یا پانچ سالہ کرایہ مقرر کر دیتے ہیں اور طے یہ پاتا ہے کہ وہ رقم زرِ قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی تو کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ واجبی اجرت سے کم طے پایا اس لیے کہ یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے کھیت کرایہ پر دیا اور کرایہ پیشگی لے لیا۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۳۹)

قرض دار کو مہلت دینا

1- عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرض دار کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا"۔

2- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلٰی رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهٗ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ یَوْمٍ صَدَقَةٌ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا کسی شخص پر کوئی حق ہو وہ اسے مہلت دے تو اسے ہر دن کے عوض صدقہ کا ثواب ملے گا''۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَیْنِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان اپنے قرض کے سبب معلق رہتی ہے جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے''۔

4- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یُغْفَرُ لِلشَّهِیْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے''۔

زمین پر ناجائز قبضہ

1- عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی سَبْعِ اَرَضِیْنَ۔ (بخاری شریف)

''حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ ناحق دبا لے تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں (کی تہ) تک دھنسایا جائے گا''۔

2- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ۔ (مسلم۔ بخاری)

''حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلم سے حاصل کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔

3- عَنْ اَبِیْ حُرَّۃَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَایَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ۔ (بیہقی)

''حضرت ابوحرہ رقاشی رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار (کسی پر) ظلم نہ کرنا (اور) کان کھول کر سن لو کہ کسی شخص کا مال (تمہارے لیے) حلال نہیں ہوسکتا مگر وہ خوش دلی سے راضی ہوجائے گا''۔

❀......❀......❀

کِتَابُ النِّکَاح

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے یہ (اجنبی عورت کی طرف سے) نگاہ کو روکنے والا شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ۔ (مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری دنیا ایک متاعِ زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے''۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ نکاح کے سوا (اور کوئی رشتہ) دیکھنے میں نہیں آیا جو دو اجنبی آدمیوں کے درمیان اتنی گہری محبت پیدا کردے''۔

انتباہ

1- جو شخص مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے نکاح کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے یقین ہو کہ بحالت تجرد زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر اس کا

یقین نہیں بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انہیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت)

2- بعض لوگ بیوہ عورتوں سے نکاح کرنا، خاندان کے لیے عار سمجھتے ہیں یہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔

3- مرتد و مرتدہ، کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہو سکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتدہ و مرتد سے۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار) اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۶۳ میں ہے۔ لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتده ولا مسلمة ولا كافرة اصلية و كذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد كذا فى المبسوط۔ یعنی مرتدہ مسلمہ اور کافرہ اصلیہ سے مرتد کا نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور ایسا ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی مبسوط میں ہے۔

4- وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، نیچریوں وغیرہ بددینوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنا اہل سنت کے لیے ہرگز جائز نہیں۔

5- پورے ہندوستان میں عام طور پر جو رائج ہے کہ عورت یا ولی سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے جس کو وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے شخص سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنا دے اگر ایسا کیا گیا تو نکاح فضولی ہوا (عورت کی) اجازت پر موقوف رہے گا اجازت سے پہلے مرد وعورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا یوں چاہئے کہ جو نکاح پڑھائے وہ خود عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔ (بہار شریعت) یا پھر عورت کا وکیل اس بات کی بھی اجازت حاصل کرے کہ وہ نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے کو وکیل بنا سکتے ہیں۔

6- بعض لوگ ایجاب وقبول کے الفاظ بہت آہستہ بولتے ہیں اگر اس قدر آہستہ بولے کہ حاضرین میں سے دو آدمیوں نے بھی ایجاب وقبول کے الفاظ نہ سنے تو نکاح نہ ہوا۔
7- نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکا کو کلمہ طیبہ اور ایمانِ مجمل ومفصل پڑھانا جائز ہے جیسا کہ رائج ہے بہتر ہے۔
8 خطبۂ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

دعا بعد نکاح

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اٰدَمَ وَحَوَّآءَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَسَارَةَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ وَبِلْقِيْسَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا

اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُوْسٰى وَصَفُوْرَاءَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا يُوْسُفَ وَزُلَيْخَا عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامِ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَخَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ وَسَائِرِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

مہر کا بیان

1- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَ اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نکاح کی) شرطوں میں سے جس شرط کا پورا کرنا تمہارے لیے سب سے زیادہ اہم ہے وہ وہی شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ (یعنی دینِ مہر)۔

2- عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صِدَاقُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ صِدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِيَةً وَنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِيَةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ (مسلم)

''حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر کتنا تھا؟ انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (اکثر) بیویوں کے لیے بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ پھر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نصف اوقیہ۔ تو سب مل کر پانچ

سو درہم ہوئے"۔

ایک اوقیہ چالیس 40 درہم کا اور ایک نش بیس درہم کا ہوتا ہے لہٰذا بارہ اوقیہ اور ایک نش کا 500 درہم ہوا۔ تفصیل یہ ہے 12 اوقیہ x40 درہم =480 درہم +20 درہم =500 درہم۔ پھر ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے تو پانچ سو درہم کا ساڑھے سترہ سو ماشے (500 درہم x3.5 ماشہ =1750 ماشہ) اور بارہ ماشہ کا تولہ ہوتا ہے تو ساڑھے تیرہ سو ماشہ کا ایک سو پینتالیس تولہ دس ماشہ ہوا۔(1750 ماشہ ÷12 ماشہ =145 تولہ 10 ماشہ) جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کو حساب سے تقریباً سواسات سو 725 روپیہ ہوا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے مذکورہ بھاؤ اور سکہ رائج الوقت کے حساب سے حضور ﷺ کی (اکثر) بیویوں کا مہر تقریباً سواسات سو روپیہ تھا۔

مہر فاطمہ: حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولے چاندی تھی جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کے حساب سے پانچ سو ساڑھے بیاسی روپیہ ہوئی۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد سوم صفحہ ۲۴۷ میں ہے۔ نَقَلَ ابنُ الْهُمَامِ اَنَّ صِدَاقَ فَاطِمَةَ كَانَ اربع مائة دِرْهَمٍ۔ یعنی امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے نقل فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا چہار صد درہم بود ملخصاً۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۱۴۷)

انتباہ

1- مہر کم سے کم یعنی ابتدائی مہر دس درہم ہے۔ درمختار باب المہر میں ہے۔ اَقَلُّهُ عَشْرَةُ دَرَاهِمَ۔ یعنی مہر کی مقدار کم از کم دس درہم (۲ تولہ ۱۱ ماشہ چاندی) ہے جس کی قیمت پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے چودہ ۱۴ روپیہ اٹھاون ۵۸ پیسہ ہوئی۔ اور اگر چاندی کا بھاؤ چھ روپیہ ہو جائے تو دس درہم کا ساڑھے سترہ روپیہ ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے نرخ کی کمی بیشی روپیہ سے ابتدائی مہر کی مقدار کی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔ لہٰذا اس گرانی کے زمانہ میں مہر کی کم سے کم مقدار تین روپیہ ساڑھے دس آنہ سمجھنا غلطی ہے۔

2- زیادتی کی جانب مہر کی کوئی مقدار معین نہیں ہزار دس ہزار بلکہ چالیس ہزار اور اس سے

زیادہ مہر مقرر کر سکتے ہیں لیکن بہت زیادہ مہر باندھنا بہتر نہیں۔

3- مہر کی تین قسمیں ہیں۔ معجّل۔ موجّل۔ مطلق۔ مہر معجّل وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اور موجل وہ مہر ہے جس کی ادائیگی کیلئے کوئی میعاد مقرر ہو۔ اور مطلق وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو اور یہی ہمارے ہندوستان میں عام طور سے رائج ہے۔

4- مہر معجّل وصول کرنے کیلئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور موجل میں میعاد پوری ہونے کے بعد روک سکتی ہے پہلے نہیں روک سکتی۔ اور مہر مطلق وصول کرنے کیلئے کبھی نہیں روک سکتی۔

5- ہندوستان میں عام دستور ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دیگر ورثہ کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں [1] یعنی بیوی نے معاف بھی کر دیا تو ایسی حالت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔

دعوتِ ولیمہ

1- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو''۔

2- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس کے لیے صرف مالدار لوگ بلائیں جائیں۔ اور غریب محتاج لوگوں کو نہ پوچھا جائے''۔

1- درمختار باب المہر کی عبارت صح حطھا کے تحت ردالمحتار میں ہے ولا بد من رضاھا وان لا تکون مریضۃ مرض الموت ملخصاً اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۹۳ میں ہے لابد فی صحۃ حطھا من الرضا حتی لو کانت یصح ومن ان لا تکون مریضۃ مرض الموت ھکذا فی البحر الرائق ۱۲ منہ۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا۔ (ابوداؤد)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ (بے وجہ شرعی) دعوت قبول نہ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور جو بغیر دعوت پہنچ جائے تو وہ چور کی طرح گیا اور ڈاکو بن کر نکلا۔

میاں بیوی کا باہمی برتاؤ

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدٍ اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَ مَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ (ترمذی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی (دوسرے) کو سجدہ کرے تو عورت کو دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (لیکن چونکہ غیر خدا کو سجدہ کرنا حرام ہے اس لئے ایک عورت اپنے شوہر کو سجدہ تو نہیں کر سکتی البتہ اس کے لیے شوہر کی اطاعت کا حکم ضرور ہے۔)

2- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ (ترمذی)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو تو وہ عورت جنتی ہے''۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ۔ (ترمذی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں کامل الایمان وہ شخص ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہو اور تم میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں''۔

4- عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِي عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اسے پہناؤ اور (اگر کسی خلافِ شرع بات پر سزا دینی ہو) اس کے منہ پر نہ مارو، اور اسے برا نہ کہو اور اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں''۔

5- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهٗ سَاقِطٌ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل وانصاف نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے جسم کا ایک دھڑ الگ ہو گیا ہو گا''۔

پردہ کی باتیں

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِرَ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرُّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ تو ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں عطا ہو اسے بھی شیطان سے بچا۔ پھر اگر عورت مرد کے درمیان اسی صحبت سے لڑکا پیدا ہونا مقدر ہو گیا (یعنی حمل قرار پا گیا) تو شیطان اس لڑکے کو کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْحِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ (الاية) اَقْبِلْ وَاَدْبِلْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ جو نازل کی گئی نِسَائُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ یعنی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے سے آؤ پیچھے سے آؤ لیکن پیچھے کے مقام میں صحبت کرنے سے بچو اور حالت حیض (میں ہمبستری) کرنے سے پرہیز کرو''۔

3- عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوْا النِّسَآءَ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ۔ (احمد، ترمذی)

''حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات (کے اظہار) سے شرم نہیں فرماتا تم لوگ عورتوں کے پیچھے کے مقام میں صحبت نہ کرو''۔

4- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ اَتٰى رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِى الدُّبُرِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے''۔

5- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰى اِمْرَاَتَهٗ فِيْ دُبُرِهَا۔ (احمد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے وہ ملعون ہے''۔

دیکھنا جائز نہیں

1- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ

اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے یعنی کسی اجنبی عورت کو دیکھنا شیطانی کام ہے''۔

2- عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَيْمُوْنَةُ اِذْ اَقْبَلَ اِبْنُ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَفَعَمْيَا وَاِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ۔ (احمد، ترمذی۔ ابوداؤد)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی کہ (ایک نابینا صحابی) ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آرہے تھے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم دونوں سے) فرمایا کہ پردہ کرلو (حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دنوں بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھوگی''۔

یعنی مرد کیلئے جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورت کیلئے بھی اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہیں

3- عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ نَظَرِ الْفُجَائَةِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَنْصَرِفَ بَصَرِيْ۔ (مسلم)

''حضرت جریر بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی عورت پر) اچانک نظر پڑجانے کے متعلق پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم فرمایا''۔

4- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا عَلِيُّ لَا تَتْبِعِ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةَ۔ (ترمذی)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! (اجنبی عورت پر) ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ مت ڈالو کہ اچانک پڑجانے والی پہلی نگاہ

تمہارے لیے معاف ہے دوبارہ دیکھنا جائز نہیں''۔

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْمَرْاَۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِیْ صُوْرَۃِ الشَّیْطَانِ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْہُ الْمَرْاَۃُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِہٖ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ فَلْیُوَاقِعْھَا فَاِنَّ ذٰلِکَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِہٖ۔ (مسلم شریف)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی شکل میں پیچھے جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو غیر عورت اچھی معلوم ہو تو پھر اس کا خیال دل میں جم جائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے اور اس سے ہم بستری کرے اس لیے کہ ایسا کرنا اس کے دل کے شہوانی خیال کو دور کر دے گا''۔

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی

1- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَاَۃٍ ثَیِّبَۃٍ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ ذٰلِکَ اَوْ ذَا مَحْرَمٍ۔ (مسلم شریف)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار! کوئی مرد کسی ثیبہ یعنی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے مگر صرف اس حالت میں کہ وہ مرد یا تو اس کا شوہر ہو یا اس کا محرم''۔

2- عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھَا الشَّیْطٰنُ۔ (ترمذی)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کیساتھ تنہائی میں نہیں جمع ہوتا لیکن اس حال میں کہ وہاں دو کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے''۔

3- عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوُ

اَلْمَوْتَ۔ (مسلم)

''حضرت عقبہ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (غیر) عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر وہ اس عورت کا دیور ہو تو فرمایا دیور تو موت ہے''۔ (یعنی وہ اور بھی خطرناک ہے)

4- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ مَعَ اِحْدٰی نِسَائِہٖ فَمَرَّ بِہٖ رَجُلٌ فَدَعَاہُ فَقَالَ یَا فُلَانُ ھٰذِہٖ زَوْجَتِیْ فُلَانَۃُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کُنْتُ اَظُنُّ بِہٖ فَلَمْ اَکُنْ اَظُنُّ بِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ۔ (مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بیوی کے ہمراہ تھے اتنے میں ایک شخص سامنے سے گزرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر فرمایا اے فلاں! سن لے یہ عورت میری فلاں بیوی ہے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں کسی اور کے ساتھ بدگمانی نہیں کرتا تو معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدگمانی کروں گا۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات دراصل یہ ہے کہ شیطان انسان کے بدن کے اندر خون کی نالیوں میں دوڑتا پھرتا ہے اس لیے یہ اندیشہ کچھ بعید نہیں کہ وہ تیرے دل میں وسوسہ ڈال دے کہ رسولِ خدا ایک اجنبی عورت کے ساتھ ہیں''۔

زنا، لواطت

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ۔ (بخاری شریف)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے (اس وقت) مومن نہیں رہتا یعنی مومن کی صفات سے محروم ہو جاتا ہے''۔

2- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ یَظْھَرُ فِیْھِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَۃِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ یَظْھَرُ فِیْھِمُ الرِّشَا اِلَّا

اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قوم قحط سالی میں ضرور مبتلا کی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے وہ (اپنے دشمن کے) خوف و ہراس میں مبتلا رہتی ہے''۔

3- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا زَنٰی بِامْرَاَۃٍ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّهٗ مُحْصِنٌ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ۔ (ابوداؤد)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوڑے لگوائے پھر خبر دی گئی وہ محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرا دیا یعنی لوگوں نے پتھروں سے مار مار کو ہلاک کر دیا''۔

4- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم (حضرت) لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو''۔

5- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاهُ رَزِیْنٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِیًّا اَحْرَقَهُمَا وَاَبَا بَکْرٍ هَدَمَ عَلَیْهِمَا حَائِطًا۔

''حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ (رزین) اور انہیں کی ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فعل بد کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو جلا دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دی''۔

انتباہ:

1- یہاں اگر حکومت اسلامی ہوتی تو زانی کو سو ۱۰۰ کوڑے مارے جاتے یا سنگسار کیا جاتا یعنی اس قدر پتھر مارا جاتا کہ وہ مر جاتا مگر اس حال میں زانی اور زانیہ کے لیے یہ حکم ہے

کہ مسلمان ان کا پورے طور پر بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سلام و کلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کردیں تو تاوقتیکہ توبہ کر کے وہ اپنے گناہ سے باز نہ آجائیں۔ اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے تو وہ بھی گنہ گار ہوں گے''۔

2- لواطت کرنے والے جسمانی طور پر بھی سخت سزا کے مستحق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر دیوار گرادی اور ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں قتل کردو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے۔

زمانۂ موجودہ میں لواطت کرنے والے اور کرانے والے کے متعلق یہ حکم ہے کہ مسلمان ان سے پورے طور پر قطع تعلق کریں اور اس خبیث فعل سے باز آجانے کے لیے ان پر اپنی طاقت بھر اتنی سختی کریں کہ وہ اپنے اس گندے خلافِ فطرت فعل سے باز آجائیں اگر مسلمان اپنی غفلت سے کام لے کر خاموشی اختیار کریں گے تو گنہ گار ہوں گے۔
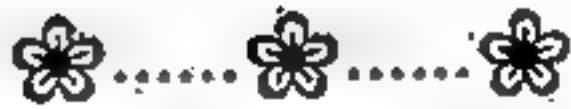
کتاب الطلاق

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام حلال چیزوں میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے''۔

2- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ سَئَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی عذر معقول کے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے''۔

3- عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غَضْبَانُ ثُمَّ قَالَ اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ۔ (نسائی)

''حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں۔ یہ سنتے ہی حضور ﷺ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں''۔

4- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَاءَتْ امْرَاَۃُ رِفَاعَۃَ الْقُرَظِیِّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّیْ کُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَۃَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَہٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ [1] وَمَا مَعَہٗ اِلَّا مِثْلُ ھُدْبَۃِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَۃَ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ۔ (بخاری، مسلم)

1- بفتح الزاء المنقوطته و کسر لاباء الموحدة علی وزن الامیر۔ ۱۲منه

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دی پھر میری طلاق قطعی کر دی یعنی مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد میں نے عبد الرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا اور نہیں ہے ان کا (عضو) مگر کپڑے کے دامن کی طرح نرم (یعنی وہ ہمبستری کی قدرت نہیں رکھتے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوٹ کر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں جا سکتی ہو جب تک کہ تم عبدالرحمٰن سے اور وہ تم سے جنسی حظ نہ حاصل کر لیں''۔

انتباہ

1- طلاق کی تین قسمیں ہے۔ رجعی، بائن اور مغلظہ۔ طلاقِ رجعی کا مطلب یہ ہے کہ شوہر عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اور بعد عدت عورت کی مرضی سے نکاح کر سکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق بائن کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی مرضی سے شوہر عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہے اور عدت کے بعد بھی حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق مغلظہ کا مطلب یہ ہے کہ عورت بغیر حلالہ شوہر اول کے لیے جائز نہ ہوگی [2]۔

2- حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس سے وطی بھی کرے اب دوسرے شوہر کی موت یا طلاق کے بعد عدت پوری ہونے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے فوراً بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس لیے کہ غیر مدخولہ کے لیے عدت نہیں۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت وغیرہ)

حدیث شریف میں حلالہ کرنے پر جو لعنت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے۔ اور اگر ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط نہ لگائی جائے تو کوئی

2- رجعی بائن اور طلاق مغلظہ کی صورتیں بہارِ شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

قباحت نہیں بلکہ اگر بھلائی کی نیت ہو تو مستحق اجر ہے درمختار ردالمحتار صفحہ ۵۵۹ جلد ۲ میں ہے۔ لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على ان احللك۔ اما اذا اضمر ذلك لا يكره وكان الرجل مأجورا القصد الاصلاح۔ یعنی حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر اس صورت میں لعنت کی گئی ہے کہ جب ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے مثلاً مرد عورت سے یوں کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس بات پر کہ تو شوہر اوّل کیلئے حلال ہو جائے۔ لیکن اگر حلالہ کی نیت دل میں ہو[1] تو اس میں کوئی قباحت و کراہت نہیں بلکہ اگر اصلاح کی نیت سے ہو تو موجب اجر ہے۔

3- طلاق دینا جائز ہے لیکن بغیر وجہ شرعی ممنوع ہے۔

4- وجہ شرعی ہو تو طلاق دینا مباح ہے بلکہ اگر عورت شوہر کو یا دوسروں کو تکلیف دیتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو تو طلاق دینا مستحب ہے۔

5- اگر شوہر نامرد ہے یا اس پر کسی نے جادو کر دیا ہو کہ ہمبستری نہیں کر پاتا اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے اگر طلاق نہیں دے گا تو گنہ گار ہو گا۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ)

عدت

1- عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَاذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ۔

(بخاری شریف)

''حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کو شوہر کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد بچہ تولد ہوا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا''۔

معلوم ہوا کہ بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ عدت حامل وضع حمل ست (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۱۸۴)

1- اور ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط کا ذکر نہ آئے۔

اور بیوہ اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۴)

''تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (سورہ الطلاق آیت 5)

''اور حمل والوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل پیدا کر لیں''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر آئسہ یعنی پچپن سالہ یا نابالغہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ۔ (سورہ الطلاق آیت ۵)

''اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے''۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر حاملہ نابالغہ یا پچپن سالہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ خواہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں۔

کما قال اللّٰه تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔

اور طلاق والی غیر مدخولہ عورت کے لیے کوئی عدت نہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ۔ (سورہ الاحزاب آیت ۴۹)

''اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

انتباہ

عوام میں جو مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط ہے اور بے بنیاد ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

حلال اور حرام جانور

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْاُنْسِيَّةَ وَلُحُوْمَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِىْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ۔ (ترمذی)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں، خچروں، درندوں اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کے گوشت کو خیبر کے دن حرام قرار دیا''۔

2- عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَحْمَ حُبَارىٰ۔ (ابوداؤد)

''حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا''۔

3- عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے''۔

4- عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ رَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَعَقَرَهٗ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَىْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نیل گائے کو دیکھا تو شکار کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے؟

عرض کیا، اس کی ران ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا اور کھایا"۔

5- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ اَلْمَیْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجِرَادُ وَالدَّمَانِ الْکَبِدُ وَالطِّحَالُ۔ (احمد، ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لئے دو مردار جانور اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ مردار جانوروں میں تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں"۔

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَلْقَاہُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْہُ الْمَاءُ فَکُلُوْہُ وَمَا مَاتَ فِیْہِ وَطَفَا فَلَا تَاْکُلُوْہُ۔ (ابن داؤد، ابن ماجہ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دریا نے جس مچھلی کو باہر پھینک دیا اس کو کھاؤ اور جو پانی میں تیرنے لگے اسے نہ کھاؤ"۔

7- عَنْ عِکْرَمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِیْثَ اِنَّہٗ کَانَ یَاْمُرُ بِقَتْلِ الْحَیَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَکَھُنَّ خَشْیَۃَ ثَائِرٍ فَلَیْسَ مِنَّا۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

"حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اس ڈر سے نہ مارے کہ دوسرے سانپ اس سے بدلہ لیں گے تو ہمارے طریقے پر نہیں ہے"۔

8- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَۃٍ کُتِبَتْ لَہٗ مِائَۃُ حَسَنَۃٍ وَفِی الثَّانِیَۃِ دُوْنَ ذٰلِکَ وَفِی الثَّالِثَۃِ دُوْنَ ذٰلِکَ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو گرگٹ یا چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دے اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم"۔

انتباہ

1- غراب الابقع یعنی وہ کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے درمختار میں ہے۔ لا یحل الغراب الا بقع الذی یا کل الجیف انہ ملحق بالخبائث۔ اور مہوکا کہ یہ کوے کی

طرح کا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے

2- مچھلی کے علاوہ پانی کے سب جانور حرام ہیں جیسے کچھوا، مگرمچھ وغیرہ۔

3- جھینگا کے مچھلی ہونے میں اختلاف ہے لہٰذا اس سے بچنا بہتر ہے۔

4- پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی کہ جس سے مچھلی مرگئی اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مری ہے تو مچھلی حلال ہے۔

5- خرگوش جو بلی کی طرح کا ایک تیز رفتار جانور ہوتا ہے حلال ہے۔ ہدایہ صفحہ ۴۲۵ میں ہے۔ **لا باس بکل الارنب لان النبی علیہ السلام اکل خین اھدی الیہ مشویا وامر اصحابہ رسول اللہ رضی اللہ عنھم بالا کل منہ۔**

شکار اور ذبح

1- عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَرَاَیْتَ اَحَدُنَا اَصَابَ صَیْدًا وَلَیْسَ مَعَہٗ سِکِّیْنٌ اَیَذْبَحُ بِالْمَرْوَۃِ وَشِقَّۃِ الْعَصَاءِ فَقَالَ اَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہم میں سے کسی کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا وہ پتھر اور لاٹھی کی کھپچی سے اس کو ذبح کر سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا نام لے کر جس چیز سے چاہو خون بہا دو۔ ذبح ہونے کا حق ادا ہو جائے گا''۔

2- عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا عَلَّمْتَ مِنْ کَلْبٍ اَوْ بَازٍ ثُمَّ اَرْسَلْتَہٗ وَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ مِمَّا اَمْسَکَ عَلَیْکَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ اِذَا قَتَلَہٗ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنْہُ شَیْئًا فَاِنَّمَا اَمْسَکَہٗ عَلَیْکَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کتے یا باز کو تم نے سکھایا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو شکار پر چھوڑ دو تو جس جانور کو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھے (اور خود نہ کھائے) تو اس کو تم کھا لو۔ میں نے

عرض کیا اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب وہ شکار کو مار ڈالے اور وہ خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو شکار کو اس نے تیرے لئے پکڑ رکھا ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا مَاشِیَةٍ كَلْبَ مَا اَوْ صَیْدٍ اَوْ زَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مویشی کی حفاظت یا شکار کرنے یا کھیت کی نگہبانی کے مقاصد کے علاوہ صرف شوق کیلئے کتا پالے تو روزانہ ایک قیراط کی مقدار اس کا ثواب کم ہوگا"۔

4- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَیْرِ حَقِّهَا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّهَا قَالَ اَنْ یَّذْبَحَهَا فَیَاْكُلَهَا وَ لَا یَقْطَعُ رَاْسَهَا فَیَرْمِیْ بِهَا۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

"حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا اس سے بڑے پرندے کو ناحق مارے تو خدائے تعالیٰ اس کے متعلق بھی باز پرس کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! پرندوں کا کیا حق ہے فرمایا انہیں ذبح کرے تو کھائے نہ یہ کہ سر کاٹ کر پھینک دے"۔

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هُنَا اَقْوَامًا حَدِیْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ یَاْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِیْ اَیَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوْا اَنْتُمْ اِسْمَ اللّٰهِ وَ كُلُوْا۔ (بخاری)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہاں کچھ قومیں رہتی ہیں جن کے شرک کا زمانہ بہت قریب ہے (یعنی نومسلم ہیں) وہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ذبح کرتے وقت وہ خدائے تعالیٰ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہو اور کھاؤ"۔

6- عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَ لْیُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَ لْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ۔ (مسلم)

''حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب (جانور) ذبح کرنا چاہو تو ٹھیک طرح سے ذبح کرو۔ اپنی چھری کو تیز کرلو اور ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

انتباہ

1- ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ حلقوم جس میں سانس آتی جاتی ہے۔ مری جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ ان دونوں کے اغل بغل دو رگیں ہوتی ہیں جن میں خون کی روانی ہوتی ہے ان کو ودجین کہتے ہیں۔

2- چار رگوں میں سے تین کٹ گئیں یا ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ گیا تو ذبیحہ حلال ہے۔

3- مشرک اور وہابی، مرتد، دہریہ، نیچری کا ذبیحہ حرام ومردار ہے۔

4- ہندو نے کہا کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہا کہ میں مسلمان سے خرید کر لایا ہوں تو اس کا کھانا جائز ہے۔ درمختار میں ہے۔ اصلہ ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات۔

5- ذبح کرنے میں قصداً بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا تو جانور حرام ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو حلال ہے۔ (ہدایہ جلد ۴، صفحہ ۴۱۹، بہار شریعت)

6- اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے۔ مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ (ہدایہ، بہار شریعت)

7- بکری اور بھینس وغیرہ میں بائیس ۲۲ چیزیں ناجائز ہیں۔ (۱) اوجھڑی (۲) آنتیں (۳) مثانہ (۴) خصیے (۵) ذکر یعنی علامت نر (۶) فرج یعنی علامت مادہ (۷) پاخانہ کا مقام (۸) رگوں کا خون (۹) گوشت کا خون جو ذبح کے بعد گوشت سے نکلتا ہے (۱۰) دل کا خون (۱۱) جگر کا خون (۱۲) طحال (۱۳) پتہ (۱۴) پت یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے (۱۵) غدود (۱۶) حرام مغز (۱۷) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک کھنچے رہتے ہیں (۱۸) ناک کی رطوبت (۱۹) نطفہ خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جائے یا خود اس جانور کی ہو (۲۰) وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (۲۱) وہ گوشت کا ٹکڑا جو

رحم میں نطفہ سے بنتا ہے چاہے اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں (۲۲) بچہ تام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا ذبح کے بغیر مر گیا۔

8- اولیائے کرام کی نذر و نیاز کے جانور کا گوشت جائز ہے جبکہ بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا ہو جیسا کہ تفسیرات احمدیہ صفحہ۴۲ پارہ دوم کی آیت کریمہ و ما اھل بہ لغیر اللّٰہ کے تحت ہے۔ البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللّٰہ علیھا وقت الذبح و ان کانوا ینذرونھا لہ۔

9- شکاری جانور کا کیا ہوا شکار مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ اولیٰ شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔ دوم اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو دبوچ کر نہ مارا ہو۔ سوم شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔ چہارم اگر شکار کے مرنے سے پہلے شکاری اس کے پاس پہنچا تو اس نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کیا ہو۔ ان شرطوں میں سے اگر کوئی شرط نہ پائی گئی تو جانور حلال نہ ہوگا۔ (خزائن العرفان)

10- سکھائے ہوئے شکاری جانور کی پہچان یہ ہے کہ اگر شکار پر چھوڑا جائے تو جھپٹ جائے اور روکا جائے تو رک جائے۔ اور شکار کئے ہوئے جانور کو مالک کیلئے چھوڑ رکھے اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ تفسیر جلالین صفحہ۹۳ میں ہے۔ علامتھا ان تسترسل اذا ارسلت و تنزجرا اذا زجرو تمسک الصید و لا تاکل منہ۔

11- بندوق یا غلیل کا کیا ہوا جانور اگر مر جائے تو حرام ہے۔ (ردالمحتار۔ بہار شریعت) اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ لا یحل صید البندقۃ و الحجرام۔

12- جو شکار شوقیہ محض بغرض تفریح ہو، بندوق غلیل کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ درمختار کتاب الصید میں ہے۔ ھو مباح الا للتلھی کما ھو الظاھر۔

13- بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈک کی کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس سے جانور کو ایذا دینا ہے۔ اسی طرح زندہ گھینسا (کیچوا) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔

(بہار شریعت جلد ہفدہم صفحہ ۳۰۔۲۷)

14- بعض لوگ قصاب کے پیشہ کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار)

قربانی

1- عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَالَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ۔ (احمد، ابن ماجہ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس سے ہم کو ثواب ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے عرض کیا اور اون یارسول اللہ! تو آپ نے فرمایا کہ اون کے ہر بال میں نیکی ملے گی''۔

2- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَ اِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَ اَشْعَارِھَا وَ اَظْلَافِھَا وَ اِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قربانی کے ایام میں ابن آدم کا کوئی عمل خدائے تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں۔ اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدائے تعالیٰ کے نزدیک مقام مقبول پر پہنچ جاتا ہے۔

3- عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا ھٰذَا فَقَالَ اِنَّ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ۔ (ابوداؤد)

''حضرت حنش رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دو دنبے ذبح کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کیا کروں تو میں (دوسرا دنبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے) قربانی کررہا ہوں''۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّجَدَ سَعَۃً وَّلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا۔ (ابن ماجہ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب ہرگز نہ آئے''۔

5- عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ ھِلَالَ ذِی الْحَجَّۃِ وَ اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِکْ عَنْ شَعْرِہٖ وَ اَظْفَارِہٖ۔ (مسلم)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بقرعید کا چاند دیکھو تو تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ بال منڈانے، ترشوانے اور ناخن کٹوانے سے رکا رہے''۔

انتباہ

1- قربانی کے مسئلے میں صاحب نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

2- جو مالک نصاب اپنے نام سے ایک بار قربانی کر چکا ہے اور دوسرے سال بھی وہ صاحب نصاب ہے تو پھر اس پر اپنے نام سے قربانی واجب ہے اور یہی حکم ہر سال کا ہے۔ حدیث میں ہے: ان علی کل اھل بیت فی کل عام اضحیۃ۔ (ترمذی)

3- اگر کوئی صاحب نصاب اپنی طرف سے قربانی کرنے کی بجائے دوسرے کی طرف سے کردے اور اپنے نام سے نہ کرے تو سخت گناہ گار ہوگا لہٰذا اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے ایک دوسری قربانی کا انتظام کرے۔

4- بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ ''اپنی طرف سے زندگی میں صرف ایک بار قربانی واجب ہے''۔ شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ مالک نصاب پر ہر سال اپنے نام سے قربانی واجب ہے۔

5- دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق کے بعد ہی قربانی کرنی جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد کرے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۵، مصری صفحہ ۳۶۰ میں ہے۔ و الوقت المستحبة للتضحية فی حق اهل السواد بعد طلوع الشمس۔

6- شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

7- شہری آدمی کو قربانی کا جانور دیہات میں بھیج کر نماز عید سے پہلے قربانی کرا کے گوشت کو شہر میں منگوالینا جائز ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۲۰۹ میں ہے۔ حیلة مصری اراد التعجیل ان یخرجها لخارج المصر فیضحی بها اذا طلع الفجر۔

8- قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں سے کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے۔ لا یعطی اجر الجزار منها۔

9- قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز نہیں۔

10- قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھیں اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔ انی وجهت وجهی للذی فطر السموت و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین لا شریك له و بذالك امرت و انا من المسلمین پھر اللهم منك و لك بسم الله الله اکبر پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کریں۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ اللهم تقبل منی کما تقبلت من خلیلك ابراهیم علیہ السلام و حبیبك صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرتا ہے تو منی کی جگہ من کے بعد اس کا نام لے۔

عقیقہ

1- عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِنِ الضَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا۔ (بخاری شریف)

''حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے (کی پیدائش) کے ساتھ عقیقہ ہے لہٰذا اس کی جانب سے جانور ذبح کرو''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ عِنْدَهُ النِّسَائِی كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا (ابوداؤد) اور امام نسائی کی روایت میں دو دو مینڈھے کا ذکر ہے''۔

3- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَلَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً۔ (ابوداؤد)

''حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے کوئی اولاد پیدا ہوئی پھر اس نے اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہا تو وہ لڑکے کی جانب سے دو بکری اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ذبح کرے''۔

انتباہ

1- عقیقہ کیلئے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔ سنت ادا ہو جائے گی۔

2- لڑکے کے عقیقہ میں بکرا اور لڑکی کے عقیقہ میں بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے لیکن اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکری اور لڑکی کے عقیقہ میں بکرا ذبح کیا جب بھی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

3- قربانی کی طرح عقیقہ میں بھی بکرا اور بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ (بہار شریعت)

4- عوام میں جو مشہور ہے کہ "عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ دادا دادی اور نانی نہ کھائیں" یہ غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

5- عقیقہ کے جانور کو ذبح کرنے کیلئے بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور ذبح سے پہلے دعا پڑھے۔ اللھم ھذہ العقیقة لا بنی فلانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بلحمه و عظمها بعظمه و جلدها بجلدهٖ و شعرها بشعره اللهم اجعلها فداء لا بنی من النار انی وجهت و جهي للذی فطر السموت و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین لا شریك له و بذلك امرت و انا من المسلمین۔ پھر اللهم منك و لك بسم الله الله اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ اگر اپنا لڑکا ہو تو دعا میں لا بنی کے بعد فلاں کی جگہ اپنے لڑکے کا نام لے۔ اور اگر لڑکی ہو لا بنی کی جگہ لا بنتی کہہ کر لڑکی کا عقیقہ میں دمها بدمه و لحمها بلحمه۔ وغیرہ مذکر کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا اور لڑکی کے عقیقہ میں دمها بدمها و لحمها بلحمها وغیرہ مؤنث کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

اچھے برے نام

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ اِلَی اللّٰہِ عَبْدُ اللّٰہِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ (مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے

نزدیک تمہارے ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے"۔

2- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَدْعُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَائِکُمْ وَ اَسْمَاءِ اٰبَاءِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَکُمْ۔ (احمد ابوداؤد)

"حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو"۔

3- عَنْ اَبِی وَھْبِ نِ الْجُشَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو"۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاِسْمِیْ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو"۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ ثَلٰثَۃُ اَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدًا مِنْھُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَھِلَ۔ (طبرانی، کبیر)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ بالیقین (ایمان و عشق) کے تقاضے سے جاہل ہے"۔

6- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ۔ (ترمذی)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برے نام کو (اچھے نام سے) بدل دیا کرتے تھے"۔

7- عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا کَانَتْ لِعُمَرَ یُقَالُ لَہَا عَاصِیَۃُ فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمِیْلَۃَ۔ (مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی ایک صاحب

زادی تھیں جن کا نام عاصیہ تھا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا''۔

انتباہ

1- جس کا نام عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالمعبود، عبدالقدوس یا عبدالقیوم ہو اسے رحمٰن، خالق، معبود، قدوس، قیوم کہنا حرام ہے اس لئے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز ہے۔ ہاں اگر عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز قسم کا نام ہو تو رحیم، کریم، عزیز بھی کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے۔

2- عبدالمصطفیٰ، عبدالرسول، عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے کہ اس سے نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف تو یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ (بہارشریعت)

3- غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، وغیرہ جن میں انبیاء، صحابہ یا اولیائے کرام کے نام کی طرف غلام کی اضافت کر کے نام رکھا جائے جائز ہے۔ اسی طرح محمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو جائز ہے۔ (بہارشریعت)

4- محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، رسول اللہ، نبی اللہ یا نبی الزماں نام رکھنا حرام ہے کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورتِ ادّعا ضرور ہے اور وہ یقیناً حرام ہے۔ (احکامِ شریعت، بہارشریعت)

5- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی بیویوں اور لڑکیوں نیز صحابیات رضی اللہ عنہن کا مبارک سنجیدہ اور پروقار نام چھوڑ کر آج کل لوگوں نے بازاری عورتوں کے بھڑک دار نام پر اپنی لڑکیوں کا نام رکھنا اختیار کر لیا ہے۔ جیسے نجمہ، ثریا، مشتری اور پروین وغیرہ۔ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے۔

کھانے کا بیان

1- عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ

الشَّیْطٰنَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ (مسلم)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لئے حلال سمجھتا ہے''۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَاکُلْ بِیَمِیْنِہٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص کچھ کھانا چاہے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب کوئی پینا چاہے تو داہنے ہاتھ سے پئے''۔

3- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَاکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ وَ لَا یَشْرَبَنَّ بِھَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاکُلُ بِشِمَالِہٖ وَ یَشْرَبُ بِھَا۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے اور نہ کچھ پئے اس لئے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے''۔

(چائے اور بیڑی سگریٹ بھی بائیں ہاتھ سے نہیں پینا چاہیے۔)

4- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَ الْعَسَلَ۔ (بخاری شریف)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے''۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلوا بد قصر اطلاق کردہ نمی شود مگر برانچہ ساختہ باشند آنرا بصنعت وجامع باشد میاں چربی وشیرینی کذا فی مجمع البحار۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۴۹۱)

یعنی حلوا صرف اس کو کہا جاتا ہے کہ جو مخصوص طریقہ سے بنایا جاتا ہے اور میٹھا اور چربی کا ہوتا ہے اسی طرح مجمع البحار میں ہے۔ (لہٰذا حلوا کا ترجمہ محض شیرینی کرنا صحیح نہیں ہے)

5- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا

وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ دَاءً وَّفِی الْاٰخَرِ شِفَاءً فَاِنَّهٗ یَتَّقِیْ بِجَنَاحِهِ الَّذِیْ فِیْهِ الدَّاءُ فَلْیَغْمِسْهُ کُلَّهٗ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے آپ کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے (تو وہ کھانے میں پہلے پڑ جاتا ہے) لہٰذا اسے پوری ڈبو دو''۔

6- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ۔ (بخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھالیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے''۔

7- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَنَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰهَ عَلٰی طَعَامِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔ (ترمذی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور کھانے پر وہ اللہ عزوجل کا نام لینا بھول جائے تو اس کو چاہیے کہ درمیان ہی میں یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔

8- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔[1]

انتباہ

بعض دسترخوانوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بچھانا اور ان پر کھانا منع ہے۔

(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

1- یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا سیراب کیا اور مسلمان بنایا۔ ۱۲ منہ

پینے کا بیان

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَشْرَبُوْ وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنْ تَشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْ اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کی طرح ایک سانس میں کوئی چیز نہ پیو۔ بلکہ دو دو تین تین مرتبہ پیو اور جب پیو بسم اللہ کہو اور جب منہ سے ہٹاؤ تو الحمدللہ کہو''۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِى الشَّرَابِ ثَلٰثًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِىْ رِوَايَةٍ وَيَقُوْلُ اَنَّهٗ اَرْوٰى وَاَبْرَءُ وَاَمْرَءُ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پینے میں تین بار سانس لیتے تھے (بخاری، مسلم) اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید و خوش گوار (بھی) ہے''۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَنَفَّسَ فِى الْاِنَاءِ اَوْ يَنْفُخَ فِيْهِ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا''۔

4- عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ (مسلم شریف)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ فَلْیَسْتَقِئْ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص نہ پئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے تو وہ قے کر دے''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''چوں حکم نسیان این ست در عمد بطریق خواہد بود''۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم صفحہ ۵۲۲)

یعنی جب بھول کر پینے میں قے کرنے کا حکم ہے تو قصداً پینے میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

لباس

1- عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْیَبُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں''۔

2- عَنْ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّهَا سِیْمَاءُ الْمَلٰئِكَةِ وَاَرْخُوْهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس (کے شملے) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو''۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا لَبِسَ قَمِیْصًا بَدَاَ بِمَیَامِنِهٖ۔ (ترمذی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کرتا پہنتے تو داہنی جانب سے شروع فرماتے''۔

4- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ لَا جُنَاحَ عَلَیْهِ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْكَعْبَیْنِ مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِی النَّارِ قَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ

الْقِیَامَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابوسعد خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور آدھی پنڈلیوں اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ جو (کپڑا) ٹخنے سے نیچے ہو وہ آگ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو تین بار فرمایا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تہبند (یا پاجامہ) کو تکبر سے گھسیٹتا چلے۔

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّرٰی اَثَرُ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ۔ (ترمذی)

''حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ (کے لباس اور وضع) سے ظاہر ہو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ازیں جا معلوم شود کہ پوشیدن نعمت وکتمانِ آں روانیست وگویا موجب کفران نعمت ست۔

(اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۵۴۸)

یعنی یہاں سے معلوم ہوا کہ نعمت کو پوشیدہ کرنا اور چھپانا جائز نہیں گویا نعمت کی ناشکری کا سبب ہے۔

6 عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وَعَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْھَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْھَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلَحَ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ۔ (ابوداؤد، مشکوۃ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ عنہا) باریک کپڑے پہن کر حضور کے سامنے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ نہ دکھائی دینا چاہیے

سوائے اس کے اور اس کے۔ اور اشارہ فرمایا اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی جانب"۔

7 عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَیْهَا خِمَارٌ رَقِیْقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَکَسَتْهَا خِمَارًا کَثِیْفًا۔

(مالک، مشکوٰۃ)

"حضرت علقمہ بن ابو علقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اڑھا دیا"۔

انتباہ

آج کل عورتیں بہت باریک اور چست کپڑے پہننے لگی ہیں جس سے بدن کے اکثر اعضاء ظاہر ہوتے ہیں عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے۔

آج کل مرد بھی اسٹیبل وغیرہ کا ہلکا تہبند پہنتے ہیں جس سے بدن کی رنگت جھلکتی ہیں اور ستر نہیں ہوتا مردوں کو بھی ایسا تہبند حرام ہے۔ بعض لوگ اسی کو پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس سے ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے اور بعض لوگ دھوتی باندھتے ہیں۔ دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا کہ چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا ضروری ہے اور نیکر جانگیا پہننا کہ جس سے گھٹنا کھلا رہتا ہے حرام ہے۔

جوتا پہننا

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ اَکْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا یَزَالُ رَاکِبًا مَا انْتَعَلَ۔ (ابوداؤد)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو اس لیے کہ آدمی جب تک جوتا پہنے رہتا ہے وہ سوار کی طرح ہے"۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُ کُمْ فَلْیَبْدَأْ بِالْیُمْنٰی وَاِذَا نَزَعَ فَلْیَبْدَأْ بِالشِّمَالِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے''۔

3- عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِیَ اَحْیَانًا۔ (ابوداؤد)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔

4- عَنْ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ قِیْلَ لِعَائِشَةَ اِنَّ اِمْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

انگوٹھی

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰی عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (مردوں) کو سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے''۔

نووی شرح مسلم جلد ثانی ص ۱۹۵ میں ہے: اجمع المسلمون علی اباحة خاتم الذهب للنساء واجمعوا علی تحریمه علی الرجال۔ یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کیلئے سونے کی انگوٹھی جائز اور مردوں کیلئے حرام ہے۔ اور اشعة اللمعات ج۳ ص ۵۵۹ میں ہے کہ حرمت خاتم ذہب در حق رجال ست امانساء راحرام نیست یعنی سونے کی انگوٹھی کی حرمت مردوں کے لئے ہے لیکن عورتوں کے لئے حرام نہیں ہے۔

2 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰی خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِیْ

يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَمَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کو پھینک دی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جہنم کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو کسی نے اس شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو کسی اور کام میں لانا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں اسے کبھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ نے پھینک دی ہے''۔

3- عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ مَالِيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ مَالِيْ اَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا۔ (ترمذی)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا کہ کیا بات ہے تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے۔ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی۔ پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہو''۔

انتباہ

مردوں کو ایک سے زیادہ انگوٹھی یا چھلے پہننا یا ایک سے زائد انگوٹھی پہننا اگرچہ چاندی کی ہو نا جائز ہے۔ (بہار شریعت)

حجامت

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی انبیائے سابقین علیہم السلام کی سنت ہیں) ختنہ کرنا، موئے زیرناف مونڈنا، مونچھیں کتروانا ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا''۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ فِیْ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّوَارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً۔ (مسلم شریف)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھیڑنے اور موئے زیرناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ہی اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ باید از چہل روز نہ گزارد و اگر کمتر ازاں کنند افضل ست، و گفتہ اند کہ آنحضرت قص شارب و تقلیم اظفار در جمعہ می کرد، و حلق عانہ در بست روز و نتف الابط در چہل روز۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۶۹)

یعنی چالیس روز سے زیادہ نہیں گزرنا چاہئے اور اگر اس سے کم میں کرے تو افضل ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مونچھ اور ناخن ہر جمعہ کو کاٹتے تھے اور ہر بیس روز پر موئے زیرناف مونڈتے تھے اور ہر چالیس روز پر بغل کے بال اکھاڑتے تھے۔

3- عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا۔ (نسائی، مشکوٰۃ)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا''۔

انتباہ:

1- ناخن تراشے میں حضور ﷺ سے یہ ترتیب مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھوٹی انگلی پر ختم کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشے۔ (بہار شریعت)

2- آج کل عورتیں سر کے بال کٹا کر لونڈوں کی شکل اختیار کرنے لگی ہیں سخت ناجائز گناہ ہے حضور سرکار دو عالم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

3- سنت یہ ہے کہ مرد پورے سر کے بال منڈالے یا بڑھائے اور مانگ نکالے فتاویٰ عالمگیری مصری ص ۳۱۲ ج ۵ میں ہے: في الروضة الزند ويستى ان السنة في شعر الراس اما الفرق واما الحق وذكر الطحطاوى الحلق سنة ونسب ذلك الى العلماء الثلثة كذا فى التتار فانيته۔ اور سید الفقہاء ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حلق الراس وقصر مسنون للرجال على سبيل التغير۔

(تفسیرات احمدیہ ص ۳۱)

داڑھی، مونچھ

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى۔

(بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور اور مونچھوں کو کترواؤ اور ایک روایت میں ہے مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ"۔

2- عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو اپنی مونچھ نہ

کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے)

3 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو"۔

ضروری انتباہ

1- آج کل مسلمانوں نے داڑھی میں طرح طرح کا فیشن نکال رکھا ہے۔ اکثر لوگ بالکل صفایا کرا دیتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف ٹھوڑی پر ذرا سی رکھتے ہیں۔ بعض لوگ ایک دو انگل داڑھی رکھتے ہیں اور اپنے کو متبع شریعت سمجھتے ہیں حالانکہ داڑھی کا بالکل صفایا کرانے والے اور داڑھی کو ایک مشت سے کم رکھنے والے دونوں شریعت کی نظر میں یکساں ہیں۔ بہار شریعت جلد شانزدہم ص ۱۹۷ میں ہے۔ داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں کہ "حلق کردن لحیہ حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشان را قلندریہ گویند وگذاشتن آن بقدر قبضہ واجب ست، وآنکہ آں را سنت گویند بہ معنی مسلوک وردین ست، یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند"۔

یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے۔ اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہاء نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا (تو وہ اس وجہ سے نہیں) کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے)

اور درمختار ردالمحتار جلد دوم ص ۱۱۶، ردالمحتار جلد دوم ۱۱۷، بحرالرائق جلد دوم ۲۸۰، فتح القدیر جلد دوم ص ۲۷۰ اور طحطاوی ص ۴۱۱ میں ہے۔ واللفظ للطحطاوی الاخذ من

الحیة وهو دون ذلك (ای القدرلمسنون وهو القبضة) کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم یبحه احد وَاَخْذُ کُلّھا فعلُ یھودِ الھند ومجوس الاعاجم۔ یعنی داڑھی جبکہ ایک مشت سے کم ہوتو اس کا کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں اور کل داڑھی کا صفایا کرانا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے۔"

2- حد شرح یعنی ایک مشت سے زائد داڑھی رکھنا جائز ہے۔ لیکن ہمارے ائمہ وجمہور علماء کے نزدیک ایک طول فاحش جو حد تناسب سے خارج اور باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ (لمعۃ الفتحی)

خضاب

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَیِّرُو لشَّیْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ۔ (ترمذی)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑھاپے کو بدل ڈالو یعنی خضاب لگاؤ اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو"۔

2- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحْسَنَ مَاغُیِّرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاءُ وَالْکَتَمُ۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی اور کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم"۔

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَکُوْنُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کالا خضاب استعمال کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے۔ وہ

لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے"۔

سونا اور لیٹنا

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰی وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا جبکہ چت لیٹا ہو"۔

یہ ممانعت اس وقت ہے جبکہ ایک پاؤں کھڑا ہو کہ اس طرح بے ستری کا اندیشہ ہے اور اگر پاؤں کو پھیلا کر ایک دوسرے پر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

2- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ۔ (ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا"۔

3- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ۔ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر گرنے سے کوئی روک نہ ہو۔

انتباہ

1- مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پر اس کے بعد بائیں کروٹ پر۔

2- جب لڑکی اور لڑکے کی عمر دس سال ہو تو انہیں الگ الگ سلانا چاہئے۔

3- میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئے تو دس برس کے بچے کو اپنے ساتھ نہ سلائیں۔

4- دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت)

5- ہندو پاکستان میں شمال یعنی اتر جانب پاؤں پھیلا کر سونا بلاشبہ جائز ہے اسے ناجائز سمجھنا غلطی ہے۔

6- جب سو کر اٹھے تو یہ پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ (بہار شریعت)

خواب

1 عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً ا مِّنَ النُّبُوَّۃِ۔ (بخاری۔ مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اچھا خواب خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے''۔

3- عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے (واقعی) مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا''۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَاْسِیْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَالَ اِذَا لَعِبَ الشَّیْطَانُ بِاَحَدِکُمْ فِیْ مَنَامِہٖ فَلَا یُحَدِّثْ بِہِ النَّاسَ۔ (مسلم شریف)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر

عرض کیا (یارسول اللہ ﷺ!) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا سر کاٹ ڈالا گیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا جب خواب میں شیطان کسی کے ساتھ کھیلے تو وہ اس خواب کو لوگوں سے بیان نہ کرے"۔

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلٰثًا وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلٰثًا وَّيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی برا خواب دیکھے تو اس کو چاہئے کہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان سے خدائے تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر پہلے تھا اسے بدل دے"۔

فال گوئی

1- عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَىْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔ (مسلم شریف)

"حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی"۔

2- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ (احمد۔ ابوداؤد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور جوتشی کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہوگیا"۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَىْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ

يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے کاہنوں کی بابت پوچھا (کہ ان کی باتیں قابل اعتماد ہیں یا نہیں) حضور نے فرمایا وہ بالکل قابل اعتماد نہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بعض وقت وہ ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہو جاتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا وہ کلمہ حق ہے جس کو (فرشتوں سے) شیطان اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کاہن کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے جس طرح ایک مرغی دوسری مرغی کے کان میں آواز پہنچاتی ہے پھر وہ کاہن اس کلمہ حق میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں''۔

چھینک، جماہی

1- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْ ثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔ (ترمذی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب چھینک آتی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کر لیتے۔

2- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ (بخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے جب یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ لے تو چھینکنے والا جواب میں یہ کہے: ''يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ''۔

3- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ

فَلْیُمْسِكْ بِیَدِهٖ عَلٰی فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ فِیْهِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کو جماہی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے''۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم السلام جماہی سے محفوظ ہیں اس لئے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے اس کے روکنے کی بہتر ترتیب یہ ہے کہ جب جماہی آنے والی ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں فوراً رک جائے گی۔ (بہار شریعت، شامی ج ۱ ص ۲۲۶)

2- اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے پر فوراً اس طرح جواب دینا واجب ہے کہ وہ سن لے۔

3- بعض لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لئے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں وہ کام انجام نہیں پائے گا۔ یہ جہالت ہے اس لئے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں بلکہ ایسے موقع پر چھینک آنا اور اس پر ذکر الٰہی کرنا نیک فالی ہے۔

اجازت

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا قُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ اقدس پر حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کی میں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں''۔

یعنی جواب میں اپنا نام لینا چاہیے۔ ''میں'' کہنا کافی نہیں کیونکہ ''میں'' تو ہر شخص ہے۔

2- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتٰی بَابَ قَوْمٍ لَمْ یَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰکِنْ مِنْ رُکْنِهِ الْاَیْمَنِ اَوِ الْاَیْسَرِ۔ (ابوداؤد)

"حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ داہنے یا بائیں دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے"۔

3- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّي فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا۔ (مالک۔ مشکوٰۃ)

"حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لے لوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا میں اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ انہوں نے کہا میں اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے) پھر پھر اجازت کی کیا ضرورت؟ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو اجازت حاصل کر لیا کرو"۔

سلام

1- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو رواج دو"۔

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ۔ (ترمذی)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کلام سے پہلے سلام کرنا

چاہئے“۔

3- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ الْبَادِیْ بِالسَّلَامِ بَرِیٌّ مِنَ الْكِبْرِ۔ (بیہقی)

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سلام میں پہل کرنے والا غرور تکبر سے پاک ہے“۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔

نوٹ

جو لوگ قرآن شریف یا وعظ سننے سنانے میں مشغول ہوں یا پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں انہیں سلام نہ کیا جائے۔

5- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ۔ (ترمذی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو کیونکہ تیرا سلام تیرے لئے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہوگا“۔

6- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص (سلام کرنے میں) غیروں کی مشابہت

اختیار کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ یہود نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے"۔

7- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ۔ (ابن ماجہ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تمہاری ملاقات بدمذہبوں سے ہو تو انہیں سلام نہ کرو"۔

انتباہ

1- خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا جواب دینا واجب ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے۔ دوسرے یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے۔ (بہارِ شریعت) درمختار اور شامی جلد پنجم ص ۲۷۵ میں ہے۔ یجب رد جواب کتاب التحیۃ۔

2- کسی نے خط میں لکھا کہ فلاں کو سلام کہو تو مکتوب الیہ پر اس کا سلام پہنچانا واجب نہیں اگر پہنچائے تو ثواب پائے گا۔

3- کسی نے کہا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اور اس نے وعدہ کر لیا سلام پہنچانا واجب ہے اگر نہیں پہنچائے گا تو گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری باب السلام میں ہے۔ اذا امر رجلاً ان یقرأ سلامہ علی فلان یجب علیہ ذلك کذافی الغیاثیہ۔ شامی میں ہے۔ والظاہر ان ھذا اذا رضی بتحملھا۔

4- کسی نے سلام بھیجا تو اس طرح جواب دے کہ پہلے پہنچانے والے کو پھر اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یوں کہے علیك و علیہ السلام۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم باب سلام میں ہے۔ من بلغ انسانا سلامامن غائب کان علیہ ان یرد الجواب علی المبلغ اوّلا ثم علی ذلك الغائب۔ کذا فی الذخیرۃ۔ شامی میں ہے فظاہرہ الوجوب۔

مصافحہ

1- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا بَيْنَ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ

فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا۔ (ترمذی)

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے''۔

2- عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ۔ (ترمذی)

''حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوگا''۔

3- عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَرِجْلَهٗ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت زارع جو (وفد) عبدالقیس میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلد جلد اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

انتباہ

1- دینی پیشوا کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۱ پر فرماتے ہیں کہ ''بوسہ دادن دست عالم متورع را جائز ست وبعضے گفتہ اند مستحب ست''۔ یعنی پرہیز گار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے اور وفد عبدالقیس کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ ازیں جا تجویز پائے بوس معلوم شد''

یعنی اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا۔ اور درمختار بحث مصافحہ میں ہے کہ لا باس بتقبیل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك۔ یعنی برکت کے لئے عالم اور پرہیز گار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

2 ہر نماز جماعت کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے درمختار کتاب الخظر والا باحتہ باب

الستبراء میں ہے تجوز المصافحة ولو بعد العصر وقولهم انه بدعة ای مباحة حسنة کما افاده النووی فی اذکاره اھ ملخصا یعنی بعد نماز عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہاء نے جو اسے بدعت فرمایا تو وہ بدعت حسنہ ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے اپنے اذکار میں فرمایا۔ اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے۔ قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند کل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه ولکن لا باس به۔ قال الشیخ ابو الحسن البکری وتقییده بما بعد الصبح والعصر علی عادة کانت فی زمنه والا فعقب الصلوٰة کلها کذالك اھ ملخصا۔ یعنی امام نووی نے فرمایا کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر اور عصر کی نماز کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں حرج بھی کوئی نہیں۔ شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبح وعصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کی بناء پر ہے جو امام نووی کے زمانہ میں تھی ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔ (شامی جلد پنجم ص ۲۵۲)

3- وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلاف حدیث بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد چہارم ص ۲۰ پر فرماتے ہیں۔ مصافحہ سنت ست نزد ملاقات و باید کہ بہر دو دست بود یعنی ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔

اور احادیث کریمہ میں جو لفظ "ید" مستعمل ہے اس سے صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہوں جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، موزہ۔ جوتا اور دستانہ وغیرہ اس میں واحد کا لفظ بول کر دونوں مراد لیے جاتے ہیں مثلاً زید نے ہاتھ سے پکڑا یعنی دونوں ہاتھ سے اور پاؤں سے چلا یعنی دونوں پاؤں سے اور آنکھ سے دیکھا یعنی دونوں آنکھ سے اور کہا جاتا ہے کہ زید نے جوتا پہنا یعنی دونوں جوتے۔ وقس علی هذا البواقی۔

یہ محاورہ ہند، ایران اور عرب میں سب جگہ مسلم ہے ورنہ حدیث شریف اطیب الکسب عمل الرجل بیدہ کا یہ مطلب ہو جائے گا کہ صرف ایک ہاتھ کی کمائی بہتر ہے دونوں ہاتھوں کی کمائی بہتر نہیں۔ اور مشہور حدیث المسلم من سلم المسلمون من السانِہ ویَدِہٖ کا یہ مطلب ماننا پڑے گا کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے صرف ایک ہاتھ سے مسلمان امان میں رہیں اور دوسرے ہاتھ سے تکلیف میں۔ من شاء التفصیل لھذا المسئلۃ فلیطالع صفائح اللجین فی کون التصافح یکفی الیدین للامام احمد رضا رضی اللّٰہ عنہ۔

ماں باپ کے حقوق

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَالْکِبَرِ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی ناک غبار آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل و رسوا ہو) کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کے وقت میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا''۔

2- عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ جَاھِمَۃَ اَنَّ جَاھِمَۃَ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِیْرُکَ فَقَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْھَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ عِنْدَ رِجْلِھَا۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

''حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد جاہمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا کیا تیری

ماں ہے۔ عرض کیا ہاں فرمایا اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے"۔

3- عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاہُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جنت کے دو دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا نافرمان بندہ رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔ (۳ بار ارشاد ہے)

4- عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ۔ (ابن ماجہ)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت دوزخ ہیں یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے دوزخ کے مستحق ہوں گے"۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (ترمذی)

''حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پروردگار کی خوشنودی باپ میں ہے اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی ناراضگی ہے''۔

6- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں (اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ) یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کو ماں کی گالی دیتا ہے''۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِیْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا''۔

اولاد کے حقوق

1- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ۔ (ترمذی)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے''۔

2- عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نَّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اولاد کیلئے باپ کا کوئی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں ہے''۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ۔ (مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ بالکل پاس پاس ہوں گے۔ یہ کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح''۔

4- عَنْ سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَۃِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَۃً اِلَیْكَ لَیْسَ لَھَا کَاسِبٌ غَیْرُكَ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

''حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے؟ اور وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف (مطلقہ یا بیوہ ہونے کے سبب) واپس لوٹ آئی اور تمہارے سوا کوئی اس کا کفیل نہیں''۔

5- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَھُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَھُنَّ وَرَحِمَھُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَھُنَّ اللّٰہُ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ اَوِاثْنَتَیْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَیْنِ حَتّٰی لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَۃً لَقَالَ وَاحِدَۃً۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے پھر ان کو ادب سکھائے اور ان کے ساتھ مہربانی کرے یہاں تک خدا ان کو مستغنی کردے (یعنی وہ بالغ ہوجائیں اور ان کا نکاح ہو جائے) تو پرورش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کردے گا ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دو بیٹیوں کی پرورش پر کیا ثواب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا دو کا ثواب بھی یہی ہے (راوی کہتے ہیں) اگر صحابہ ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں دریافت کرتے تو ایک کی نسبت بھی حضور ﷺ یہی فرماتے"۔

انتباہ:

بچہ کا اچھا سا نام رکھے کہ برے نام کا برا اثر ہوگا تو تربیت قبول نہ کرے گا۔ ماں یا کسی نیک نمازی عورت سے دو سال تک دودھ پلوائے پاک کمائی سے ان کی پرورش کرے کہ ناپاک مال ناپاک عادتیں پیدا کرتا ہے۔ کھیلنے کے لئے اچھی چیز جو شرعاً جائز ہو دیتا رہے۔ بہلانے کے لئے ان سے جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ جب کچھ ہوشیار ہو تو کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے ماں باپ اور استاد وغیرہ کی تعظیم کا طریقہ بتائے نیک استاد کے پاس قرآن مجید پڑھائے، اسلام وسنت سکھائے، حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم ومحبت ان کے دل میں ڈالے کہ یہی اصل ایمان ہے۔ جب بچہ کی عمر سات برس ہو جائے تو نماز کی تاکید کرے اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز کے لئے سختی کرے اگر نہ پڑھے تو مار کر پڑھائے وضو غسل اور نماز وغیرہ کے مسائل بتائے۔ لکھنے اور تیرنے کی تعلیم دے فن سپہ گری بھی سکھائے۔ بری صحبت سے بچائے۔ عشقیہ ناول اور افسانے وغیرہ ہرگز نہ پڑھے، جب جوان ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکی سے شادی کر دے اور وراثت سے اسے ہرگز محروم نہ کرے۔

اور لڑکیوں کو سینا پرونا کاتنا اور کھانا پکانا سکھائے، سورۂ نور کی تعلیم دے اور لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ فتنہ کا احتمال غالب ہے۔ بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی کرے۔ نو برس کی عمر سے ان کی خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برات میں جہاں ناچ گانا ہو وہاں ہرگز نہ جانے دے۔ ریڈیو سے بھی گانا بجانا ہرگز نہ سننے دے۔ جب بالغ ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے فاسق وفاجر خصوصاً بدمذہب کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرے۔

(ماخوذ از مشعلۃ الارشاد الی حقوق الاولاد۔ مصنفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

بھائی وغیرہ کے حقوق

1۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى

صَغِیْرِ ھِمْ حَقِّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ۔(بیہقی)

''حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صِغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَ یَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ۔(ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑے کی عزت نہ کرے نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

3- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ۔(شرح السنۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کردے گا''۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّمْ یَاْمَنْ جَارُہٗ بِوَائِقَہٗ۔(مسلم شریف)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو''۔

5- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ۔(بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے''۔

6- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔(بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس

کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہ پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے"۔

چوری اور شراب نوشی

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے"۔

2- عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ اُوْتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ یَدُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِیْ عُنُقِهٖ۔ (ترمذی)

"حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک چور کو لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے"۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَّلَا قَمَّارٌ وَّلَا مَنَّانٌ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا، جوا کھیلنے والا، احسان جتانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

4- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ حَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا یَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عَبِیْدِیْ جُرْعَةً مِّنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنَ الصَّدِیْدِ مِثْلَهَا وَلَا یَتْرُکُهَا مِنْ مَّخَافَتِیْ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدْسِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا میں اس کو اس کے مثل پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو

مقدس حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا"۔

5- عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدٍ سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ اِنَّهٗ لَیْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهٗ دَاءٌ۔ (مسلم شریف)

"حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شراب کشید کرنے کی بابت دریافت کیا تو حضور علیہ السلام نے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اسے صرف دوا کے لئے بناتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ وہ خود بیماری ہے"۔

6- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ عَادَ فِی الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ۔ (ترمذی)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب پیئے اسے درے مارو اور جو شخص چوتھی مرتبہ شراب پیئے اسے قتل کردو"۔

انتباہ

اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا اور شراب پینے والے کو ۸۰ درے مارے جاتے۔ موجودہ صورت میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں تاوقتیکہ وہ لوگ توبہ کر کے اپنے افعال قبیحہ سے باز نہ آجائیں اگر مسلمان ایسا نہ کریں تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

جھوٹ

1- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ اِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَى النَّارِ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سچ بولنا نیکی ہے اور

نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے"۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلاً مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ۔ (ترمذی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے"۔

3- عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلاً قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

"حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! (ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (ہوسکتا ہے) پھر پوچھا گیا مومن کذاب یعنی جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں"۔

4- عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِىْ خَيْرًا۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے اچھی بات کرتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے"۔

چغلی اور غیبت

1- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا"۔

2- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ۔ (احمد، بیہقی)

''حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں''۔

3- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کیا اگر میرے بھائی میں وہ برائی موجود ہو تو اس کو بھی کیا غیبت کہا جائے گا؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر تو اس میں موجود ہو جبھی تو غیبت ہے اور اگر تم ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو تو بہتان ہے''۔

4- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِيْ فَيَتُوْبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ (بیہقی، مشکوۃ)

''حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غیبت، زنا سے بدتر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟ فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے معاف فرماتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا جب تک کہ اس کو

وہ شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی گئی ہے"۔

5- عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرْغَبُوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتٰى يَعْرِفُهُ النَّاسُ، اُذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيْهِ حَذْرُهُ النَّاسِ۔ (سنن بیہقی)

"حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ آخر اسے لوگ کیونکر پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کیا کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں"۔

انتباہ

1 فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرنا جائز ہے بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار)

2 جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس شخص کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار)

آج کل بہت سے وہابی اپنی وہابیت چھپاتے ہیں اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کی بدمذہبی کو ظاہر کرنا غیبت نہیں اس لئے کہ لوگوں کو ان کے مکروشر سے بچانا ہے اور اگر وہ اپنی بدمذہبی کو نہیں چھپاتا بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں اس لئے کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔ (بہار شریعت)

حفاظت زبان اور تنہائی وغیرہ

1- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ (ترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا

اس نے نجات پائی''۔

2- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَلْوَاحْدَۃُ خَیْرٌ مِّنْ جَلِیْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِیْسُ الصَّالِحُ خَیْرٌ مِّنَ الْوَحْدَۃِ وَاِمْلَاءُ الْخَیْرِ خَیْرٌ مِّنَ السَّکُوْتِ وَالسَّکُوْتُ خَیْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے اور اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور بھلائی کا سکھانا بہتر ہے خاموشی سے۔ اور خاموشی بہتر ہے برائی کی تعلیم سے''۔

3- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے''۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّلَہُ الْعَرْشُ۔ (بیہقی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور فاسق کی تعریف سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے''۔

جب فاسق کی مدح و تعریف سے عرش الٰہی کانپنے لگتا ہے تو بے دین، بدمذہب کی تعریف کرنے سے عرش الٰہی کس قدر کانپتا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بغض وحسد

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کئے جاتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کو۔ پس ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے سوائے اس بندہ کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض و کینہ رکھتا ہے اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آجائیں"۔

2- قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلٰثٌ فَلْيَلْقَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوۃً چھوڑ رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو (مصالحت کے) ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار ہوا۔ اور سلام کرنے والا ترک تعلقات کے گناہ سے بری ہو گیا"۔

3- عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَ الْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ لٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی وہ بیماری حسد و بغض ہے جو مونڈنے والی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے"۔

4- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو"۔

فائدہ: کسی شخص میں کوئی خوبی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی اس سے زائل ہو کر میرے پاس آجائے اسے حسد کہتے ہیں۔ حسد کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

اور اگر یہ تمنا ہے کہ وہ خوبی مجھ میں بھی ہو جائے تو اسے رشک کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ

1- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ نِ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَ قَالَ قَائِلٌ نِ الْجِہَادُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔

(احمد، ابوداؤد)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے پسندیدہ ہے؟ کسی نے کہا نماز اور زکوٰۃ، کسی نے کہا جہاد، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل الحب فی اللہ و البغض فی اللہ ہے یعنی خدا ہی کیلئے کسی سے محبت کرنا اور خدا ہی کیلئے کسی سے بیزار رہنا''۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ایں جا اشکال می ارند کہ چوں روا باشد کہ حب فی اللہ محبوب تر از صلاۃ و زکوٰۃ جہاد باشد وحال آنکہ اینہا افضل اعمال اند علی الاطلاق۔ جوابش آنکہ ہر کہ محبت لوجہ اللہ دارو محبت خواہد داشت انبیاء و اولیاؤ و صالحان از بندگان خدا را۔ ولا بد اتباع و اطاعت خواہد کرد ایشاں را و کسے کہ دشمن داشت از برائے خدا دشمن خواہد داشت دشمنان دیں راو بذل مجہود خواہد نمود در جہاد وقتال ایشاں۔ پس دریں جا ہمہ طاعات از نماز و زکوٰۃ و جہاد و جز آں در آمد چیزے بدر نہ رفت۔ گویا فرمود اصل و منشیٔ و مدار اعمال و طاعات اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ است۔

یعنی یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ الحب فی اللہ کا نماز۔ زکوٰۃ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہونا کیسے صحیح ہوگا۔ جبکہ یہ چیزیں علی الاطلاق تمام اعمال سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرے وہ انبیائے کرام واولیائے عظام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرے گا اور ان لوگوں کی پیروی وفرمانبرداری بھی ضرور کرے گا۔(اس لئے کہ محبت کیلئے اطاعت لازم ہے) اور جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کیلئے دشمنی کرے گا تو دین کے دشمنوں سے یقیناً دشمنی کرے گا۔ گویا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اعمال وطاعات کا مدار اور جڑ بنیاد الحب للہ اور والبغض للہ ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳۸)

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ ذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِی اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ۔(بیہقی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوذر سے فرمایا کہ اے ابوذر! ایمان کی کونسی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا اللہ ﷻ ورسول ﷺ کو اس کا بہتر علم ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کیلئے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ ﷻ ہی کیلئے کسی کو دوست بنانا اور کسی کو دشمن سمجھنا''۔

3- عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ ﷺ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ تُصِیْبُ بِهَا خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَیْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰهِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰهِ۔(بیہقی)

''حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ کیا میں تجھے دین کی وہ بنیاد نہ بتادوں کہ جس کے ذریعے تو دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرلے (پہلی بات تو یہ ہے) اہل ذکر یعنی اللہ ﷻ والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے لئے لازم کرلے۔ اور جب تنہائی میسر آئے تو جس قدر ممکن ہو سکے خدائے تعالیٰ ہی کے لئے دوستی کرے اور اسی کے لئے دشمنی کرے''۔

غصہ اور تکبر

1- عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ

اَلْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ۔ (بیہقی)

''حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسا برباد کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے''۔

2- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے''۔

3- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مُوْسٰى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَارَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کون بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا کہ وہ بندہ جو قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دے''۔

4- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ تکبر میں داخل ہے؟) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جمال ہے اور وہ جمال (و آرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لئے آرائش و جمال کی خواہش تکبر نہیں ہے بلکہ حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا تکبر ہے''۔

5- عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ فَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِیْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ۔ (بیہقی)

"حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی وانکساری) اختیار کرو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے تواضع کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار رہتا ہے اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے"۔

ظلم وستم

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا"۔

2- عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ (بیہقی)

"حضرت اوس بن شرحبیل سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کو تقویت دینے کیلئے اس کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ ایک مسلمان کا کردار نہیں ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَاْتِیْ يَوْمَ

الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِیَامٍ وَزَکٰوةٍ وَیَاتِیْ قَدْشَتَمَ ھٰذَا وَقَذَفَ ھٰذَا وَاَکَلَ مَالَ ھٰذَا وَسَفَکَ دَمَ ھٰذَا وَضَرَبَ ھٰذَا فَیُعْطٰی ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یَقْضِیَ مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاھُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کے آئے لیکن ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو۔ کسی پر تہمت لگائی ہو کسی کا مال کھالیا ہو کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اب انہیں راضی کرنے کیلئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی پس اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حق داروں کے گناہ لاد دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا''۔

انتباہ

بندوں پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد، ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے لیکن ان میں حقوق العباد بہت اہم ہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اگر چاہے تو اپنے حقوق کو معاف کر دیں کہ جن کے حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں لہٰذا حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے ورنہ قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَوْ کَانَ لِاِبْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر (دنیادار) آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں جب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے (حریص) آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی"۔

2- عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ۔ (ترمذی)

"حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے"۔

3- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ۔ (ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے"۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ۔ اَلْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو باتیں اس کی جوان ہوتی ہیں۔ مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی"۔

دنیا

1- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے"۔

2- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔ (احمد، مشکوٰۃ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے (ایسی محبت جو اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہو) تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو''۔

3- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً۔ (ترمذی)

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا خدائے تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا''۔

4 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ۔ (ترمذی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (کان کھول کر) سن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکرِ الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا متعلم بھی''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے''۔

عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے

1- عَنْ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ

مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيحِهٖ وَتَكْبِيرِهٖ وَتَهْلِيلِهٖ۔ (احمد، مشکوۃ)

"حضرت ابن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر اور اس کی عبادت وتہلیل کیلئے اسلام میں زیادہ عمر پائی"۔

2- عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَىُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَىُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ۔ (ترمذی)

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون آدمی بہت اچھا ہے؟ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ کون آدمی بہت برا ہے؟ فرمایا جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل برے ہوں"۔

3- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِىْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کہ (دنیا کا) مال سبز رنگین تر و تازہ اور لذیذ ہے تو جو شخص اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرے اور جائز مصارف میں صرف کرے تو ایسا مال بہترین مددگار ہے"۔

4- عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ ﷺ لَا بَاْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ۔

(مشکوۃ)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرے اس کے لئے مالدار ہونا کوئی حرج نہیں اور پرہیزگار آدمی کیلئے جسمانی تندرستی مالداری سے بہتر ہے اور خوش دلی بھی خدائے تعالیٰ کی نعمتوں میں سے (ایک عظیم نعمت) ہے"۔

5- عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ قَالَ کَانَ الْمَالُ فِیْمَا مَضٰی یُکْرَہُ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَھُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا ھٰذِہِ الدَّنَانِیْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا ھٰؤُلَاءِ الْمُلُوْکُ وَقَالَ مَنْ کَانَ فِیْ یَدِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ شَیْءٌ فَلْیُصْلِحْہُ فَاِنَّہٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ کَانَ اَوَّلُ مَنْ یَّبْذُلُ دِیْنَہٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا یَحْتَمِلُ السَّرَفَ۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

''حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگلے زمانے میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے اور فرمایا اگر یہ زر و دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ (ظاہر پرست) بادشاہ ہم لوگوں کو ذلیل و خوار و سمجھتے۔ اور فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہو اسے چاہئے کہ اسے ٹھیک سے رکھے (یعنی اس کے بڑھانے کی تدبیریں کرے) اس لئے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو جائے گا تو وہی سب سے پہلے اپنے دین کو (دنیا کے عوض) بیچ ڈالیگا۔ اور فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی مین ضائع نہیں ہوتا''۔

ریاکاری

1- عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ۔ (احمد)

''حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک اصغر کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ ریا (یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا)''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِہٖ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ اَسَامِعَ[1] خَلْقِہٖ وَحَقَّرَہٗ وَصَغَّرَہٗ۔ (بیہقی)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

1- اسامع جمع السمع بضم المیم وھو جمع بفتح السین و سکون المیم۔ ۱۲ منہ

فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریا کاری) لوگوں میں مشہور کردے گا اور اس کو ذلیل ورسوا کرے گا"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا۔

(ابن ماجہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے (یعنی ریاہ کاری نہیں کرتا)"۔

4- عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

"حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا تو اس نے شرک کیا"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ "کہ عملے کہ بریا کند شرک ست۔ نمایت آنکہ شرک جلی ست و خفی۔ شرک آشکارا بت پرستی کردن و مروائی کہ برائے غیر خدا عمل میکند نیز بت پرستی می کند لیکن پنہانی چنانکہ گفتہ اند كُلُّ مَا صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ۔ (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۵۰)

یعنی جو کام دکھاوے کیلئے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریا کاری جو کہ غیر خدا کیلئے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔

تصویر سازی

1- عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَّ تَصَاوِیْرُ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے''۔

2 عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدائے تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو جاندار کی تصویریں بناتے ہیں''۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَۃً فَاِنَّ اللّٰہَ مُعَذِّبُہٗ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْہِ الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ فِیْہَا اَبَدًا۔ (بخاری)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص (جاندار) کی تصویر بنائے گا تو خدائے تعالیٰ بالیقین اسے عذاب دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈال دے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس میں کبھی بھی جان نہیں ڈال سکے گا۔ (اس لئے عذاب کا مستحق ہونا یقینی ہے)''۔

4- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اُولٰٓئِکَ اِذَا مَاتَ فِیْہِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِیْہِ تِلْکَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِکَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰہِ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حبشہ کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو وہ لوگ اس قبر پر عبادت

خانہ بنا لیتے ہیں پھر اس میں ان (نیک لوگوں کی) تصویر بناتے ہیں۔ یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں"۔

ضروری انتباہ

آج کل بہت سے جاہل گنوار صوفی کہلانے والے اور بزرگان کہلانے والے اور بزرگان دین سے جھوٹی محبت کا دعویٰ کرنے والے، حضرت غوثِ پاک، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت محبوب الٰہی، حضرت صابر کلیری، حضرت کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی، حضرت تاج الدین ناگپوری، حضرت وارث علی شاہ اور دیگر اولیائے کرام و بزرگان دین رضی اللہ عنہم اجمعین کی تصویریں اپنے گھروں میں اور دوکانوں میں رکھتے ہیں یہ سخت ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ اور بعض لوگ بزرگان کی تصویر کے سامنے ادب سے بیٹھ کر ان کا تصور کرتے ہیں اور یہ بت پرستی کے مشابہ ہے بلکہ اسلام میں بت پرستی کا دروازہ کھولنا ہے جو سخت حرام اور ناجائز ہے۔

توقف وجلد بازی

1 عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ (ترمذی)

"حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کاموں میں توقف کرنا یعنی جلد بازی نہ کرنا خدائے تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے"۔

2- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْصِنِيْ فَقَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَاِنْ رَاَيْتَ فِيْ عَاقِبَتِهٖ خَيْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَيًّا فَاَمْسِكْ۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کام خوب غور و فکر کے بعد کیا کرو اگر اس کا انجام اچھا نظر آئے تو کر ڈالو اور خرابی کا ڈر ہو تو مت کرو"۔

3- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ

علیہ السلام قَالَ التُّؤَدَةُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ۔(ابوداؤد)

''حضرت مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توقف کرنا ہر چیز میں بہتر ہے لیکن آخرت کے کام میں تاخیر بہتر نہیں''۔

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ علیہ السلام قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔(مسلم)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ علیہ السلام یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا مُنْکَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوْهُ یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰہُ بِعِقَابِهٖ۔(ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جب کوئی بات خلاف شرع دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے''۔

3- عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ علیہ السلام قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَةُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَکَرِهَهَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَ مَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِیَهَا کَانَ کَمَنْ شَهِدَهَا۔(ابوداؤد)

''حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی جگہ کوئی گناہ کیا جائے جو شخص وہاں حاضر ہو مگر اسے وہ ناپسند سمجھتا ہو تو وہ اس آدمی کے مثل ہے جو وہاں موجود نہیں۔ اور جو شخص وہاں موجود نہ ہو لیکن اس کو

پسند کرتا ہو تو وہ اس آدمی کی مثل ہے جو وہاں موجود ہو"۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ كَذَا وَ كَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اِقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ۔ (بیہقی مشکوٰۃ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار ان باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے تو خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ مکرر حکم دیتا ہوں کہ اس پر اور کل باشندوں پر شہر کو الٹ دو اس لئے کہ اس کا چہرہ گناہوں کو دیکھ کر میری خوشنودی کیلئے ایک لمحہ بھی متغیر نہیں ہوا"۔

5- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ يَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے معراج کی شب دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں۔ جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔ یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے"۔

6- عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَاْنُكَ لَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

لَا اٰتِیْکُمْ وَ اَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اٰتِیْہِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی آنتیں فوراً پیٹ سے نکل کر آگ میں گر پڑیں گی پھر وہ انہیں پیسے گا یعنی ان کے گرد چکر کاٹے گا جیسے پن چکی کا گدھا آٹا پیستا ہے تو دوزخی یہ دیکھ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلاں تیرا کیا حال ہے یعنی یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کیا تو ہمیں نیک کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا حکم دیتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں تم کو نیک کام کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور برے کام سے تم کو روکتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ''ازیں جا معلوم شود کہ دیگراں را امر و نہی کردن و خود را بداں عمل نمودن موجب عذاب ست وایں بجہت عمل نہ نمودن ست نہ بجہت امر و نہی کردن کہ اگر ایں را ہم نہ کند مستحق تر می گردد آنرا بہ ترک دو واجب''۔

یعنی اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو امر و نہی کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا موجب عذاب ہے۔ لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے امر و نہی کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے کہ اگر امر و نہی نہیں بھی کرے گا تو دو واجب ترک کرنے کے سبب اور زیادہ عذاب کا مستحق ہو گا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۱۷۵)

اور اسی باب الامر بالمعروف کے شروع میں فرماتے ہیں:

کہ در وجوب امر بمعروف شرط نیست کہ آمر خود نیز فاعل باشد و بے آن نیز درست ست زیرا کہ امر کردن نفس خود واجب ست و امر کردن غیر را واجبے دیگر۔ اگر یک واجب فوت شود ترک واجب دیگر جائز نہ باشد و آنکہ واقع شدہ کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں) بر تقدیر تسلیم کہ در ورود آن در امر معروف و نہی منکر باشد مراد زجر و منع از نا کردن ست نہ از گفتن۔ اما شک نیست کہ اگر خود بکند بہتر ست چہ امر از کسیکہ خود متمثل نیست تاثیرے نہ کند۔

یعنی امر بالمعروف کے واجب ہونے میں خود آمر کا بھی عامل ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بغیر عمل بھی امر بالمعروف جائز ہے اس لئے کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور دوسرے کو امر بالمعروف کرنا دوسرا واجب ہے اگر ایک واجب فوت ہو جائے تو دوسرے واجب کو چھوڑنا ہرگز جائز نہ ہوگا اور وہ جو قرآن مجید پارہ ۲۹ میں لم تقولون ما تفعلون آیا ہے اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں تسلیم بھی کر لیا جائے تو عمل نہ کرنے پر زجر و توبیخ مراد ہے نہ کہ کہنے پر۔ ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ اگر خود بھی عمل کرے تو بہتر ہے' اس لئے کہ ایسے شخص کا امر بالمعروف کرنا اثر نہیں کرتا جو خود بے عمل ہے۔

انتباہ

امر بالمعروف کی چند صورتیں ہیں اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کو قبول کر لیں اور برائی سے رک جائیں تو ایسی صورت میں نصیحت کرنا واجب ہے خاموش رہنا جائز نہیں۔ اور اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کرنے پر لوگ برا بھلا کہیں گے یا مار پیٹ کریں گے جس سے دشمنی اور عداوت پیدا ہوگی تو ان صورتوں میں خاموش رہنا افضل ہے۔ اور اگر مار پیٹ پر صبر کر لے گا تو مجاہد ہے ایسے شخص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوئی حرج نہیں اور اگر جانتا ہے کہ نصیحت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں نصیحت کرے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۳۰۹ میں ہے: ذکر الفقیہ فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبر رایہ انہ لو امر بالمعروف یقبلون ذلک منہ و یمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ و لا یسعہ ترکہ و لو علم باکبر رایہ انہ لو امرھم بذلک قذفوہ و شتموہ فترکہ افضل و کذلک لو علم انھم یضربوہ و لا یصبر علی ذلک و یقع بینھم عداوۃ و یھیج منہ قتال فترکہ افضل و لو علم انھم لو ضربوہ صبر علی ذلک و لا یشکوا الی احد فلا باس بان ینھی عن ذلک و ھو مجاھد و لو علم انھم لا یقبلون منہ و لا یخاف منہ ضربا و لا شتما فھو بالخیار و الامر افضل کذا فی المحیط۔

2- برائی دیکھنے والے پر لازم ہے کہ اس سے روکے اگرچہ وہ خود اس برائی میں مبتلا ہو اس

لئے کہ شرع نے برائی سے بچنا اور دوسرے کو اس سے روکنا یہ دونوں باتیں لازم کی ہیں تو برائی سے نہ بچنے پر روکنے سے بری الذمہ نہیں ہوگا جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۹ میں ہے: رجل رای منکرا وھذا الرائی ممن یرتکب ھذا المنکر یلزمه ان ینھی عنه لان الواجب علیه ترك المنکر و النھی عنه احدھما لا یسقط عند الاخر کذا فی خزانه المفتیین و ھکذا فی الملتقط و المحیط۔

توکل

1- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰهِ کَفَاهُ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرلے (اور اپنے تمام کاموں کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کردے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے''۔

2- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ حَقَّ تَوَکُّلِهٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّ تَرُوْحُ بِطَانًا۔ (ترمذی)

''حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ خدائے تعالیٰ پر توکل کرلو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہوکر واپس لوٹتے ہیں''۔

3- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الزَّهَادَةُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَ لَا بِاِضَاعَةِ الْمَالِ وَ لٰکِنَّ الزَّهَادَةَ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَّا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْكَ اَوْثَقَ بِمَا فِیْ یَدِ اللّٰهِ۔ (ترمذی)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کرلینے اور مال کو ضائع کردینے کا نام ترک دنیا نہیں بلکہ دنیا سے بے رغبتی

ہے کہ جو کچھ (مال و دولت) تیرے ہاتھوں میں ہے اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو خدائے تعالیٰ کی دست قدرت میں ہے"۔

4- عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ۔ (مسلم)

"حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے اگر اسے خوشی کا موقع نصیب ہو اور اس پر خدائے تعالیٰ کا شکر بجالائے تو اس میں اس کیلئے بہتری ہے اور اگر کبھی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کیلئے بہتری ہے"۔

5- عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَ مِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَ مِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہے، اور آدمی کی بد بختی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے۔ اور آدمی کی بد بختی یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے (اس کے بارے میں) جو کچھ مقدر فرما دیا ہے وہ اس پر آزردہ ہو"۔

نرمی، حیا اور حسن خلق

1- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ۔ (مسلم شریف)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند فرماتا ہے"۔

2- عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ۔ (مسلم)

"حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص نرمی

سے محروم کیا جاتا ہے وہ (دوسرے لفظوں میں) بھلائی سے محروم کیا جاتا ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ الْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَ الْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شرم وحیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان والا جنت میں جائے گا اور بے حیائی فحش گوئی برائی کا حصہ ہے اور برائی والا دوزخ میں جائے گا"۔

4- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ۔

(بخاری، مسلم)

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حیا کی ساری قسمیں بہتر ہیں"۔

5- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَ الْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ۔ (بیہقی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان اور حیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں تو جب ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے"۔

6- عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ۔

(مؤطا، مشکوٰۃ)

"حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حسن اخلاق کی (قدروں) کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں"۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں"۔

ہنسنا اور مسکرانا

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ۔ (احمد، ترمذی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ نہ ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا۔ (بخاری شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ ان حقیقتوں کو جان لو جنہیں میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو''۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔ (بخاری)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا کھل کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کا تالو نظر آجائے۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے''۔

فضائل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

1- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۶۵)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔

2 عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رسولوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا''۔

3- عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

''حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین لکھا گیا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی ان کا پتلا اس وقت تک تیار نہیں ہوا تھا)۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درمیان کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئی اور

میرے دونوں ہاتھوں پر رکھ دی گئی"۔

5- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ اُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ۔

(احمد الامن والعلی ص ۵۷)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ عطا ہوا کہ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ عطا ہوا تھا رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں"۔

6- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی"۔

7- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں"۔

8- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۴)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت و بزرگی والا ہوں۔ اور مجھے اس پر فخر نہیں"۔

9- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ لَیْلَةِ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔ (ترمذی، داری، مشکوٰۃ ۵۱۷)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکار اقدس ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا تو کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف۔ حضور ﷺ اس وقت سرخ لباس پہنے ہوئے تھے (آخر میں نے فیصلہ کیا) وہ چاند سے بڑھ کر حسین ہیں''۔

10- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَزْهَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ وَمَا مَسَسْتُ دِیْبَاجَةً وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ شَمِمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِیِّ ﷺ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص 561)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا رنگ روشن اور چمکدار تھا اور حضور ﷺ کا پسینہ گویا موتی تھا اور کسی دیبا وریشم کے کپڑے کو میں نے حضور ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے نرم نہیں پایا اور میں نے کوئی ایسا مشک وعنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو حضور ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر ہو''۔

11- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهُ قَدْ سَلَکَهُ مِنْ طِیْبِ عَرَقِهِ اَوْ قَالَ مِنْ رِیْحِ عَرَقِهِ۔ (داری، مشکوٰۃ 517)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی راستہ سے گزرتے پھر حضور ﷺ کے بعد جو بھی اس راستہ سے گزرتا۔ تو حضور ﷺ کے پسینہ کی خوشبو محسوس کر لیتا کہ حضور ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں''۔

انتباہ

1- حضور سید عالم ﷺ کا چہرہ اقدس ایسا روشن وتابناک تھا کہ بقول راویان حدیث کے

چہرے میں چاند و سورج تیرتے تھے۔ جس نے بحالت ایمان ایک بار چہرہ دیکھ لیا وہ صحابی ہو گیا جو نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔

2- سر مبارک بڑا اور بزرگ تھا جس سے سطوت و عظمت ٹپکتی تھی اور جو خشیت الٰہی سے ہر وقت جھکا رہتا تھا۔

3- قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ زیادہ چھوٹا۔ مگر انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے اونچے نظر آتے۔

4 جسم پاک نورانی تھا اس لئے اس کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں پڑتا تھا اور نہ چاندنی میں۔ جسم پر مکھی کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔

5- موئے مبارک کچھ بل کھائے ہوئے تھے جو اکثر کندھے تک لٹکتے رہتے تھے۔ اور جب کبھی چہرہ انور پر بکھر جاتے تو وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کی تفسیر بن جاتے۔

6- داڑھی شریف گھنی تھی اور چہرہ انور اس کے گھیرے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آبنوسی رحل پر قرآن مجید رکھا ہو۔ ناک سڈول اور پتلی قدرے اٹھی ہوئی جو اچانک دیکھنے پر شعلہ نور معلوم ہوتی تھی۔

7- سینہ مبارک کشادہ تھا جس میں ناف تک بالوں کی ایک ہلکی تحریر تھی۔ شکم مبارک سطح سینہ کے برابر تھی جسے چار بار فرشتوں نے چاک کر کے علم و حکمت کا نور بھرا تھا۔ اسی کی شان میں اَلَمْ نَشْرَحْ کی آیت اتری۔

8- گردن شریف نہایت لطیف و شفاف بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی۔

9- پیشانی کشادہ اور صبح ازل کی طرح روشن تھی جسے لوگ چاند کا ٹکڑا کہتے تھے اور جو راتوں کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز رہا کرتی تھی۔

10- گوش مبارک نہایت موزوں اور سب دور و نزدیک سے یکساں سنتے تھے۔ وحوش و طیور

کی بول چال اور شجر وحجر کی زبان حال سے باخبر تھے۔

11- دندان مبارک موتیوں سے زیادہ چمک دار جن سے مسکراتے وقت روشنی پھوٹ پڑتی تھی اور در ودیوار چمک اٹھتے تھے۔

12- پشت مبارک ہموار اور سفید و شفاف تھی جیسے چاندی کی ڈھلی ہوئی جس پر شانوں (کندھوں) کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی مہر نبوت تھی۔

13- آنکھیں سیاہ سرگیں اور پلکیں بڑی تھیں جو ہر وقت غیب کا مشاہدہ کرتی تھیں اور آگے پیچھے یکساں دیکھتی تھیں۔ ساری کائنات میں صرف انہیں آنکھوں نے خدائے پاک کو بے حجاب دیکھا تھا۔

14- دست مبارک کشادہ اور پر گوشت تھا جو مصافحہ کرتا اس کا ہاتھ معطر ہو جاتا انہی ہاتھوں کو خدائے تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا تھا۔

15- انگلیاں لمبی اور بخش وعطا کے لئے پھیلی ہوئی رہتی تھی۔ جن کے بیچ سے ضرورت کے وقت پانی کا چشمہ ابلنے لگتا تھا۔ اور جن کے اشارہ سے چاند کا سینہ شق ہوا اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔

16- پنڈلیاں ہموار اور شیشہ کی طرح لطیف وشفاف تھیں۔

17- کلائیاں قدرے لمبی اور گداز، رنگ نکھرا ہوا صاف وشفاف تھا۔

18- ابرو محراب حرم کی طرح کمانداز تھے جس سے مقام قاب قوسین کا راز آشکارا تھا۔

19- لب مبارک گل قدس کی پتیوں کی طرح پتلے پتلے اور گلاب کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم و نازک جن کی جنبش پر کارکنانِ قضاوقدر ہر وقت کان لگائے رہتے تھے۔

20- آواز انتہائی شیریں کہ دشمنوں کو بھی پیار آجائے اور اتنی بلند کہ فاران سے گونجے تو ساری دنیا میں پھیل جائے۔ رحمت وکرم کے موقع پر گل ولالہ کے جگر کی ٹھنڈک اور کبھی غیرت حق کو جلال آجائے تو پہاڑوں کے کلیجے دہل جائیں۔

21- گریہ مبارک سسکتی ہوئی دبی دبی آواز خشیت الٰہی کے غلبہ سے یہ کارامت کے غم میں رقت انگیز آیتیں پڑھ کر اور شبینہ دعاؤں میں بھیگی پلکوں پر آنسوؤں کے جھلکتے ہوئے موتی۔

22- ہنسی انتہائی مسرت وشادمانی کے موقع پر لبوں پر صرف ایک ہلکا سا تبسم پھیل جاتا نور کی ایک کرن پھوٹتی اور درو دیوار روشن ہو جاتے اسی روشنی میں ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سوئی تلاش کر لی تھی۔

23- پسینہ مبارک انتہائی خوشبودار اور عطر انگیز تھا۔ جدھر سے گزر جاتے فضا معطر ہو جاتی۔ بغل شریف کے پسینہ سے ایک دلہن معطر کی گئی تو پشت در پشت اس کی اولاد میں خوشبو کا اثر تھا۔

24- لعاب دہن زخمیوں اور بیماریوں کے لئے مرہم شفا تھا۔ کھاری کنویں اس کی برکت سے شیریں ہو جاتے۔ شیر خوار بچے کے منہ میں پڑ جاتا تو دن بھر ماں کے دودھ کے بغیر آسودہ رہتے۔ (ماخوذ از مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی، نسیم الریاض، خصائص کبریٰ، جواہر البحار)

الغرض ان کے ہر مو پہ دائم درود
ان کی ہر خو وخصلت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کوئی نہیں

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔ (بخاری ص ۲۶۳ ج ۱، مسلم ص ۳۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رات دن پے در پے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض

کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو دن رات پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل تم میں کون ہے بیشک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پرودگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے"۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قولہ ﷺ انی ابیت یُطْعِمُنِی ربی ویسقینی معناہ یَجْعَلُ اللہ تعالٰی فِیَّ قُوَّۃَ الطاعم والشارب۔ یعنی حضور ﷺ کے قول یطعمنی ربی ویسقیی کا مطلب ہے کہ خدائے تعالٰی مجھے وہ طاقت دیتا ہے جو اوروں کو کھا پی کر حاصل ہوتی ہے۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ وَاصَلَ فِیْ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيْلَ لَهُ اَنْتَ تَوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

(مسلم ص ۳۵۱ ج ۱)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ماہ رمضان میں رات دن پے در پے روزہ رکھا تو لوگوں نے بھی پے در پے روزہ رکھا تو حضور ﷺ نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ عرض کیا گیا حضور ﷺ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل نہیں ہوں میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تُوَاصِلُوْ قَالُوْا اِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔ (بخاری ص ۱۰۸۴ ج ۱)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کہ تم رات دن پے در پے روزہ مت رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا حضور ﷺ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل ہرگز نہیں ہوں۔ بیشک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے"۔

انتباہ

حضور سید عالم ﷺ کو اپنے مثل بشر نہیں کہنا چاہیے اس لئے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کو ان کے زمانے کے کفار اپنے مثل بشر کہا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ (سورۃ ھود آیت ۲۷)

''اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا کہ ہم تمہیں اپنی ہی مثل بشر سمجھتے ہیں۔ اور ایک اور مقام پر فرمایا:

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (سورہ ابراہیم: ۱۰)

''بولے تم تو ہمی جیسے آدمی ہو''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (سورہ شعراء: ۱۸۶)

''تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔ پارہ ۱۹ میں ہے:

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (سورہ شعراء: ۱۸۶)

''تم ہمیں جیسے آدمی ہو''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے شعیب علیہ السلام سے کہا تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو ازراہِ توہین اپنے مثل بشر کہنا کافروں کا شیوہ ہے۔

معراج

1- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَ هُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَ دُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ قَالَ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ قَالَ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهِ الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ لِيْ جِبْرِيْلُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَ اِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ اِخْتَرْتُ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَ دَعَالِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَ يَحْيٰى بِن زَكَرِيَّا عليه السلام فَرَحَّبَا وَ دَعَوَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلَ قِيْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ عليه السلام وَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ قَالَ فَرَحَّبَ لِيْ وَ دَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ بُعِثَ عَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا بِاِدْرِيْسَ عليه السلام فَرَحَّبَ وَ دَعَا لِيْ بِخَيْرٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ

فَقِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِهٰرُوْنَ عليه السلام فَرَحَّبَ وَ دَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَ قَدْ بُعِثَ قَالَ قد بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى عليه السلام فَرَحَّبَ وَ دَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاَسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ عليه السلام مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَ اِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيْلَةِ وَ اِذْ اَثْمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عليه الصَّلٰوةُ وَالسَّلام فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ لِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ سَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ لِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ سَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ رَبِّيْ وَ بَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ بِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا

كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّىْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ۔ (مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک براق لایا گیا۔ یہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا جس کا قد گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اس کا قدم اس مقام پر پڑتا تھا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر میں باہر نکلا تو جبریل میرے پاس ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت (اسلام) کو اختیار کر لیا۔ پھر جبریل مجھ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ جبریل نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے فرمایا کہ (ہاں) بلایا گیا ہے۔ پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لئے

کھول دیا گیا تو میں نے دو خالہ زاد بھائیوں یعنی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہم السلام
کو دیکھا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل
مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے
کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا اور آپ
کے ساتھ کون ہے؟ کہا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا
(ہاں) بلایا گیا ہے پھر آسمان ہمارے لئے کھول دیا گیا وہاں مجھے یوسف علیہ السلام نظر
آئے جنہیں (سارے جہاں کا) آدھا حسن عطا فرمایا گیا ہے انہوں نے مجھے مرحبا
کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے
چلے تو جبریل علیہ السلام نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا۔ پوچھا گیا: یہ کون
ہے؟ فرمایا: میں جبریل ہوں کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: سرکارِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا: (ہاں) بلایا گیا ہے تو آسمان کا
دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو انہوں نے
مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے
فرمایا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔ پھر جبریل مجھے پانچویں آسمان کی طرف
لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے فرمایا تو پوچھا گیا کون ہے؟
فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر کہا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو
ہمارے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا تو اچانک مجھ کو ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے
مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل ہم کو چھٹے آسمان کی طرف
لے چلے انہوں نے آسمان کا دروازہ کھولنے کیلئے کہا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا
میں جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ پھر کہا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو آسمان کا

دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر جبریل ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ کی ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ نہیں آتے (یعنی روز نئے نئے فرشتے آتے ہیں) پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے مثل ہیں اور اس کے پھل بڑے مٹکوں کے مانند ہیں تو جب سدرۃ المنتہیٰ کو خدائے تعالیٰ کے حکم سے ایک چیز نے ڈھانپ لیا تو اس کا رنگ بدل گیا خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی اس کی خوبصورتی بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا پھر خدائے تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی جو کچھ وحی فرمائی پھر اس نے رات اور دن میں پچاس نمازیں میرے اوپر فرض فرمائیں۔ میں واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پوچھا آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا دن رات میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست پیش کریں اس لئے کہ آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے بنی اسرائیل کی آزمائش کی ہے اور اس کا امتحان لیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو میں نے واپس جا کر عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت پر آسانی فرما تو خدائے تعالیٰ نے میری امت سے پانچ نمازیں کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور [illegible] سے پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف چاہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے

پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا اور نماز کی تخفیف کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ رات اور دن کی کل پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کیلئے دس نمازوں کا ثواب ہے تو وہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو نہ کیا تو صرف ارادہ ہی سے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر کر لیا تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص برے کام کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور کرے تو اس کیلئے ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان کو حقیقت حال سے آگاہ کیا انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف چاہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس (نماز کی تخفیف کیلئے) اتنی بار حاضر ہوا کہ اب مجھ کو وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے"۔

2- عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم مشکوٰۃ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قریش نے (واقعہ معراج کی بابت) میری تکذیب کی تو میں (ان کو سوالات کا جواب دینے کیلئے) مقامِ حجر میں کھڑا ہوا تو خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نگاہوں کے سامنے کر دیا میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نشانیوں کے بارے میں قریش کے سوالات کا جواب دے رہا تھا"۔

انتباہ

1- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے میں معراج جسمانی ہوئی تھی اس لئے کہ اگر معراج منامی یا روحانی

ہوتی تو کفار قریش حضور ﷺ کو ہرگز نہ جھٹلاتے اور نہ بعض ضعیف الایمان مسلمان مرتد ہوتے۔ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔ ان المعراج فی المنام او بالروح لیس مما نکر کل الانکار و الکفرة انکروا امر المعرج غایةَ الانکار بل کثیر من المسلمین قد ارتدوا بسبب ذلک اھ۔

2- حضور سید عالم ﷺ کو جاگتے میں جسمانی معراج ہونا برحق ہے۔ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک سیر کا انکار کرنے والا کافر ہے اور آسمان کی سیر کا انکار کرنے والا گمراہ بد دین ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۲۷ میں ہے۔ اسراء از مسجد حرام ست تا مسجد اقصٰی و معراج از مسجد اقصٰی ست تا آسمان و اسراء ثابت ست بہ نص قرآن و منکر آں کافر ست و معراج با حادیث مشہورہ کہ منکراں ضال و مبتدع ست۔ یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک اسراء ہے اور مسجد اقصٰی سے آسمان تک معراج ہے۔ اسراء نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بددین اور شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۰ میں ہے۔ المعراج لرسول اللّٰہ علیہ الصلوٰة و السلام فی الیقظةِ بشخصہ الی السماء ثم الی مشاء اللّٰہ تعالٰی من العلی حق ای ثابت بالخبر المشہور حتی انہ منکرہ یکون مبتدعا۔ یعنی حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ آسمان اور اس کے اوپر جہاں تک خدائے تعالٰی نے چاہا سرکار اقدس ﷺ کا تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا بد دین ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے۔ الاسراء و ھو من المسجد الحرام الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب و المعراج من الارض الی السماء مشہور۔ یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات میں سیر فرمانا قطعی ہے قرآن مجید سے ثابت ہے (اس کا منکر گمراہ ہے) اور زمین سے آسمان تک سیر فرمانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ (اس کا منکر گمراہ ہے) اور سید الفقہاء حضرت ملا جیون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ان المعراج الی المسجد الاقصی

قطعی ثابت بالکتاب والی سماء الدنیا ثابت بالخبر المشهر والی مافوقه من السموت ثابت بالاحاد فمنکر الاول کافر البتة و منکر الثانی مبتدع مضل و منکر الثالث فاسق۔ یعنی مسجد اقصیٰ تک معراج قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے اور آسمان دنیا تک حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ اور آسمانوں سے اوپر تک آحاد سے ثابت ہے تو پہلے کا منکر قطعی کافر ہے اور ثانی کا بد دین گمراہ ہے اور تیسرے کا منکر فاسق ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۳۲۸)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ایک بار خواب میں کئی بار معراج ہوئی۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۲۷ میں ہے: مختلف آمدہ است داقوال علماء دریں باب کہ در خواب بود یا در بیداری و یک بار بود یا بارہا۔ صحیح ومختار جمہور آن ست کہ بارہا بود یک بار در بیداری بود و بارہائے دیگر در خواب۔ یعنی معراج خواب میں ہوئی تھی یا بیداری میں۔ اور ایک بار ہوئی تھی یا بار بار؟ اس باب میں علماء کے اقوال مختلف ہے۔ صحیح اور جمہور علماء کا مختار یہ ہے کہ معراج کئی بار ہوئی تھی ایک بار بیداری میں اور کئی بار خواب میں۔

پھر دو سطر کے بعد فرمایا کہ تحقیق آن ست کہ یکبار در یقظہ بود بجسد شریف از مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ واز آنجا تا آسمان کاز آسمان تا آنجا کہ خدا خوست اگر در منام بودے باعث ایں ہمہ فتنہ وغوغا گی شدو باعث اختلاف وارتدادنمی گشت۔ یعنی تحقیق یہ ہے کہ معراج ایک بار حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ہوئی۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان تک اور آسمان سے جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا۔ اگر واقعہ معراج خواب میں ہوتا تو اس قدر فتنہ وفساد شور وغوغا کا باعث نہ ہوتا اور کافروں کے جھگڑنے اور بعض مسلمانوں کے مرتد ہونے کا سبب نہ ہوتا۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۲۷ جلد ۴)

اور تفسیر خازن جلد رابع صفحہ ۱۳۴ میں ہے:

الحق الذی علیه اکثر الناس و معظم السلف و عامة الخلف من المتاخرین من الفقها و المحدثین و المتکلمین انه اسری بروحه و

جسدہ ﷺ۔

"یعنی حق وہی ہے کہ جس پر کثیر صحابہ اکابر تابعین اور عامہ متاخرین فقہا محدثین اور متکلمین ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ کو روح اور جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔ ﷺ

اور حضرت ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الاصح انه كان فى اليقظة و كان بجسده مع روحه و عليه اهل السنة و الجماعة فمن قال انه بالروح فقط او فى النوم فقط فمبتدع ضال مضل فاسق۔ (تفسیر احمدیہ صفحہ ۲۳۰)

"صحیح یہ ہے کہ معراج جیتے جاگتے میں جسم اطہر کے ساتھ مع روح کے ہوئی۔ اہل سنت و جماعت کا یہی مسلک ہے۔ تو جس نے کہا کہ معراج صرف روح کے ساتھ ہوئی یا صرف خواب میں ہوئی تو وہ بد دین، گمراہ، گمراہ گو اور فاسق ہے"۔

معجزات

1- **عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَالُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا۔** (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۴)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے حضرت سید عالم ﷺ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو سرکار اقدس ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھادیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا"۔

2- **عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَ فِرْقَةً دُوْنَهٗ۔** (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۴)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا ایک ٹکڑا پہاڑ سے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس

کے نیچے''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انشقاق قمر بہ تحقیق واقع شدہ مرآں حضرت راصلی اللہ علیہ وسلم و روایت کردہ اند آں را جمعے کثیر از صحابہ و تابعین و روایت کردہ انداز ایشاں جم غفیر از ائمہ حدیث۔ ومفسران اجماع دارند کہ مراد در آیت کریمہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ہمیں انشقاق ست کہ معجزہ آں حضرت واقع شدنہ آنکہ در قیامت واقع شود وسیاق آیت کریمہ کہ فرمودہ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ دلالت وارد برآں۔

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چاند کا دو ٹکڑے ہونا یقیناً واقع ہے جس کو صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا ہے اور پھر ان سے محدثین کے جمِ غفیر نے روایت کیا ہے۔ اور مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میں یہی چاند کا دو ٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ واقع ہوا وہ انشقاق مراد نہیں ہے جو قربِ قیامت میں واقع ہوگا اور اسی سے متصل دوسری آیت کریمہ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۱۸)

3- عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ اَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ یُوْحٰی اِلَیْهِ وَ رَاْسُهٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ فَلَمْ یُصَلِّ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَصَلَّیْتَ یَا عَلِیُّ قَالَ لَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَاَیْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَیْتُهَا طَلَعَتْ وَ وَقَفَتْ عَلَی الْجِبَالِ وَ الْاَرْضِ وَ ذٰلِكَ بِالصَّهْبَاءِ فِیْ خَیْبَرَ۔ (شفا مع نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۰)

''حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حال میں وحی نازل ہو رہی تھی کہ آپ کا مبارک سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ (عصر کی) نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ بعدہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ یا الٰہ العٰلمین علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں تھے (اس لئے ان کی نماز عصر قضا ہو گئی) لہٰذا تو ان کیلئے سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر (دعائے نبوی کے بعد) میں نے دیکھا تو وہ طلوع ہو گیا اور اس کی کرنیں پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا جو خیبر سے قریب ہے۔

4- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَۃً مِنَ النَّھَارِ رواہ الطبرانی فی معجمۃ الاواسط بسند حسن۔

(طبرانی شرح الشفا للملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مع نسیم الریاض، جلد ۳، صفحہ ۱۳)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے رک جائے وہ فوراً رک گیا''۔

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ اِلٰی جِذْعِ نَخْلَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَہُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰی عَلَیْہِ صَاحَتِ النَّخْلَۃُ الَّتِیْ کَانَ یَخْطُبُ عِنْدَھَا حَتّٰی کَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی اَخَذَھَا فَضَمَّھَا اِلَیْہِ فَجَعَلَتْ تَاَنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یُسَکَّتُ حَتّٰی اسْتَقَرَّتْ۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۶)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں خطبہ پڑھتے تو کھجور کے اس تنا پر جو ستون (کھمبا) کے طور پر مسجد میں کھڑا تھا کمر لگا لیتے پھر جب منبر تیار ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کیلئے رونق افروز ہوئے تو وہ ستون جس سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے فراق نبی میں چیخ اٹھا اور قریب تھا کہ وہ شدتِ اضطراب سے پھٹ جائے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے یہاں تک کہ اس

ستون کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا پھر اس ستون نے اس بچہ کی طرح رونا اور بلبلانا شروع کیا جس کو تسلی دے کر خاموش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس ستون کو قرار حاصل ہوا''۔

6- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ وَمَنْ يَشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَ هُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَأَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْأَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا أَنَّهُ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلٰى مَنْبَتِهَا۔ (دارمی، مشکوٰۃ ۵۴۱)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ نے اس سے فرمایا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ دیہاتی نے کہا آپ کی باتوں پر میرے سوا اور کون گواہی دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ببول کا درخت گواہی دے گا۔ یہ فرما کر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ آپ وادی کے کنارے تھے۔ وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا چلا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے تین بار گواہی لی کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا''۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ بِمَا أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ إِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۱)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دیہاتی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیونکر میں یقین کروں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کے اس خوشہ کو میں بلاؤں اور وہ میرے پاس آ کر اس بات کی گواہی دے کہ میں خدائے تعالیٰ کا رسول ہوں جب تجھے یقین آجائے گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے قریب زمین پر آ کر گرا پھر آپ نے فرمایا کہ واپس چلا جا تو وہ خوشہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا''۔

8- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَ اَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم۔ (بخاری صفحہ ۵۰۵ جلد ا، مشکوۃ صفحہ ۵۳۸)

''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو تخفیف کا باعث سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی کم ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھوڑا سا بچا ہوا پانی تلاش کر لاؤ۔ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا کہ برکت والے پانی کے پاس آؤ اور برکت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے پس میں نے قطعی طور پر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں کی گھائیوں سے پانی ابل رہا ہے''۔

9- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّاَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالَ مَا لَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ

عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَ لَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً۔

(بخاری صفحہ ۵۰۵ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۲)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کیلئے پانی نہیں مگر صرف یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا (اس وقت) تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی''۔

10- عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِاِنَاءٍ وَ هُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَةٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلٰثِ مِائَةٍ۔ (بخاری ۵۰۴ جلد ۱، مشکوٰۃ ۵۲۷)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا حضور اس وقت مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مقدس ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا تو پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا جس سے تمام لوگوں نے وضو کیا حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب''۔

11- عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَ هُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۰)

''حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پھر سرکارِ اقدس ﷺ اور ہم مکہ شریف کے گردونواح میں گئے تو جس پہاڑ اور درخت کا بھی سامنا ہوتا تھا وہ عرض کرتا السلام علیک یارسول اللہ''۔

12- عَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِیْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَ اِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِیِٔ الْوَادِیْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ فَمَا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ فَحَانَتْ مِنِّیْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا وَ اِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ۔

(مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۲)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جارہے تھے کہ ایک بے آب وگیاہ وادی یعنی میدان میں اترے۔ حضور ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن پردہ کی کوئی جگہ آپ کو نہ ملی۔ اچانک آپ کی نظر اس وادی کے کنارے دو درختوں پر پڑی حضور ﷺ ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر (درخت سے) فرمایا کہ بحکم خدا میرے ساتھ چل تو وہ درخت اس اونٹ کی طرح چل پڑا جس کی ناک میں نکیل بندھی رہتی ہے اور اپنے ساربان کی

اطاعت کرتا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ اس دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا اے (درخت) تو بھی بحکم الٰہی میرے ساتھ چل تو وہ بھی پہلے درخت کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ حضور ﷺ ان درختوں کے درمیان کی جگہ میں پہنچے تو فرمایا کہ (اے درختو) تم دونوں بحکم الٰہی آپس میں مل کر میرے لئے پردہ بن جاؤ تو دونوں ایک دوسرے سے مل گئے (اور حضور نے) ان درختوں کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میری نگاہ اٹھی اچانک میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں اور دیکھا کہ دفعۃً وہ دونوں درخت جدا ہو کر چلے اور اپنے تنے پر کھڑے ہو گئے"۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے دعوائے نبوت کی تائید میں جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ حضرت میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **المعجزة امر خارق للمعادة داعية الى الخير و السعادة مقرونة بدعوى النبوة قصد به اظهار صدق من ادى ان رسول من الله۔** (التعریفات ۱۹۵)

2- حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر، ملحد اور زندیق ہے۔

3- جو معجزہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے معراج کی رات میں سید عالم ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر فرمانا اس پر ایمان لانا فرض ہے اس کا منکر کافر ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۵۱۷)

4- جو معجزہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو جیسے "سرکارِ اقدس ﷺ کا معراج کی رات میں آسمانوں کی سیر فرمانا" اس کا ماننا لازم و ضروری ہے اور اس کا منکر گمراہ بدمذہب ہے۔

(تفسیر احمدیہ صفحہ ۳۲۸)

5- جو معجزہ خبر واحد سے ثابت ہو خواہ علی وجہ القوۃ یا علی وجہ الضعف فضائل میں وہ بھی معتبر ہے۔

6- انبیائے کرام علیہم السلام سے قبل اظہار نبوت جو باتیں خرقِ عادت کے طور پر صادر ہوا سے ارہاص کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوارق عادت کہ پیش از ظہور نبوت ظاہر شد آں را ارہاصات گویند۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۵۴۱)

کرامت

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَعَثَ جَیْشًا وَ اَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ (بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر (نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس لشکر پر ایک مرد کو سپہ سالار مقرر فرمایا جن کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ تو (ایک روز) جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مدینہ شریف میں) خطبہ پڑھ رہے تھے یکایک آپ بلند آواز میں فرمانے لگے اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو۔ چند روز کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا تو اس نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو اس نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! ہمارے دشمن نے ہم کو شکست دی پھر اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو تو ہم نے پہاڑ کی طرف اپنی پشت کرلی (اور دشمن سے لڑے) پھر خدائے تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی''۔

2- عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ اَنَّ سَفِیْنَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَیْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ ھَارِبًا یَلْتَمِسُ الْجَیْشَ فَاِذَا ھُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ مِنْ اَمْرِیْ

كَيْتَ وَ كَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِىْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۵)

''حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام تھے (ایک مرتبہ) سرزمین روم میں اسلامی لشکر (تک پہنچنے) کا راستہ بھول گئے۔ یا قید کر دیئے گئے تھے تو اسلامی لشکر کی تلاش میں نکل بھاگے۔ اچانک ایک شیر سے ان کا سامنا ہو گیا تو آپ نے شیر سے فرمایا اے ابو حارث! میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں میرے ساتھ ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو شیر (کتے کی طرح) دم ہلاتا ہوا قریب آ کر حضرت سفینہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا (اور ساتھ ساتھ چلتا رہا) جب شیر کسی چیز کی آواز سنتا تو اس طرف دوڑ پڑتا پھر واپس آ کر ان کے پہلو میں چلنے لگتا یہاں تک کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر تک پہنچ گئے پھر شیر واپس ہو گیا''۔

3- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَ عَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِىْ حَاجَةٍ لَهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ الَّيْلِ سَاعَةٌ فِىْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْقَلِبَانِ وَ بِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِىْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِىْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۴)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کسی معاملہ میں ایک پہر رات گزرنے تک گفتگو کرتے رہے وہ رات بہت تاریک تھی۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں میں واپس ہونے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے نکلے اور دونوں حضرات کے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی لاٹھیاں تھیں

پھر ان میں سے ایک صاحب کی لاٹھی دونوں کیلئے روشن ہوگئی بعدہ وہ دونوں حضرات لاٹھیوں کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی پھر ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا"۔

انتباہ

1- ولی سے جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے ایسی بات صادر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فاسق و فاجر یا کافر سے جو ان کے موافق ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ا)

2- کرامت حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بد مذہب ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۵ میں ہے الکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب و السنۃ اولیائے کرام سے کرامتوں کا صادر ہونا حق ہے یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اہل حق اتفاق دارند بر جواز وقوع از اولیاء دلیل بر وقوع کرامت کتاب و سنت و تواتر اخبار ست از صحابہ و من بعد ہم تواتر معنی۔

یعنی اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اولیاء کرام سے کرامت کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اور اللہ والوں سے کرامتوں کا صادر ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور صحابہ و تابعین کی مسلسل خبروں سے بھی واضح ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۵)

3- ولی وہ مسلمان ہے جو بقدر طاقت بشری ذات و صفات باری تعالیٰ کا عارف ہو، احکام شرع کا پابند ہو اور لذات شہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو جیسا کہ شرح عقائد نفسی میں ہے۔ الولی ھو العارف باللّٰہ تعالیٰ و صفاتہ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانھماک فی اللذات و الشھوات اور اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۵ میں ہے: ولی کسی ست

کہ عارف باشد بذات وصفات طاقت بشری ومواظب باشد براتیاں طاعت وترک منہیات درلذات وشہوات وکامل باشد درتقوٰی واتباع برحسب تفاوت ومراتب آن۔

4- ولی وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا عقیدہ مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق ہو کوئی مرتد یا بدمذہب مثلاً دیو بندی، وہابی، قادیانی، رافضی اور نیچری وغیرہ ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔

5- اولیائے کرام وصالحین عظام کا فیض بعد وصال جاری رہتا ہے۔ تفسیر عزیزی پ عم صفحہ ۵۰ میں ہے۔ از اولیائے مدفونین ودیگر صلحائے مومنین انتفاع واستفادہ جاری ست و آنہارا افادہ واعانت نیز متصور۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر جستہ باز گرد انندز راہ

علم غیب

1- عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَ نَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ۔ (بخاری صفحہ ۴۵۳ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۶)

"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کی ہمیں خبر دے دی۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والوں میں) جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

معلوم ہوا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک سارے حالات کا علم ہے۔

2- عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ یَعْنِیْ عَمْرَو ابْنَ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْفَجْرَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ

فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَ بِمَا هُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (مسلم جلد ۲، صفحہ ۳۹۰)

''حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے تشریف لا کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے پھر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے اتر کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس تقریر میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے تمام واقعات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دے دی تو ہم لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبریں زیادہ یاد ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا علم ہے یعنی آپ گذشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات جانتے ہیں۔

3- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِی الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا''۔

4- عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْیَا یَبْلُغُ مَنْ مَعَهٗ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَ اِسْمِ اَبِیْهِ وَ اِسْمِ قَبِیْلَتِهٖ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۳)

''حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھول جانے کا اظہار کرتے ہیں (آج سے) دنیا کے ختم

ہونے تک جتنے فتنہ انگیز لوگ پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو سے زائد ہوگی خدائے تعالیٰ کی قسم حضور ﷺ نے ہمیں ان کا نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے خاندان کا نام (سب کچھ) بتادیا''۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا علم تمام کلیات اور جزئیات کو گھیرے ہوئے ہے کہ آپ نے آئندہ پیدا ہونے والے فتنہ انگیزوں کے نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے قبیلہ کا نام لوگوں سے بیان فرمایا۔

5- عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَی النَّبِیُّ ﷺ زَیْدًا وَ جَعْفَرًا وَ ابْنَ رَوَاحَةَ النَّاسَ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَ عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ یَعْنِیْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ۔

(بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار اقدس ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کیے گئے پھر جھنڈے کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لیا اور وہ بھی شہید کیے گئے۔ آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈے کو ایسے شخص نے لیا جو خدائے تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید (نے جھنڈا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی کرتے رہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی''۔

''معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے حالات حضور ﷺ کی نگاہ کے سامنے ہیں جنگ موتہ شام میں ہو رہی تھی حضور ﷺ اس کے حالات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے''۔

6- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِّنْ حِیطَانِ الْمَدِیْنَةِ اَوْ مَکَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِی قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُهُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَ کَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِیْدَةٍ فَکَسَرَهَا کِسْرَتَیْنِ فَوَضَعَ عَلٰی کُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا کِسْرَةً فَقِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَیْبَسَا۔ (بخاری، صفحہ ۳۵ جلد ۱)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

1- حضور ﷺ کی نگاہ کیلئے کوئی آڑ نہیں بن سکتی یہاں تک کہ زمین کے اندر جو عذاب ہوتا ہے اسے آپ ملاحظہ فرماتے تھے۔

2- حضور ﷺ مخلوقات کے ہر کھلے اور چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کون کیا کر رہا ہے اور پہلے کیا کرتا تھا چنانچہ آپ نے فرمادیا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

3- حضور ﷺ ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں کہ قبر پر شاخیں رکھ دیں تاکہ عذاب ہلکا ہو جائے۔

4- قبروں پر سبزہ اور پھول وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردہ کو راحت

ہوتی ہے۔

5- قبر پر قرآن کی تلاوت کیلئے حافظ بٹھانا بہتر ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا۔

6- اگرچہ خشک و تر چیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے مردہ کو راحت نصیب ہوتی ہے ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن پاک کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے اور مومن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔

7- سبزہ گنہگاروں کی قبر پر عذاب ہلکا کرے گا اور بزرگوں کی قبروں پر ثواب و درجہ بڑھائے گا۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَ اللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ (بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد ۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں"۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مقدس آنکھیں عام آنکھوں کی طرح نہ تھیں بلکہ حضور آگے پیچھے اوپر نیچے اور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور ﷺ اسے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

8- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاقْعٰی وَ اسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمِدْتُ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ تَعَالٰی اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی وَ مَا هُوَ

كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَاَخْبَرَهُ وَ اَسْلَمَ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کی جانب آیا پھر اس کے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھالے گیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری کو اس سے چھین لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اپنی دم پر بیٹھا اور وہ بولا کہ میں نے اپنے رزق کا قصد کیا تھا جو مجھ کو خدائے تعالیٰ نے دیا۔ میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن اے چرواہے تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم! (ایسی عجیب بات) میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھی کہ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب ان صاحب (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان نخلستان (مدینہ) میں تشریف فرما ہو کر تم لوگوں سے ان تمام (غیبی) واقعات کو بیان کر رہے ہیں جو گزر چکے اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں۔ ان کو بھی بتاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے سے یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا''۔

معلوم ہوا کہ جانور کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ کا علم ہے۔

9۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ وَ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰهُ وَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَ الَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَاءُ وَ اخُدُوْدَ الَّتِيْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فَجُعِلُوْا فِيْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر سے ایک روز پہلے ہم لوگوں کو وہ تمام مقامات دکھا دیے تھے جہاں بدر کی

لڑائی میں شریک ہونے والے مشرکین قتل ہوئے چنانچہ آپ نے فرمایا دیکھو کل انشاء اللہ تعالیٰ یہاں ایک مشرک گر کر مرے گا اور کل انشاء اللہ یہاں فلاں قتل ہو کر گرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو مقامات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا یعنی وہ کافر اسی جگہ مارے گئے جو جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتادی تھی۔ پھر ان کافروں کو کنوئیں کے اندر تلے اوپر ڈال دیا گیا"۔

معلوم ہوا کہ حضور کو بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (کہ کون کس جگہ مرے گا) کا بھی علم ہے چنانچہ میدان بدر میں آپ نے فرمادیا کہ انشاء اللہ کل یہاں فلاں شخص قتل ہوگا اور یہاں فلاں شخص مرے گا۔ پھر دوسرے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا یعنی جو مقامات آپ نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا۔

انتباہ

1- علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں کہ جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے معلوم نہ کر سکیں۔ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۷۴ میں ہے۔ الغیب ھو الذی یکون غائبا عن الحاسۃ۔ اھ

2- قرآن مجید پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ میں ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(سورۃ مزمل: ۲۷-۲۶)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔ (ترجمہ کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب پر قابو دیتا ہے اور جسے غیب پر قابو دیتا ہے وہ غیب ضرور جانتا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول غیب ضرور جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آیت کریمہ کا خلاصہ اَلرَّسُوْلُ مُظْهَرٌ عَلَی الْغَیْبِ (صُغْریٰ) ہے۔ تو ثابت ہوا کہ الرسول یعلم الغیب۔

3- امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اِنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُدْرِکُ مَا سَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ۔ یعنی نبی کیلئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۲۰)

بارگاہِ رب العالمین جل جلالہ میں دعا ہے کہ اے مولائے کریم! احادیث و مسائل کے اس مجموعے کو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی رضا کیلئے قبول فرما، ہمیں ہمارے تمام برادران اہل سنت کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرما اور اس مجموعہ سے بدمذہبوں اور بے عملوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر ایمان و عمل کی نعمت نصیب فرما۔ اِنَّکَ عَلٰی شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِاِجَابَۃِ دُعَائِنَا جَدِیْرٌ۔

اللھم بدیع السموات و الارض ذالجلال و الاکرام خالق اللیل و النھار اسئلك ان تصلی و تسلم علی اول خلق اللّٰہ سیدنا محمدن المصطفٰی و علی الہ و صحبہ و اصولہ و فروعہ ابنہ الغوث الاعظم الجیلانی اجمعین و اخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ۔

جلال الدین احمد امجدی
خادم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف۔ ضلع بستی
۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۷۱ء
روز دوشنبہ مبارک
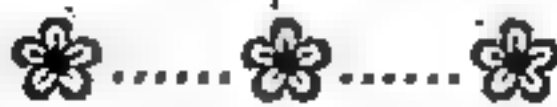
مصادر و مراجع

"انوار الحدیث" درج ذیل کتابوں کی اصل عبارتوں سے مزین ہے

1- قرآن مجید ابتدائے نزول 610ء انتہائے نزول 9 ذی الحجہ 10ھ مطابق 632ء

کتب تفاسیر

2	تفسیر خازن	امام محمد فخر الدین رازی قدس سرہ	(606-544ھ)
3	تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ عمر بیضاوی قدس سرہ	(-685ھ)
4	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی بن ابو بکر سیوطی قدس سرہ	(725-668ھ)
5	تفسیر جلالین	جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی قدس سرہ	(911-849ھ)
		جلال الدین بن احمد محلی شافعی قدس سرہ	(864-791ھ)
6	تفسیر صاوی	عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالی قدس سرہ	
7	تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد الشہیر بہ ملاجیون مالکی قدس سرہ	(1130-1048ھ)
8	تفسیر عزیزی	شاہ عبد العزیز محدث دہلی قدس سرہ	(1239-1159ھ)
9	تفسیر خزائن العرفان	استاذ العلماء سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ	(1367-1300ھ)

کتب احادیث

10	بخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری قدس سرہ	(256-194ھ)
11	مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری قدس سرہ	(261-204ھ)
12	ابو داؤد	ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی قدس سرہ	(275-202ھ)
13	ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی قدس سرہ	(279-209ھ)
14	نسائی	ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی قدس سرہ	(303-215ھ)
15	ابن ماجہ	ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی قدس سرہ	(273-209ھ)
16	مؤطا امام مالک	ابو عبد اللہ مالک بن انس اصبحی قدس سرہ	(179-93ھ)
17	داری	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن داری قدس سرہ	(255-181ھ)

18	دار قطنی	ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی قدس سرہ	(385-305ھ)
19	مشکوٰۃ	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی قدس سرہ	(-740ھ)
20	بیہقی	ابوبکر احمد بن بیہقی قدس سرہ	(458-384ھ)
21	مسندِ احمد	ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی قدس سرہ	(241-164ھ)
22	شرح السنہ	ابومحمد الحسین بن مسعود فراء بغوی قدس سرہ	(-516ھ)
23	مؤطا امام محمد	محررِ مذہب حنفی امام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہ	(189-132ھ)
24	طحاوی	ابوجعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی قدس سرہ	(321-229ھ)
25	طبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی قدس سرہ	(360-260ھ)
26	عینی شرح بخاری	بدرالدین علامہ محمود عینی قدس سرہ	(855-762ھ)
27	نووی شرح مسلم	ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف الشہیر بہ امام نووی قدس سرہ	(676-631ھ)
28	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-1014ھ)
29	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ	(1052-957ھ)

کتب علم کلام

30	فقہ اکبر	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی قدس سرہ	(80-150ھ)
31	شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-1014ھ)
32	عقائد نسفی	ابوحفص عمر بن محمد نسفی قدس سرہ	(537-461ھ)
33	شرح عقائد نسفی	علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی قدس سرہ	(792-722ھ)

کتب فقہ

34	ردالمحتار	سید محمد امین الشہیر با بن عابدین شامی قدس سرہ	(1253-1198ھ)
35	درمختار	شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی قدس سرہ	(1088-1025ھ)
36	تنویر الابصار	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہ	(1004-939ھ)

37	بدائع الصنائع	ملک العلماء ابوبکر بن مسعود کاسانی قدس سرہ	(-587ھ)
38	بحر الرائق	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم قدس سرہ	(970-926ھ)
39	کنز الدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی قدس سرہ	(-710ھ)
40	فتح القدیر	شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بابن الہمام قدس سرہ	(861-788ھ)
41	ہدایہ	شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی قدس سرہ	(593-511ھ)
42	عنایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی قدس سرہ	(782-710ھ)
43	کفایہ	امام جلال الدین خوارزمی کرلانی قدس سرہ	(-)
44	شرح نقایہ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-1014ھ)
45	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبداللہ بن مسعود قدس سرہ	(-747ھ)
46	سعایہ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہ	(1304-1264ھ)
47	عمدۃ الرعایۃ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہ	(1304-1264ھ)
48	حدیقہ ندیہ	علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ	(1144-1050ھ)
49	طحطاوی	سید احمد طحطاوی قدس سرہ	(-1231ھ)
50	مراقی الفلاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سرہ	(1069-944ھ)
51	نور الایضاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سرہ	(1069-944ھ)
52	حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ	(1176-1114ھ)
53	فتاویٰ قاضی خان	امام فخر الدین حسن بن منصور راہ جندی قدس سرہ	(-592ھ)
54	فتاویٰ عالمگیری	مرتب کنائندہ شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ	(1119-1027ھ)
55	فتاویٰ غزی	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہ	(1004-939ھ)
56	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ	(1239-1159ھ)
57	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(1340-1272ھ)
58	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(1340-1272ھ)
59	بہار شریعت	صدر الشریعہ ابوالعلاء محمد امجد اعظمی قدس سرہ	(1367-1302ھ)

60	احکامِ شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
61	الامن والعلی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
62	لمعۃ الضحیٰ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
63	صفائح اللجین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
64	مشعلۃ الارشاد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
65	اجب الامداد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
66	منظر الفتاوی	علامہ مفتی سید محمد افضل مونگیری مدظلہ العالی	(1337-)
67	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری قدس سرہ	(926-970ھ)

کتب سیر

68	شفاء	علامہ قاضی عیاض قدس سرہ	(476-544ھ)
69	نسیم الریاض	شہاب العلوم شہاب الدین خفاجی قدس سرہ	(476-544ھ)
70	شرح الشفا	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-1014ھ)
71	زرقانی	علامہ محمد عبد الباقی زرقانی قدس سرہ	(1020-1099ھ)

کتب تصوف وغیرہ

72	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن غزالی قدس سرہ	(450-505ھ)
73	سلوک اقرب السبل	شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ	(957-1052ھ)
74	التعریفات	سید شریف جرجانی علی بن محمد قدس سرہ	(740-816ھ)

❀......❀......❀

فیضانِ فیضِ ملت

جنتی زیور

عجائب القرآن
مع
غرائب القرآن

قلمی معرکے

تذکرۃ الاولیاء

قانونِ شریعت

زنجیر زلف
مع
لالہ زار

فیض ملت کے
رسائل طب